ادْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ پ۱۴

حکمت اور عمدہ وعظ کے ذریعے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف دعوت دو

خُطباتِ صمدانی

مجموعہ تقاریر

ماہ رمضان	ماہ شعبان	ماہ رجب	جلد نمبر 3

الحافظ القاری مولانا
محمد فاضل صمدانی
ایم اے اسلامیات، عربی

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

ادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ پ۱۴ ع۲۲

اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

خطباتِ صمدانی

الحافظ القاری مولانا **محمد فاضل صمدانی** ایم اے اسلامیات و عربی

خطیب جامع مسجد غوثیہ نیو گارڈن ٹاؤن فیصل آباد

جلد نمبر 3



شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

خطباتِ صمدانی

ناشر	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	مئی 2022ء
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	ورڈز میکر
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزرز 0322-7202212
قیمت	700 روپے



ضروری التماس

قارئین کرام ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

انتساب

حضور پُر نور شافع یوم النشور اللہ تعالیٰ کے محبوب
سرورِ کائنات فخر موجودات ختم الرسل
حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم
کے حضور پیش کرتا ہوں۔ تاکہ میری مغفرت و بخشش
کا ذریعہ بن جائے۔

ایصالِ ثواب

بندہ اپنی اس تالیف کے ذریعے اپنے استاد محترم

حضرت علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ نظامیہ لاہور و جامعہ نظامیہ شیخوپورہ

اور

استاد محترم حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کرتا ہے۔

قارئین کرام بھی ان بزرگوں کو ایصال ثواب کریں۔

محمد فاضل صمدانی

ابتدائیہ

پیش نظر کتاب ”خطبات صمدانی“ جلد سوم مختلف موضوعات پر جمع کی ہوئی تقریریں میرے والد محترم کی وہ تقریریں ہیں جو آپ جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں اور دوسرے مختلف مقامات پر بیان فرماتے رہے ہیں۔

اہل اسلام کے فائدے کے لئے ان کو منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ آسان موثر طرز تحریر اور خوبصورت انداز کی وجہ سے علماء، خطباء، طلباء اور عوام الناس کے لئے ان شاء اللہ مفید ثابت ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ ان کو ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد فاروق فاضل

ایم اے اسلامیات

ابن

محمد فاضل صمدانی

نیو گارڈن ٹاؤن فیصل آباد

فہرست مضامین

تعارفِ مصنف

اللہ تعالیٰ کے محبوب حضور پُر نور شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

كُنْ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَّلَا تَكُنْ مِنَ الْخَامِسِ تُهْلِكْ .

عالم یا طالب علم یا علماء کی باتیں سننے والا یا ان سے محبت کرنے والا بننا پانچواں نہ بننا' ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ .

علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ (بخاری الکتاب العلم ص ۱۶)

حقیقت میں علماء کرام ہی انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک دین اسلام کی خدمت کرتے رہیں گے اور پرچم اسلام کو بلند رکھیں گے۔ انہی علماء کرام میں سے مصنف خطبات صمدانی حضرت مولانا محمد فاضل صمدانی طال اللہ عمرہٗ ہیں۔ ان کے مختصر حالات قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ولادت: یکم جنوری 1959ء من مضافات میاں چنوں، ضلع ملتان

والد ماجد کا اسم گرامی: میاں محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ نہایت علم دوست، صوفی منش، شریف الطبع، پابند صوم وصلوٰۃ اور باعمل انسان تھے۔ اور چاہتے تھے کہ میرا بیٹا عالم دین بنے۔

حفظ قرآن کریم: قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد حفظ کے لیے دھرم پورہ نزد میاں عبدالحکیم ضلع ملتان میں داخلہ لیا اور اپنے ایک عزیز بابا ادریس بھٹی کے ہاں رہائش اختیار کی جو کہ وہاں کے ایک زمیندار اور نیک انسان تھے۔

تجوید وقراءت: قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد مشہور ومعروف زینت القراء قاری تاج محمود صاحب سے دربار میاں عبدالحکیم ضلع ملتان میں تجوید وقراءت پڑھی اور روایت حفص مکمل کی اور بعد میں سکول سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔

درس نظامی: حفظ قرآن کریم اور تجوید وقراءت پڑھنے کے بعد دربار پیر قطب شاہ سندھیلیانوالی شریف مولانا عبدالغفور صاحب سے فارسی کا کورس مکمل کیا، اس کے بعد آپ کے والد صاحب نے ضلع ٹوبہ، شہر کمالیہ محلّہ فاضل دیوان میں رہائش اختیار کر لی۔ اور مولانا محمد فاضل صمدانی نے درس نظامی مکمل کرنے کے لیے جامعہ نظامیہ لوہاری گیٹ لاہور میں داخلہ لے لیا اور موقوف علیہ تک اس عظیم درسگاہ میں تعلیم حاصل کی، مارچ 1977ء تک لاہور میں رہے۔

داتا صاحب حاضری: جب تک آپ لاہور میں اہل سنت وجماعت کی عظیم درسگاہ جامعہ نظامیہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے، آپ کا یہ معمول رہا کہ ہر جمعرات کو عصر تا مغرب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضری دیتے رہے، اور وہاں پر مقرر شعلہ بیاں علامہ الٰہی بخش کی تقریر بھی پورے شوق سے سنتے رہے اور استفادہ کرتے رہے۔

اساتذہ کرام: فاضل موصوف کے اساتذہ کرام میں مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی صاحب' علامہ عبدالحکیم شرف قادری بندیالوی صاحب، مولانا محمد رشید نقشبندی صاحب' شیخ الحدیث مولانا مہر دین صاحب، مولانا گل احمد عتیقی صاحب' مولانا محمد متین بندیالوی صاحب' مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب شامل ہیں۔

یہ علماء کرام محتاجِ تعارف نہیں' یہ اسلام کے عظیم اور فاضل اساتذہ کرام ہیں' قابلیت' ذکاوت' حسن اخلاق میں منفرد ہیں' طرزِ تدریس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علامہ موصوف اکثر کہا کرتے ہیں کہ میں نے اگرچہ بلاواسطہ جامعہ بندیال میں تعلیم حاصل نہیں کی لیکن میرے اساتذہ جو بندیال کے فضلاء میں سے تھے' اکثر دورانِ تدریس اپنے عظیم استاد ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطاء محمد چشتی بندیالوی کا تذکرہ فرماتے تو دل خوشی سے جھوم اُٹھتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی بندیال کے چشمے سے سیراب شدہ لوگوں سے فیض حاصل کرنے کا موقع عطاء کیا ہے۔

ہم سبق طلباء: علامہ موصوف کے ہم سبق ساتھی علامہ محمد خان قادری ناظم جامعہ اسلامیہ لاہور' مولانا محمد جاوید اقبال کشمیری' خطیب شاہ عالم مارکیٹ' قاری محمد نذیر مدرس مسلم مسجد لاہور وغیرہ شامل ہیں۔

دورہ حدیث شریف: گلستان محدث اعظم جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد میں آپ نے داخلہ لیا اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا غلام رسول صاحب سے 1978ء میں دورہ حدیث شریف کیا۔ اس کے بعد تنظیم المدارس کا امتحان پاس کیا' درجہ ممتاز میں اعلیٰ نمبروں میں کامیابی حاصل کی۔

تحریک نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم: 1977ء میں جب تحریک پورے عروج پر تھی تو علامہ موصوف اس وقت جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد میں

زیرِ تعلیم تھے۔ تحریک میں بھرپور حصہ لیا' اسی دوران گرفتار ہو گئے' پولیس نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو جن میں استاد علامہ گل احمد عتیقی' حافظ ناظر' حافظ شیر محمد وغیرہ شامل تھے' تھانہ کوتوالی حوالات میں بند کر دیا۔

تدریس: دینی علوم کے حصول کے بعد علامہ موصوف نے تدریس کے شعبہ میں قدم رکھا اور دارالعلوم جامعہ گیلانیہ گلبرگ فیصل آباد میں درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھائیں' پھر کچھ عرصہ کے لیے دارالعلوم مدنیہ بٹالہ کالونی فیصل آباد میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔

ملازمت: 1986ء میں علامہ محمد فاضل صمدانی نے میونسپل کارپوریشن' فیصل آباد میں بطور عربی ٹیچر ملازمت اختیار کر لی تا حال تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ زیادہ وقت تدریس کا ایم سی ہائی سکول ملت کالونی محلہ علی پورہ ڈی ٹائپ کالونی میں گزرا۔

ریڈیو پاکستان: آپ نے 1990ء سے 1995ء تک درس حدیث کے عنوان سے ریڈیو پاکستان' فیصل آباد پر تقریریں کیں اور لاکھوں لوگوں تک حدیث شریف کو پہنچایا۔

امامت وخطابت: آپ کو اللہ تعالیٰ نے دینی و دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ خطابت کا فن بھی عطاء کیا ہے۔ آپ نے فیصل آباد کی مختلف مساجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے ہیں' آپ جس مسجد میں بھی رہے' فجر کی نماز کے بعد درس قرآن ضرور دیتے ہیں۔ جامع مسجد محمدیہ رضویہ آسا سنگھ ڈاکٹر چوک ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد میں تاحال امامت خطابت جاری ہے۔

نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت: جہاں اللہ تعالیٰ نے

اپنے حبیب کے صدقے آپ کو بہت سے انعامات سے نوازا ہے' وہاں یہ سعادت بھی آپ کے حصے میں آئی ہے کہ آپ نے مسلسل تیس سال نمازِ تراویح میں قرآن مجید سنایا ہے۔

تحریر کے میدان میں قدم: تقریر کے میدان میں کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد آپ نے تحریر کے میدان میں قدم رکھا' اور اپنی خوبصورت تحریر سے عوام الناس اور علماء سے داد وصول کی۔ آپ اپنی تحریر میں مشکل الفاظ کا سہارا نہیں لیتے بلکہ سادہ اور آسان الفاظ کا استعمال کرتے ہیں' تاکہ ہر آدمی آپ کی کتاب سے استفادہ کر سکے۔

تصانیف: فضائل رمضان، نشری تقریریں' خطبات صمدانی پانچ حصوں پر مشتمل ہے اور خطباء حضرات کے لیے ایک لاجواب تحفہ ہے۔

حج بیت اللہ شریف:

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جیسے ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرے اور روضہ رسول پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے' اسی طرح صمدانی صاحب کے دل میں یہ تڑپ ہر وقت موجزن رہتی تھی اور اکثر کہا کرتے تھے: کاش! میری زندگی میں وہ حسین لمحات آجائیں کہ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کروں۔ جب بھی حج کے ایام میں حاجی صاحبان حج بیت اللہ کے لیے رخت سفر باندھتے تو صمدانی صاحب کی زبان پر دعائیہ جملے آجاتے کہ یا اللہ! مجھے بھی یہ سعادت عطاء فرما' آخرکار آپ کی دعائیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ قبولیت کو پہنچیں اور آپ کو یہ عظیم سعادت 2009ء میں حاصل ہوگئی۔

بیعت: فاضل موصوف نے صوفی باصفا صوفی عبدالمجید صاحب مصری شاہ لاہور کے ہاتھ پر بیعت کی' اور سلوک کی منازل طے کیں۔

راقم الحروف کے ساتھ رفاقت: راقم الحروف چونکہ ایم سی ہائی سکول' ملت کالونی نزد سمندری روڈ' فیصل آباد میں بطور A.T اپنے تدریسی فرائض سرانجام دے رہا ہے' اور صمدانی صاحب بھی تقریباً اٹھارہ سال سے اسی سکول میں میرے ساتھ بطور عربی ٹیچر تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں' اس لیے میں نے ان کی زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آپ تحریر و تقریر پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ اپنے مضامین پر خاصا عبور رکھتے ہیں۔ شخصیت بارعب ایمان کے جلال روحانیت کے جمال کا حسین امتزاج' طلبہ کے لیے مجسمہ شفقت' اپنی زندگی کا معلمانہ دور ملازمانہ ذہنیت سے بہت بلند رہ کر گزار رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے شاگرد اور اساتذہ ہی نہیں بلکہ ہیڈ ماسٹر سیّد مقصود حسین شاہ صاحب بھی ان کا بے حد احترام کرتے ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ محمد فاضل صمدانی صاحب کے علم و عمل میں مزید برکتیں عطاء فرمائے! ان جملہ دینی خدمات اور مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے! آمین یارب العٰلمین بجاہ سیدالمرسلین!

راقم الحروف

قاری غلام جیلانی شاکر چشتی بندیالوی

ایم اے اسلامیات و عربی (پنجاب یونیورسٹی)

فاضل تنظیم المدارس پاکستان و فاضل طب والجراحت

(وفاقی وزارت صحت' اسلام آباد)

خطیب جامع مسجد غوثیہ جیلانیہ' علی پورہ' سمندری روڈ' فیصل آباد

2

3-طبع

خطبات صمدانی

جلد سوم

خطبات ماہ رجب المرجب

پہلا خطبہ : حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا خطبہ : نفلی صدقہ

تیسرا خطبہ : زکوٰۃ

چوتھا خطبہ : معراج کا ابتدائی حصہ

پانچواں خطبہ : معراج کا آخری

نعت شریف

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمین اور قدم رکھ کر چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

چل اٹھ جبہ فرسا ہو ساقی کے در پر
در جود اے مستانے والے

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے
رضاؔ نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

(امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ)



حدیث شریف

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیۡ یَذۡکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیۡ لَا یَذۡکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الۡحَیِّ وَالۡمَیِّتِ ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہے اور جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر نہیں کرتا' ان کی مثال زندہ اور مردہ شخص کی مانند ہے۔

(مشکوۃ شریف' باب ذکر اللہ' ص ۱۹۶)

پہلا خطبہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۝ (سورۃ یونس آیت ۶۲ تا ۶۴)

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور محترم دوستو! قرآن حکیم کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

''سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے''۔

قرآنِ حکیم کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ مہینہ رجب شریف کا ہے آج اس کا پہلا جمعۃ المبارک ہے چونکہ رجب کی چھ تاریخ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا یوم وصال ہے اور اس تاریخ کو اجمیر شریف میں آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے اس لئے آج مختصر وقت میں حضرت خواجہ اجمیری کو نذرانہ عقیدت پیش کروں گا۔

جب ہم اولیاء کرام کا ذکر کرتے ہیں بعض لوگ پریشان ہو جاتے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں اولیاء کرام کا ذکر موجود ہے احادیث میں ذکر موجود ہے۔

مثلاً سورۃ البقرہ میں ایک ولی کی گائے کا ذکر موجود ہی۔

سورۃ آل عمران میں حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر موجود ہے بے موسمے پھل آنا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت کھجور کے خشک تنے پر کھجوروں کا لگنا اور پانی کا چشمہ جاری ہونا' سورۃ مریم میں موجود ہے۔ سورۂ کہف میں اصحاب کہف کا ذکر تفصیل سے موجود ہے سورۃ النمل میں آصف بن برخیا کا ذکر موجود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں آنکھ جھپکنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت لے آئے۔ مشکوٰۃ شریف پڑھیں کرامات صحابہ کا باب موجود ہے۔ تفصیل کے لئے کافی وقت درکار ہے اس لئے صرف اشارہ کیا ہے۔ چونکہ قرآن اور حدیث میں اولیاء کا ذکر موجود ہے اس لئے ہم اولیاء کا ذکر کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔

آج حضرت خواجہ خواجگان والی ہندوستان عطائے رسول خواجہ معین الدین

چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کروں گا۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی

آپ کی ولادت

حضرت خواجہ معین الدین خاندان سادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی ولادت علاقہ سنجر میں ہوئی ۵۳۰ھ میں یہ گاؤں ایران اور افغانستان کی سرحد پر واقع ہے۔ خواجہ صاحب کے والدین متقی پرہیز گار عابد اور زاہد تھے، والد کا نام غیاث الدین ہے اور والدہ کا نام بی بی ام الورع ہے۔ خواجہ صاحب کی والدہ ماجدہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی چچا زاد بہن ہیں۔ اس رشتے سے غوث اعظم رضی اللہ عنہ خواجہ صاحب کے ماموں ہوتے ہیں۔

تعلیم و تربیت

سات سال کی عمر تک آپ کی پرورش خراسان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کا زمانہ والد کے زیر سایہ گزرا۔ اس کے بعد سنجر کی مشہور و معروف درس گاہ میں داخل ہوئے۔ علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ جب خواجہ صاحب کی عمر چودہ سال ہوئی والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔

خواجہ صاحب کے والد بزرگوار کی کچھ زمین اور باغات تھے۔ زمین اور باغات کا آدھا حصہ خواجہ صاحب کو اور آدھا حصہ آپ کے بھائی کو ملا خواجہ صاحب اپنے باغ کی باغ بانی کرتے تھے خوب اچھی طرح دیکھ بھال کرتے تھے اور اسی باغ میں ایک طرف بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔

ایک مجذوب سے ملاقات

ایک مجذوب حضرت ابراہیم کندوری رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے قطب تھے۔ درویشانہ لباس پہنے، بال بکھرے ہوئے ہیں۔ پاؤں میں ٹوٹی ہوئی جوتی ہے باغ میں داخل ہوئے۔ خواجہ صاحب جو اس وقت باغ کی دیکھ بھال میں مصروف تھے۔ کام چھوڑ کر مجذوب کی خدمت میں حاضر ہوئے بہت احترام کیا اور مجذوب کی خواجہ صاحب نے بڑی عزت کی خواجہ صاحب نے اپنے باغ کا تازہ انگور کا خوشہ توڑا اور اس مجذوب کی خدمت میں پیش کیا۔ ٹھنڈا پانی پینے کے لئے پیش کیا۔

خواجہ صاحب کے حسن سلوک سے مجذوب کا دل خوش ہوگیا۔

اپنی تھیلی سے سوکھی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اوز اپنے منہ میں چبا کر خواجہ کو دیا۔ اسے کھاتے ہی دل کی حالت بدل گئی۔ دنیا کی محبت دل سے نکل گئی۔

خواجہ صاحب نے زمین باغات جائیداد ساری کی ساری بیچ کر غریبوں، تیموں، مسکینوں، بیواؤں میں تقسیم کردی اور خراسان کی طرف نکل گئے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے سالہا سال اسلامی ملکوں کی سیر و سیاحت کی اولیاء کرام کی خدمت میں حاضری دی جو فوت ہوگئے تھے ان کے مزارات پر حاضری دی۔ اسی طرح اسلامی ملکوں کی سیاحت فرماتے رہے کہ آپ کی ملاقات خواجہ عثمان ہارونی سے بغداد میں حضرت جنید رضی اللہ عنہ کی مسجد میں ہوئی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے مریدوں میں شامل ہوگئے۔

حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید کو مکہ معظمہ لے گئے بیت اللہ کا

طواف کیا اور دعا کی یا اللہ معین الدین کو اپنے مقبول اور محبوب بندوں میں قبول فرما
آواز آئی ہم نے قبول کیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضر
دی حضرت عثمان ہارونی نے اپنے مرید کو حضور کی بارگاہ میں پیش کیا اور عرض کی ا
اللہ کے حبیب اس غلام کو قبول فرمالیں۔ روضے سے آواز آئی معین الدین کو قبول
کیا۔ اور سلطان الہند بنا دیا۔ اسی لئے آپ کا لقب عطائے رسول ہے۔ خواجہ
صاحب نے اپنی بیعت کے متعلق انیس الارواح میں تفصیل سے لکھا ہے یہاں
میں نے اختصار سے کام لیا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی داتا صاحب کے مزار پر حاضری

خواجہ صاحب حضور کے روضہ کی زیارت کے بعد بغداد آئے اور حضرت غوث
اعظم سے ملاقات ہوئی۔ اور فیض حاصل کیا حضرت غوث اعظم نے فرمایا سرکار مدینہ
نے تمہیں سلطان الہند بنایا ہے فوراً اجمیر پہنچو اور توحید کا پرچم وہاں پر بلند کرو۔

سلطان الہند عطائے رسول سیدنا خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بغداد
سے سیدھے لاہور آئے اور لاہور سے اجمیر گئے۔

خواجہ صاحب جس وقت لاہور پہنچے تو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کی بار
گاہ میں حاضری دی۔ انوار کی بارش ہوتے ہوئے دیکھی تو آپ چالیس دن تک
حاضری دیتے رہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواجہ معین الدین
داتا صاحب کی بارگاہ میں حاضری دینے کے بعد جب واپس جانے لگے۔ تو دور
دور تک جہاں تک داتا صاحب کا مزار نظر آتا رہا خواجہ صاحب نے داتا صاحب
کے مزار کی طرف پشت تک نہیں کی۔

اور زبان پر جاری تھا۔

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نور خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

یادگارِ محمد

افغانستان کا حاکم یادگار محمد بڑا ظالم تھا اور بد مزاج شخص تھا۔ اس کا ایک نہایت خوبصورت باغ تھا۔ اس باغ میں ایک صاف شفاف حوض تھا ایک دن خواجہ صاحب باغ میں تشریف لے گئے۔ حوض میں غسل کرنے کے بعد نماز ادا کی اور اس کے پاس بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد یادگار محمد شاہانہ کرّوفر کے ساتھ اس کی سواری باغ میں داخل ہوئی۔ باغ کے اندر ایک فقیر درویش کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا جل بھن گیا۔ غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا۔ باغ کے محافظوں سے پوچھا۔ اس درویش کو شاہی باغ میں بیٹھنے کی اجازت کس نے دی ہے۔ یادگار محمد کا غصہ دیکھ کر ملازمین کانپ اٹھے۔ ڈر گئے پتہ نہیں آج ہمیں کیا سزا ملے گی۔

اچانک خواجہ صاحب کی نگاہ اٹھی یادگار محمد پر پڑی۔ کانپنے لگا۔ یادگار محمد بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ خواجہ صاحب نے پانی منگوا کر اس کے چہرے پر چھینٹے مارے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ہوش میں آ گیا۔ نہایت عاجزی کے ساتھ معافی مانگنے لگا۔ آپ نے معاف کر دیا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کا مرید ہو گیا اس کے جتنے خدام تھے سب نے خواجہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور مرید بن گئے۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور ان کے ساتھی اوحد الدین، شیخ شہاب الدین خراسان کے ایک شہر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک سلطان شمس الدین التمش سامنے سے گزرا وہ اپنے ہاتھ میں ایک گیند پکڑے ہوئے تھا اس وقت اس کی عمر بارہ سال تھی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی نظر اس پر پڑی بے ساختہ فرمایا جب تک یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ نہ بنے گا اسے موت نہیں آئے گی۔ حضرت معین العین چشتی کی زبان سے یہ نکلا ہوا جملہ تیر قضا کی طرح نشانے پر گیا۔ ہندوستان کی تاریخ اس پر گواہ ہے، ۶۰۷ھ میں شمس الدین طوفان کی طرح اٹھا اور ہندوستان پر چھا گیا اور دہلی کے تخت پر قبضہ کرلیا۔ یہ ہے اللہ والے کی نگاہ یہ ہے اللہ والے کی نظر یہ ہے اللہ والے کا علم۔

آگ کے پجاریوں کو تبلیغ

ایک جگہ خواجہ صاحب ؒ نے درویش کو کہا سامنے آگ جل رہی ہے جا کر آگ لاؤ درویش آگ کے قریب پہنچا وہاں پر آگ کے پجاری بیٹھے تھے آگ طلب کی انہوں نے کہا اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو واپس چلا جا درویش واپس آ گیا اور خواجہ صاحب سے کہا۔ وہ آگ کے پجاری ہیں آگ نہیں دیتے۔ آپ نے فرمایا تبلیغ کا اچھا موقع مل گیا ہے۔ لہٰذا چلو تبلیغ کرتے ہیں۔

وہاں جوان کا رہنما بیٹھا تھا اسے فرمایا تم کب سے آگ کی پوجا کر رہے ہو۔ اس نے کہا ہماری تو نسلیں گزر گئیں ہیں آگ کی پوجا کرتے ہوئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا یہ آگ تجھے پہچانتی ہے اگر پہچانتی ہے تو اس میں اپنا ہاتھ ڈالو۔ اس نے کہا آگ کا کام ہے جلا دینا اگر میں نے ہاتھ ڈالا تو آگ جلا دے گی۔ آپ نے

فرمایا اللہ والوں کو آگ بھی پہچانتی ہے وہاں پر اس کا ایک بچہ بیٹھا تھا آپ نے اس کو پکڑا اور آگ میں چھلانگ لگا دی اب وہ افسوس کرنے لگا میرا بچہ مر گیا لیکن بچہ نے آگ میں سے آواز دی ابا کوئی غم نہ کر میں آگ میں نہیں باغ میں بیٹھا ہوں اس کرامت کو دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے اور آپ کے غلام بن گئے۔ یہ ہے شان تبلیغ۔ اسی طرح خواجہ صاحب نے تبلیغ فرمائی ہے۔ یہ جو ہم آج کروڑوں کی تعداد میں مسلمان نظر آ رہے ہیں یہ صدقہ ہے خواجہ صاحب کی تبلیغ کا۔ لوگ مسلمان ہوتے جا رہے ہیں اور آپ کے قافلے میں شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ آپ کے پاس نہ کوئی بستر تھا نہ چولہا نہ کھانے پینے کا سامان اللہ پر توکل کر کے اللہ کی رضا کے لئے حضور کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دعوت توحید مشرکوں کو دے رہے تھے اللہ تعالیٰ غیب کے خزانے سے روزی دے رہا تھا۔ آج کل دکھاوے کے لئے شہرت کے لئے تبلیغ ہوتی ہے۔ اس لئے اثر نہیں ہوتا ہے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

حضرت خواجہ لاہور سے اجمیر پہنچے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ لاہور سے براستہ دہلی اجمیر پہنچے آپ کیساتھ چالیس درویشوں کی جماعت تھی جن کی ضرب الا اللہ سے پہاڑوں کے کلیجے دہل جاتے تھے۔

ہندوستان اس وقت کفر اور شرک کا گڑھ تھا ہر طرف بتوں کی پوجا ہو رہی تھی شرک عام تھا ہر طرف چمٹے کی آواز تھی۔ گانا تھا۔ تبلہ کی تھاپ تھی۔ بادشاہوں کو سجدے ہو رہے تھے۔ ان کی تصاویر کو پوجا جا رہا تھا۔ بتوں پر چڑھاوے

چڑھائے جارہے تھے۔

حضرت خواجہ اجمیر میں داخل ہوئے تو توحید کے پرچم کو بلند کیا۔ توحید کا درس دیا۔ بتوں کے پجاریوں کو توحید خداوندی کی دعوت دی فرمایا! مشرکو آؤ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ اور جہنم کے گڑھوں سے نکل کر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اجمیر میں پہنچ کر خواجہ صاحب نے شہر سے باہر ایک مقام پر سایہ دار درختوں کے نیچے قیام فرمایا۔ ساربانوں نے منع کیا کہ یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں یہاں سے چلے جاؤ۔ آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اب اونٹ بیٹھے ہی رہیں گے۔ اور خواجہ صاحب نے دوسرے مقام پر قیام فرمایا۔

شام کو اونٹ واپس آئے اپنی جگہ پر بیٹھے صبح جب ان کو اٹھانے کی کوشش کی گئی تو اٹھنے کا نام نہیں لیتے تھے بہت زور لگایا لیکن نہ اٹھے۔

ساربانوں نے سارے واقعہ کی راجہ کو خبر دی۔ راجہ نے کہا درویش سے معافی مانگو۔ ساربانوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی خواجہ صاحب نے اشارہ فرمایا! اونٹ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

آنا ساگر تالاب

آنا ساگر تالاب بہت بڑا تالاب تھا اس کے کنارے ہندوؤں کے بہت سے بت خانے تھے۔ صبح شام پجاریوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ انہی میں ایک بہت بڑا بت خانہ شاہی بت خانہ راجہ کا بھی تھا۔ پرتھوی راج اور دوسرے حکام وزراء عمائدین سلطنت پوجا کے لئے آتے تھے۔ اس شاہی بت خانے کا انتظام سادھو رام جسے شادی دیو بھی

کہتے ہیں سپرد تھا۔ یہ بہت بڑا فاضل اور تمام پجاریوں کا سردار تھا۔ خواجہ صاحب کا یہاں پر قیام ہندوؤں پر بہت شاق گزرا۔

ہندوؤں نے کوشش کی کہ خواجہ صاحب یہاں سے چلے جائیں۔ مقابلے کے لئے بڑے بڑے جادوگر آ گئے جوگی آ گئے۔ لیکن خواجہ صاحب کی جب نظر پڑتی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے۔ شادی دیو اور اجے پال جوگی جیسے سرغنہ کفر مسلمان ہو گئے اور خواجہ صاحب کے مریدوں میں داخل ہو گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے اپنے ایک درویش کو کہا انا ساگر تالاب سے پانی لاؤ ہم نے نماز کے لئے وضو کرنا ہے۔ بتوں کے پجاری تالاب کا پانی بطور تبرک پیتے تھے۔ انہوں نے درویش کو پانی نہ لینے دیا کہا تم ملیچھ ہو ہم تمہیں پانی نہیں لینے دینگے حالانکہ مشرک خود پلید ہیں۔ درویش نے واپس آ کر بتایا خواجہ صاحب نے فرمایا جاؤ جہاں بھی موقع ملے لوٹے کا منہ تالاب کی طرف کر دینا درویش تالاب پر پہنچ گیا لوٹا تالاب میں ڈال دیا تالاب سارا خالی ہو گیا۔ ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ پرتھوی راج یہ سن کر پاگل ہو گیا کہ ایک درویش تالاب کا سارا پانی ایک لوٹے میں لے گیا ہے۔

یہ بات سمجھ نہیں آ سکتی تالاب کا پانی لوٹے میں آ جائے ان کو کون سمجھائے کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے وہی ولی کی کرامت ہوتی ہے۔ پرتھوی نے کہا جاؤ درویش سے معافی مانگو وزیر گورنر سب آئے کہا ہمیں معاف کر دیں۔ حضرت خواجہ معین الدین نے اپنے درویش کو کہا جاؤ لوٹا لے جاؤ اور پانی تالاب میں ڈال دو۔

درویش گیا اور پانی تالاب میں ڈال دیا۔ لوٹا خالی ہو گیا اور تالاب بھر گیا۔ خواجہ صاحب کی یہ کرامت دیکھ بہت سارے ہندوؤں نے کلمہ پڑھ لیا۔ پرتھوی راج

پریشان ہوگیا لوگ خواجہ صاحب کی کراماتیں دیکھ کر مسلمان ہوتے جا رہے ہیں۔

جادوگروں کو مقابلے کے لئے بھیجا وہ بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔ پرتھوی راج ظالم تھا وہ خواجہ صاحب کو دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ بہت بڑا ہندو راجہ تھا بلکہ اپنے زمانے کا فرعون تھا اسلام اور مسلمانوں کو بالکل برداشت نہیں کرتا تھا جب نماز کا وقت آیا خواجہ صاحب نے درویش کو کہا اذان دو جب اذان کی آواز پرتھوی راج کے محل کے ساتھ ٹکرائی محل میں زلزلہ آ گیا۔ اذان ہوتی ہے جماعت ہوتی ہے نمازیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی اور پرتھوی راج کی پریشانی بڑھتی جا رہی ہے۔

آج کل کے مبلغ میں اخلاص نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہیں ورنہ لوگوں کی اصلاح ہو جائے۔

؎ وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا۔

خواجہ صاحب نے پرتھوی راج کو دعوت اسلام دی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ کا سلسلہ وسیع ہوتا گیا۔ آپ نے چند مریدوں کے ذریعے پرتھوی راج کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا اگر یہ اسلام نہ لایا تو میں لشکر اسلام کے ہاتھوں اسے زندہ گرفتار کرا دوں گا۔ پرتھوی راج نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور خواجہ صاحب کے سخت خلاف ہو گیا۔ اس کے سینہ میں دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی۔ ایک دن پرتھوی راج نے کہلا بھیجا کہ آپ میری سلطنت کی سرحد سے باہر نکل جائیں۔ خواجہ صاحب نے جواب میں یہ اطلاع بھجوائی، مت گھبراؤ چند دنوں میں شہاب الدین غوری آ رہا ہے اس وقت تقدیر فیصلہ کر دے گی۔ کہ اجمیر کی سرحد سے کون نکلتا ہے؟

شہاب الدین غوری کی ہندوستان آمد

خراسان میں سلطان شہاب الدین غوری نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی بارگاہ میں کھڑا ہوں آپ مجھے ارشاد فرمارہے ہیں اے غوری اٹھ دہلی کا تاج وتخت تیرا انتظار کر رہا ہے ہندوستان کی بادشاہت تیرے مقدر ہو چکی ہے۔ زمین ہند تیرے لشکر کے گھوڑوں کی ٹاپوں کا شدید انتظار کر رہی ہے۔ ہندوستان کی طرف روانہ ہو جا۔ پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کر کے اسے کیفر کردار تک پہنچا۔

صبح بیدار ہوا تو شہاب الدین غوری کے سینے میں فاتحانہ عزم برپا تھا ایک عظیم اسلامی لشکر لے کر توحید کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے کفر کو مٹانے کے لئے مشرکوں کو ختم کرنے کے لئے، بدکاری، شراب، جوا، ناچ گانے کو ختم کرنے کے لئے اسلام کی نشر واشاعت کے لئے قرآن کے پیغام کو عام کرنے کے لئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ پرتھوی راج کے ساتھ خون ریز معرکہ ہوا۔ شام ہوتے ہی شہاب الدین غوری نے یہ معرکہ سر کر لیا پرتھوی راج ایک دریا کے کنارے بھاگتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ پیش گوئی پوری ہوگئی جو آپ نے فرمائی تھی (شہاب الدین آرہا ہے اس وقت تقدیر فیصلہ کر دے گی کہ اجمیر کی سرحد سے کون نکلتا ہے) اللہ والے جانے کے لئے نہیں رہنے کے لئے آتے ہیں۔ خواجہ صاحب کا مزار آج بھی اجمیر شریف میں موجود ہے اور مرجع خلائق ہے آج بھی دنیا فیض حاصل کر رہی ہے۔

۶ رجب ۶۳۳ھ کو آپ کا وصال ہوگیا۔ جبین مبارک پر لکھا ہوا تھا:

هذا حبيب الله مات في حب الله۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اولیاء کرام کے دامن کرم کے صدقے ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے۔ پاکستان میں یہ جو کروڑوں مسلمان نظر آ رہے ہیں یہ سب اولیاء کرام کی خیرات ہے۔

سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر سولہ مرتبہ حملہ کیا

سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان میں اسلام کا پرچم بلند کرنے کے لئے سولہ مرتبہ حملہ کیا۔ لیکن کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ کسی نے محمود کو کہا یہاں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ رہتے ہیں ان سے دعا کراؤ۔ اللہ تعالیٰ فتح عطا کردے گا۔ محمود سچا مسلمان تھا سُنّی تھا اگر بے ادب ہوتا ولی کا نام سنتے ہی بگڑ جاتا ولیوں کا با ادب تھا حضور کا عاشق تھا رات کو سوتے وقت حضور پر درود شریف پڑھ کر سوتا تھا۔ محمود سولہ مرتبہ ہندوستان پر حملہ کر چکا تھا۔ پرچم اسلام کو بلند کرنے کے لئے۔ آخری مرتبہ لشکر تیار کیا کسی نے کہا اللہ کے ولی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرا کے جاؤ کامیابی کے دروازے تمہارے لئے کھل جائیں گے۔ محمود ولی کامل حضرت ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی حضرت سولہ مرتبہ ہندوستان پر حملہ کر چکا ہوں کامیابی نہیں ہوئی یہ آخری بار ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے فتح عطا کرے پورے ہندوستان پر اسلام کا پرچم لہرا دوں گا اور ہر طرف اسلام کو پھیلا دوں گا۔

ابوالحسن خرقانی نے محمود کو جُبہ دیا

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے محمود کو اپنا جبہ دیا جسے آپ نماز تہجد کے وقت پہنتے تھے۔ اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ خوف خدا سے آنکھوں سے نکلے ہوئے

آنسوؤں سے وہ جبہ تر بہ تر ہو جاتا تھا وہی جبہ محمود غزنوی کے سپرد کیا ارشاد فرمایا محمود غزنوی ہمارا جبہ تم لیجاؤ جب تمہیں کوئی پریشانی آئے اس جبے کو لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔

سلطان محمود غزنوی نے وہ جبہ لے لیا اور لشکر اسلام کو لے کر ہندوستان محاذ جنگ پر پہنچا۔ راج پال کی حکومت تھی۔ راج پال کی فوج سے سخت مقابلہ ہوا لشکر اسلام ہندو فوج میں گم ہو گیا نظر ہی نہیں آتا تھا محمود ان حالات کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اچانک کسی نے ہاتھ کو پکڑ کر جھنجھوڑا فرمایا محمود تم جبہ کو لے کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کیوں نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے جنہوں نے جبہ دیا ہے وہ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت میدان جنگ میں کیا ہو رہا ہے۔ دعا کیوں نہیں کرتے۔ محمود نے جبہ نکالا اور دعا کی یا اللہ اس جبے والے کے واسطے سے مجھے فتح عطا فرما جنگ میں جو مال غنیمت حاصل ہو گا وہ فقراء میں تقسیم کر دوں گا۔ محمود غزنوی نے جب لشکر اسلام کی طرف دیکھا تو پرچم لہراتا ہوا نظر آیا۔ محمود کی دعا کو اللہ نے شرف قبولیت عطا فرمایا۔ محمود کو فتح مل گئی۔ سومنات کا قلعہ جو کہ بڑا مضبوط تھا اس کے اندر داخل ہوا۔ بتوں کو توڑنے لگا بڑے بڑے پنڈت آ گئے۔ سونا چاندی ہیرے، جواہرات جتنے چاہتے ہو لے لو بتوں کو کچھ نہ کہو۔

بت توڑتے ہوئے کہا میں بت شکن ہوں بت فروش نہیں ہوں بتوں کو پاش پاش کر دیا۔

سلطان محمود غزنوی واپس گھر پہنچا تو حضرت ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی جبہ کے طفیل اللہ نے فتح عطا کی ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا محمود تم نے کیا دعا کی تھی۔ محمود نے عرض کی

حضور میں نے دعا کی تھی یا اللہ اس جبے کے طفیل جنگ میں فتح عطا فرما حضرت ابوالحسن خرقانی جلال میں آ گئے۔ فرمایا محمود تم نے جبے کی توہین کی ہے۔ اگر تو یہ کہتا یا اللہ اس جبے کے طفیل ساری دنیا میں اسلام پھیلا دے اللہ تعالیٰ ساری دنیا میں اسلام پھیلا دیتا۔ سب کو مسلمان کر دیتا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص ۲۸۸)

طالبان اور صحافی عورت

سلطان محمود غزنوی، شباب الدین غوری، ان کا تعلق افغانستان سے ہے اس طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت سید عبد القادر جیلانی کا تعلق بھی افغانستان سے ہے بڑے بڑے بادشاہ اور بڑے بڑے اولیاء کرام بزرگان دین افغانستان سے تشریف لائے اس اعتبار سے یہ سرزمین بڑی زرخیز ہے، اس لئے اسلام کے جو دشمن ہیں وہ افغانستان کو برداشت نہیں کرتے اب طالبان افغانستان میں اسلام مخالف قوتوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ پہلے طالبان ان بزرگوں کی اولاد تھے اور اچھے لوگ تھے۔ جب امریکہ نے حملہ کیا تو برطانیہ کی ایک صحافی عورت کو طالبان نے گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا جب اس صحافی عورت کو رہا کیا گیا تو اس نے اخبار میں بیان دیا کہ طالبان جس وقت قید میں مجھے روٹی دیتے تھے منہ دوسری طرف کر لیتے تھے چہرے پر نظر نہیں ڈالتے تھے وہ صحافی عورت جس وقت برطانیہ پہنچی تو اس نے اسلام کو قبول کر لیا۔

لیکن آج کل کے طالبان وہ طالبان نہیں ہیں اور پاکستان کے طالبان تو بہت ظالم ہیں۔ یہ قبروں کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ سکولوں کو تباہ کرتے ہیں۔ عورتوں اور بچوں پر ظلم کرتے ہیں پنجاب سے بچے پکڑ کر لیجاتے ہیں ان سے دھماکے

کرواتے ہیں مسجدوں میں دھماکے کر کے نمازیوں کو شہید کرتے ہیں۔ان طالبان کو تو اسلام دشمن کہا جائے تو بہتر ہے۔اسلام ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ۔

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔پہلے جتنے بادشاہ تھے اولیاء کرام کا بے حد ادب کرتے تھے۔سلطان نور الدین زنگی، سلطان محمود غزنوی،، شہاب الدین غوری، اورنگزیب عالم گیر، شاہ جہاں، جہانگیر، شمس الدین التمش۔لیکن آج کل ایسا نہیں ہے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔



حدیث شریف

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِیْ حَیٰوتِہٖ بِدِرْھَمٍ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِمِائَۃٍ عِنْدَ مَوْتِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ (مشکوٰۃ باب الانفاق وکراھیۃ الامساک ص۱۶۴)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کا اپنی زندگی میں ایک درہم خیرات کرنا مرتے وقت سو خیرات کرنے سے بہتر ہے"۔

زندگی سے مراد صحت اور تندرستی کی زندگی ہے اور موت کے وقت سے مراد مرض الموت ہے یعنی جب زندگی کی اُمید ختم ہو جاتی ہے یعنی تندرستی میں تھوڑا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا صدقہ وخیرات کرنا مرتے وقت کے بہت مال کی خیرات سے بہتر ہے۔

کیونکہ تندرستی کی خیرات میں نفس پر جہاد بھی ہے اور مرتے وقت کی خیرات میں اپنا نقصان نہیں بلکہ اپنے وارثوں کو نقصان پہنچانا ہے۔

دوسرا خطبہ

نفلی صدقہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ط وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ○ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ (پ۳، ع۳، آیت ۲۶۱)

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو آپ کے سامنے قران حکیم کی ایک آیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات

بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (کنزالایمان)

قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا ذکر ہے۔ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر صدقہ وخیرات کی فضیلت اور اس کا اجر وثواب بیان کیا گیا ہے اور صدقہ وخیرات کی امت مسلمہ کو ترغیب دی گئی ہے کیونکہ صدقہ و خیرات کرنے سے فقیروں اور غریبوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ دولت معاشرے میں گردش کرتی ہے۔ ملک کی بہتری میں صدقہ وخیرات کا بڑا دخل ہے فلاح کے کام ہوتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے دینی مدارس کی مدد کرنا یہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اسی طرح مساجد بنانا، یتیموں، مسکینوں، اور بیواؤں کے وظیفے لگانا، بیماروں کے علاج کے لئے ہسپتال بنانا، رشتے داروں اور پڑوسیوں کی مدد کرنا، اسکولوں اور کالجوں کو گرانٹ دینا یہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے، جہاد میں خرچ کرنا مجاہدین کی مدد کرنا دین اسلام کی سر بلندی کے لئے خرچ کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔

اس وقت جو آیت تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرے گا اس کو سات سو گنا اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا اس اجر کو دگنا کر دے گا۔

قرآن کریم میں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ج (انعام:۱۶۰)

جو شخص ایک نیکی لے کر آئے اس کو اس جیسی دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (الزمر:۱۰)

صبر کرنے والوں کو پورا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

غور کریں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ نیکی کا اجر سات سو گناہ ہے۔ ایک مقام پر فرمایا ہے۔ نیکی کا اجر دس گنا ہے۔ ایک مقام پر فرمایا ہے۔ نیکی کا اجر بے حساب ہے۔

اس کا جواب یہ ہے

یہ جو فرق ہے اجر اور ثواب کا یہ نیت کے اعتبار سے ہے اخلاص کے اعتبار سے ہے۔ جس شخص میں جتنا اخلاص ہوگا اللہ کی رضا مقصود ہوگی اس کو اتنا ہی زیادہ اجر ملے گا۔ اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔

دوسرا جواب یہ ہے

حالات کے اعتبار سے بھی یہ فرق ہو سکتا ہے۔

ایک غریب آدمی جس کے پاس صرف دو روٹیاں تھیں اس نے بھوکے کو دو روٹیاں دے دیں یہ نیکی ہے۔

متوسط آمدنی والا بھوکے کو دو روٹیاں دے دے یہ بھی نیکی ہے۔

امیر ترین آدمی کسی بھوکے کو دو روٹیاں دے دے یہ بھی نیکی ہے۔

لیکن یہ تینوں نیکیاں برابر نہیں ہو سکتی تو اجر اور ثواب کیسے برابر ہوگا۔

جس کے پاس صرف دو روٹیاں ہیں اس کا اجر بے حساب۔

متوسط آمدنی والا سات سو گناہ اجر ملے گا۔

امیر تین کو دس گنا اجر ملے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرنے کا اجر بیان فرمایا ہے اس رکوع کی دوسری آیت میں یہ فرمایا ہے کہ یہ اجر وثواب اس وقت حاصل ہوگا۔ جب صدقہ دینے کے بعد نہ احسان جتایا جائے اور نہ طعنہ دیکر اس کو اذیت پہنچائی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

اور وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیک انعام ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم (البقرہ/۲۶۲)

اس رکوع کی تیسری آیت میں فرمایا ہے اگر کسی کو صدقہ دینے کے بعد طعنہ دیکر اس کو تکلیف پہنچائی تو اس سے بہتر ہے کہ اس کو صدقہ نہ دیا جائے اور اس سے کوئی نیک اور اچھی بات کہہ دی جائے۔

اس رکوع کی چوتھی آیت میں یہ فرمایا ہے کہ

صدقہ اور خیرات کرنے والے اخلاص کے ساتھ، محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے صدقہ دیں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے صدقہ نہ دیں، وہ ضرورت مندوں سے اپنی سخاوت اور دریا دلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں، نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں انکی سخاوت کا ذکر ہو اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کا یہ تمام عمل ضائع ہو جائے گا۔ اور اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ ان کی مثال ایسے ہے جیسے کسی چکنے پتھر پر مٹی جمع ہوگئی اور بارش نے اس کو بالکل صاف کر دیا ہو۔

صدقہ کی قبولیت کی شرطیں

احسان نہ جتایا جائے۔ جس کو صدقہ دیا ہو اس کو طعنہ دے کر تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اخلاص کے ساتھ رضا الٰہی کے لئے صدقہ دیا جائے لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے صدقہ نہ دیا جائے۔ تب یہ صدقہ جو حلال کمائی سے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوگا۔

صدقہ اور ہدیہ کا فرق

صدقہ وہ مال ہے جو محض ثواب کے لئے کسی کو دیا جائے۔

ہدیہ وہ مال ہے جو کسی کے احترام اور رضاء کے لئے اسے دیا جائے۔ صدقہ میں دوسرے پر رحم کرنا ہے۔ ہدیہ میں اس کی تعظیم کرنی ہے عزت کرنی ہے۔

غنی مالدار صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنا واجب صدقہ اور نفلی صدقہ پیش کرتے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے غرباء میں تقسیم فرمادیں تاکہ آپ کے ہاتھ کی برکت سے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ اور دوسرے فقراء صحابہ میں تقسیم فرمادیتے تھے اور بعض لوگ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ اور نذرانہ لاتے تھے۔ چونکہ دو قسم کے مال حضور کے پاس آتے تھے اس لئے اگر لانے والا صاف صاف نہ کہتا تو حضور خود پوچھ لیتے تھے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ ہے۔ اگر لانے والا یہ کہتا کہ یہ صدقہ ہے تو اس میں سے حضور کچھ نہ کھاتے۔ اگر لانے والا یہ کہتا کہ یہ ہدیہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے خود بھی کھاتے تھے دوسروں کو بھی کھلاتے تھے۔ غنی اور سیّد کو صدقہ نفلی لینا جائز ہے وہ صدقہ ان کے لئے ہدیہ بن جاتا ہے لیکن حضور صدقہ نفلی بھی نہ لیتے تھے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۳۶ تا ۳۸)

صدقہ دینے کی ترغیب

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جس شخص نے پاکیزہ کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا، اور اللہ صرف پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے، تو اللہ اس صدقہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ پھر اللہ اس صدقے کو پالتا ہے بڑھاتا رہتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے کو پالتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ کھجور کا صدقہ پہاڑ جتنا ہو جاتا ہے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ سے مال نہیں گھٹتا اور معافی سے اللہ تعالیٰ عزت بڑھاتا ہے۔ اور جو تواضع کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔
(مشکوۃ ص ۱۶۷)

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ اچھا لگے گا کہ تین راتیں ایسی نہ گزریں کہ جن میں اس سونے سے کچھ بھی میرے پاس ہو بجز اتنے کہ جسے ادائے قرض کے لئے رکھوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سخی اللہ کے قریب ہے۔ جنت سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے۔ آگ سے دور ہے۔ اور کنجوس اللہ سے دور ہے۔ جنت سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے۔ آگ کے قریب ہے۔ اور یقیناً جاہل سخی کنجوس عابد سے افضل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کا اپنی زندگی میں ایک درہم خیرات کرنا مرتے وقت سو خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کی مثال جو مرتے وقت خیرات کرے یا آزاد کرے اس کی سی ہے۔ جو اپنے پیٹ بھر جانے پر کسی کو ہدیہ دے۔ (مشکوٰۃ ص۱۶۳، باب الانفاق وکراھیۃ الامساک)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر فرمایا اور اس سے پناہ مانگی۔ اور تین بار منہ پھیرا۔ اور فرمایا بچو تم آگ سے اگرچہ کھجور کا ٹکڑا دیکر ہو۔ اور اگر وہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کہہ کر۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں بہت مالدار تھے ایک باغ تھا ان کا بیرحاء جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لے جاتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے جب یہ آیت: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ اتری کہ نہ پہنچو گے تم نیکی کو جب تک نہ خرچ کرو گے اپنی محبوب چیز کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ ابوطلحہ نے حضور کی بارگاہ میں عرض کی کہ میرا محبوب بیرحاء ہے اسی کو اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں آپ جہاں چاہیں اسے خرچ کردیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوب...... یہ نفع کا مال ہے۔ تم اسے اپنے عزیزوں میں بانٹ دو پھر ابوطلحہ نے اپنے عزیزوں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔

(مسلم شریف باب فضل النفقہ والصدقہ، مشکوٰۃ ص۱۷۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسکین پر صدقہ کرنے کا ایک صدقہ کا ثواب ہے۔ اور رشتہ دار پر دوہرا ثواب ہے ایک صدقہ کا اور ایک صلہ رحمی کا

(مشکوٰۃ ص۱۷۱)

بعض لوگ دکھاوے کے لئے باہر صدقہ و خیرات کرتے ہیں لیکن اپنے عزیز واقارب کو نہیں دیتے یہ غلط کرتے ہیں۔

صدقہ وخیرات کے فائدے

جب کوئی شخص صدقہ وخیرات کرتا ہے تو صدقہ کی برکت سے ایمان پر خاتمہ نصیب ہوتا ہے۔ صدقہ کی برکت سے مصیبت ٹل جاتی ہے۔ صدقہ کی برکت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ صدقہ کی برکت سے غضب الٰہی کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ صدقہ کرنے والے کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صدقہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچ کر سخی سے کہتا ہے کہ اب تک تو میرا محافظ تھا اور اب میں تیرا محافظ ہوں۔ اب تک میں تیرا دشمن تھا اب تیرا دوست ہوں۔ مکحول شامی فرماتے ہیں کہ صدقہ کرتے وقت جہنم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتی ہے کہ اے اللہ مجھے سجدہ شکر کی اجازت دے کہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص مجھ سے آزاد ہو گیا۔ کیونکہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا آتی ہے ان کے امتی کو عذاب دوں۔ مگر تیری اطاعت ضروری ہے۔

(تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۱۲۰)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے صدقہ کے بہت فائدے ہیں بہتر یہ ہے انسان پہلے اپنوں کو صدقہ دے اور بعد میں دوسروں کو صدقہ دے۔ صدقہ دینے سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ مصائب اور بلیات کا علاج صدقہ ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا ۔

صدقہ کرنے میں جلدی کرو بے شک بلائیں اس سے تجاوز نہیں کرتیں۔

(مشکوٰۃ ص ۱۶۷)

میت کو صدقہ کا فائدہ پہنچتا ہے

صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے یہ کتاب وسنت سے ثابت ہے اور سب کا اس پر اتفاق ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ (مشکوۃ ص ۱۶۹) یارسول اللہ بیشک ام سعد یعنی میری ماں وفات پا گئی ہے تو اس کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی پس انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا یہ ام سعد کے لئے ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا میت کو صدقہ کا فائدہ پہنچتا ہے۔ صحابہ کرام میت کی طرف سے صدقہ کرتے تھے۔ آج بھی لوگ صدقہ وخیرات کرتے ہیں یہ جائز ہے میت کو اجر اور ثواب ملتا ہے۔

صدقہ وخیرات بند کر دیا جائے تو بربادی آتی ہے

ملک یمن میں صنعاء کے قریب ایک نیک آدمی رہتا تھا اس نے اپنی زمین میں باغ لگا رکھا تھا۔ وہ اس باغ سے بڑی دریا دلی سے غریبوں اور مسکینوں، یتیموں، بیواؤں کی مدد کیا کرتا۔ وہ فوت ہو گیا اور اپنے پیچھے تین بیٹے چھوڑ گیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ کہنے لگے کہ والد صاحب کے زمانے میں مال زیادہ تھا لیکن خرچہ کم تھا بلکہ برائے نام تھا۔ اب ہم تین بھائی ہیں ہماری اولاد ہے۔ اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ آمدنی وہی پہلی ہے۔ اب ہمیں اس طرح کرنا چاہئے کہ صدقات اور خیرات کا جو دروازہ والد صاحب نے کھول رکھا تھا اسے بالکل بند کر دیا جائے۔

اپنی کمائی ان مفت خوروں میں نہ لٹائی جائے ورنہ ہم غریب ہو جائیں گے۔ ہمارا برا حال ہو جائے گا۔ ہم آگے ترقی بھی نہیں کر سکیں گے۔ جب ان کے باغ کا پھل پک کر تیار ہو گیا۔ انہوں نے کاٹنے کا پروگرام بنایا تو آپس میں رات کو مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ باغ میں منہ اندھیرے جائیں گے اور سویرے سویرے پھل توڑ لیں گے۔ انشاء اللہ کہنا بھی گوارا نہ کیا۔

صبح منہ اندھیرے جلدی جلدی اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک دوسرے کو تاکید کرنے لگے کہ دیکھو آج تمہارے باغ میں کوئی غریب، مسکین، یتیم، بیوا داخل نہ ہو۔ یہ مفت خورے ہمیں تنگ کرتے ہیں نکھٹو جھولیاں بھر کر لے جاتے ہیں۔ اس سے ہمیں نقصان ہوتا ہے۔

جب باغ کے قریب پہنچے تو وہاں منظر ہی اور تھا ہرے بھرے درخت پھلوں سے لدی ہوئی ٹہنیاں سبزہ ہریالی سب کچھ ختم ہو چکا تھا ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے ہرے بھرے باغ کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ ہر طرف تباہی تھی بربادی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُوْنَ ○

پس چکر لگا گیا اس باغ پر ایک چکر لگانے والا آپ کے رب کی طرف سے دراں حالیکہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ (سورۃ القلم: ۱۹)

یہ منظر دیکھ کر کہ لہلہاتا باغ کٹے ہوئے کھیت کی طرح ہو گیا۔ خیال گزرا شاید ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ جب غور سے دیکھا تو چیخیں نکل گئیں۔ ہائے ہمارا باغ برباد ہو گیا۔ جوان میں کچھ سمجھ دار تھا اس نے کہا میں تمہیں نصیحت کرتا تھا کہ اللہ کریم کی حمد کرو اس کے دیئے ہوئے رزق میں غریبوں اور مسکینوں کو ان کا حق دو۔ لیکن تم

نے میری نہ مانی اب اپنے کئے کا مزہ چکھواس وقت ان کی آنکھیں کھلیں اور اپنی غلطی کا احساس ہوا اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ انہوں نے توبہ کی تو اللہ کریم نے اس سے بہتر باغ عطا کر دیا۔ (پ۲۹، سورۃ القلم)

انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو رزق اس نے عطا کیا ہے اس میں سے غریبوں کو صدقہ اور خیرات دیتا رہے۔ اس طرح خوشحالی آئے گی غریبوں کی دعائیں اس کے شامل حال ہوں گی۔

دھوبی کو توبہ کی توفیق مل گئی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دھوبی تھا جو لوگوں کے کپڑے بدل دیتا تھا۔ لوگ تنگ آ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور دھوبی کی شکایت کی۔ آپ نے دھوبی کے حق میں بددعا کی اَللّٰھُمَّ اَھْلِکْہُ اے اللہ اسے ہلاک کر دے۔ تا کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔ دوسرے دن دھوبی کپڑے دھونے کے لئے گھاٹ کی طرف روانہ ہوا۔

دھوبی کے پاس تین روٹیاں پکی ہوئی تھیں۔ اسے راستہ میں ایک فقیر ملا۔ اس نے سوال کیا۔ دھوبی نے اسے ایک روٹی دیدی۔ فقیر نے دعا دی اللہ تعالیٰ تجھے آسمانی بلاؤں سے محفوظ رکھے۔ دھوبی کو یہ دعا بہت پسند آئی اس نے اسے دوسری روٹی بھی دیدی۔ فقیر نے اسے پھر دعا دی اللہ تعالیٰ تجھے زمین کی آفتوں سے محفوظ رکھے۔ دھوبی بہت خوش ہوا اسے یہ دعا بھی بہت پسند آئی اور تیسری روٹی بھی فقیر کو دیدی۔ فقیر نے پھر دعا دی اللہ تعالیٰ تجھے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

دھوبی چلتا چلتا گھاٹ پر پہنچ گیا۔ اور کپڑے دھونے لگ گیا۔ ادھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے ایک بہت بڑا اژدھا اس کے کپڑوں میں چھپ گیا۔ دھوبی

نے جب کپڑوں میں ہاتھ ڈالا تو اژدھا نے ڈنگ کرنا چاہا۔ مگر ایک فرشتے نے اس کے منہ میں لوہے کی لگام ڈال دی جس سے سانپ ڈنگ نہ کر سکا۔ آج لوگ کہہ رہے تھے دھوبی ہلاک ہو جائے گا۔ مگر دھوبی کپڑے دھو کر شام کو بخیریت گھر آ گیا۔ لوگ حیران ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ دھوبی تو صحیح سلامت گھر آ گیا ہے۔ آپ نے دھوبی کو بلا کر پوچھا۔ آج تو نے کون سا نیک کام کیا ہے۔

دھوبی نے عرض کیا آج میں نے اللہ کی راہ میں ایک فقیر کو تین روٹیاں دی ہیں۔ پھر آپ نے سانپ سے جو کپڑوں میں تھا پوچھا تو نے اس کو ڈنگ کیوں نہیں مارا۔ سانپ نے عرض کیا اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی دعا قبول ہو گئی تھی اور مجھے حکم کیا گیا تھا کہ دھوبی کو ڈس کر ہلاک کر دوں اس لئے اس کے کپڑوں میں داخل ہو چکا تھا۔ مگر دھوبی نے فقیر کو جب صدقہ میں تین روٹیاں دیں۔ تو اس صدقہ کی برکت سے فرشتہ نے میرے منہ میں لوہے کی لگام ڈال دی۔ جس سے میں اس کو ڈنگ نہ کر سکا۔ جب دھوبی نے یہ تمام باتیں سنیں تو اس نے سچے دل سے توبہ کی اور نیک بن گیا۔ یہ ہے صدقہ و خیرات کی برکت ہلاکت سے بھی بچ گیا اور توبہ کی توفیق بھی مل گئی۔ (نزہۃ المجالس ج ۱، ص ۱۹۲)

ایک نیک آدمی کا باغ

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کسی جنگل بیابان میں جا رہا تھا۔ تو اس نے وہاں اچانک ایک بدلی میں یہ آواز سنی کہ "تو فلاں کے باغ کو سیراب کر" اس آواز کے بعد فوراً ہی وہ ابر کا ٹکڑا ایک طرف کو چل پڑا اور ایک پتھریلی زمین پر اس بدلی کی بارش شروع ہو گئی اور ایک پہاڑی نالے میں اس بارش

کا پانی جمع ہوکر ایک طرف کو بہنے لگا بدلی میں سے آواز سننے والا شخص اس نالے کے پاس یہ دیکھنے کے لئے چل پڑا کہ یہ پانی کہاں جاتا ہے۔ چنانچہ کچھ دور جا کر اس نے یہ منظر دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں بیلچے سے پانی لگا رہا ہے اور اپنے باغ کو خوب سیراب کر رہا ہے۔ اس نے اس نیک آدمی سے پوچھا کہ اے اللہ کے نیک بندے تیرا نام کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کیوں کیا بات ہے کہ تم میرا نام پوچھتے ہو؟

یہ کہنے لگا کہ نام پوچھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ پانی جس بدلی سے برسا ہے میں نے اس بدلی میں سے یہ آواز سنی ہے کہ تو ''فلاں کے باغ کو سیراب کر'' تو میں اس لئے تیرا نام پوچھ رہا ہوں کہ تو ہی وہ شخص ہے۔ یا کوئی دوسرا آدمی ہے۔

یہ سن کر باغ والے نے اپنا نام بتایا۔ تو یہ وہی نام تھا جو بدلی سے نکلنے والی آواز میں سنا گیا تھا۔ اب یہ شخص حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ اے باغ کے مالک تو مجھے یہ بتا کہ تو اس باغ میں کون سا نیک عمل کرتا ہے کہ تیرا نام لے کر بدلی کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ وہ تیرے باغ کو سیراب کرے۔ باغ کا مالک کہنے لگا میں خود تو اپنا حال ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن جب تم نے پوچھ ہی لیا ہے تو سن لو۔ اس باغ میں میرا یہ عمل ہے کہ اس پیداوار کو میں تین حصوں پر تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصہ تو میں فقراء غرباء اور مساکین کو بطور صدقہ و خیرات دے دیتا ہوں اور ایک حصہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہوں۔ اور ایک حصہ پھر اسی باغ کی دیکھ بھال پر لگا دیتا ہوں۔

(مشکوٰۃ ص۔۱۶۰)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صدقہ و خیرات کرتا ہے غریبوں، محتاجوں، بیماروں معذوروں کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے رحمت کا مینہ برسا کر اس کے باغ اور کھیت ہرے بھرے کرتا ہے۔ اسے کوئی کمی نہیں رہتی۔

منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کی چار دعائیں

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ ایک دن وعظ فرما رہے تھے۔ حاضرین میں سے ایک سائل اٹھا اور چار درہموں کا سوال کیا چار درہم مانگے تو منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص اس سائل کو چار درہم دے گا اس میں اس کے لئے چار دعائیں کروں گا۔

ایک یہودی کا مسلمان غلام مجلس میں حاضر تھا اٹھا اور چار درہم دیئے اور عرض کیا میرے حق میں چار دعائیں فرما دیں۔ اوّل یہ کہ میں غلام ہوں خدا تعالیٰ مجھے آزاد فرمائے۔ دوسری یہ کہ میں فقیر ہوں اللہ تعالیٰ مجھے غنی کر دے۔ تیسری یہ کہ میرا مالک یہودی ہے اللہ تعالیٰ اسے اسلام کی نعمت عطا فرما دے۔ چوتھی یہ کہ میں گنہگار ہوں اللہ تعالیٰ میری اور میرے مالک کی بخشش فرما دے۔ حضرت منصور بن عمار نے اس کے حق میں یہ چار دعائیں کیں۔ اور مجلس وعظ ختم ہو گئی۔

جب غلام اپنے مالک کے پاس پہنچا تو اس نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی غلام نے بتایا کہ آج میں حضرت منصور بن عمار کی وعظ کی مجلس میں چلا گیا تھا اور وہاں چار درہم اللہ کی راہ میں دیکر حضرت سے چار دعائیں کروائی ہیں۔ مالک نے پوچھا چار دعائیں کونسی تھیں۔ غلام نے بتایا کہ پہلی دعا یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے آزاد کر دے۔ مالک نے یہ سن کر کہا اللہ کے لئے تجھے آزاد کیا۔ پھر غلام نے دوسری دعا بتائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے امیر بنا دے دولت مند بنا دے۔ مالک نے اسے چار ہزار درہم دیدیئے۔ غلام نے کہا تیسری دعا یہ تھی کہ میرے مالک کو اللہ تعالیٰ مسلمان کر دے۔ یہ سن کر یہودی مالک نے فوراً پڑھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ غلام نے مالک کو چوتھی دعا بتائی کہ وہ یہ تھی اللہ میرے اور

میرے مالک کے گناہ بخش دے۔ مالک نے یہ سن کر کہا کہ گناہوں کی مغفرت میرے قبضہ میں نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔اس کے بعد دونوں سو جاتے ہیں مالک نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اے غلام کے مالک جو تیری قدرت میں تھا وہ تو نے کر دکھایا اب جو میری قدرت میں ہے وہ میں کرتا ہوں۔ اچھا غلام کے مالک میں نے تجھ کو اور تیری غلام کو وعظ کرنے والے کو اور وعظ سننے والوں کو بخش دیا۔ یہ ہے صدقہ وخیرات کی برکت۔ (نزہۃ المجالس ج۱،ص۱۹۱)

عورت کا بلی پر ظلم

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس نے ایک بلی پالی ہوئی تھی وہ عورت رشتے داروں سے ملنے گئی اور بلی کو رسی سے باندھ گئی۔اس عورت کا خیال تھا کہ جلدی واپس آ جاؤں گی لیکن تین دن تک واپس نہ آئی۔اگر بلی آزاد ہوتی تو کہیں سے کھا پی کر گزارا کر لیتی لیکن وہ رسی سے بندھی رہی تین دن میں بلی بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس عورت نے بلی کو باندھا تھا جب وہ مرگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر قیامت تک بلی کا عذاب مسلط کر دیا وہ بلی قیامت تک اس عورت کے جسم کو نوچتی اور کھاتی رہے گی۔ (مشکوٰۃ باب فضل الصدقہ ص ۱۶۸)

زانیہ عورت بخشی گئی

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک زانیہ بدکار، سیاہ کار عورت کہیں سفر پر جارہی تھی ایک کتے کو دیکھا کہ پیاس کی وجہ سے اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی۔ برا حال تھا۔مرنے کے قریب پہنچا ہوا تھا۔اس عورت کو دیکھ کر کتے پر رحم آیا۔کنواں سامنے ہے۔لیکن اس پر رسی اور ڈول نہیں ہے۔اس عورت نے اپنا

ڈوپٹہ اتارا اور دوپٹے کے ساتھ جوتی کو باندھ کر کنویں میں ڈالا اور پانی نکال کر کتے کو پلایا جب کتے کی پیاس بجھی ادھر کتے کو ہوش آیا ادھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا اس عورت کو بخش دیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے جنت عطا کر دی۔

(مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ ص ۱۶۸)

حضرت عبداللہ بن مبارک کا صدقہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال جب میں حج سے فارغ ہوا۔ تو حرم شریف میں سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ہیں ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کتنے لوگ حج کو آئے تھے۔ دوسرے نے جواب دیا چھ لاکھ پھر اس نے کہا کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا ہے اس نے کہا کسی کا بھی حج قبول نہیں ہوا۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں جب میں نے یہ سنا تو میں بے چین ہو گیا بے حد پریشان ہو گیا دل میں خیال کیا کہ اتنے لوگ دور دراز سے آئے اتنی مشکلات انہوں نے برداشت کیں تمام محنت اور مشقت برباد ہو گئی۔ پھر اس فرشتے نے کہا کہ دمشق میں ایک موچی ہے اور اس کا نام علی بن الموافق ہے وہ حج کو نہیں آیا لیکن اس کا حج قبول ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے تمام لوگوں کو بخش دیا ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو خواب سے بیدار ہو گیا۔ میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ دمشق جا کر اس کی زیارت کروں جب میں دمشق پہنچا تو اس کا گھر تلاش کیا اور دروازے پر دستک دی اندر سے ایک شخص نکلا۔ میں نے نام پوچھا اس نے کہا علی ابن الموافق میں نے کہا مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ اس نے کہا ہاں کرو میں نے کہا آپ کیا کام کرتے ہیں اس نے کہا موچی کا کام کرتا ہوں۔ پھر میں نے خواب کا تمام واقعہ بیان کیا اس نے کہا تمہارا نام کیا ہے

میں نے کہا عبداللہ بن مبارک اس نے ایک نعرہ لگایا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو میں نے کہا مجھے اپنے متعلق کچھ بتاؤ اس نے کہا۔ مجھے تیس سال سے حج کی آرزو تھی۔ میں نے جوتیوں کے کام سے تین ہزار درہم جمع کئے اس سال حج کا ارادہ کیا ایک دن میری بیوی نے جو کہ حاملہ تھی مجھ سے کہا کہ ہمسایہ کے گھر سے آج گوشت کی خوشبو آ رہی ہے جاؤ اور میرے لئے تھوڑا سا گوشت ان سے لاؤ۔ میں گیا اور ہمسایہ نے مجھے بتایا کہ سات دنوں سے میرے بچوں کو کچھ کھانے کے لئے نہیں ملا۔ آج اتفاقاً میں نے ایک مردار گدھا دیکھا۔ تو اس سے ایک ٹکڑا گوشت کا کاٹ کر لایا اور اس کو پکایا ہے۔

مگر وہ تمہارے لئے حلال نہیں جب میں نے یہ سنا تو مجھے انتہائی دکھ ہوا اس وقت میں گھر گیا اور وہاں سے تین ہزار درہم اٹھا کر ہمسایہ کو دیدیئے اور کہا اس سے اپنے بال بچوں کا گزارہ کرو۔ میرا حج یہی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۵۷)

یہ ہے صدقہ و خیرات کا فائدہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جب کوئی مسلمان خیرات کرتا ہے۔ اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حدیث شریف

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔(مشکوۃ' کتاب الایمان' ص ۱۲)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: گواہی دینی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوۃ ادا کرنا' حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

تیسرا خطبہ

زکوٰۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ۝

(پ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۴۳)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۝

تمام حضرات محبت وذوق وشوق کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستوں قرآن حکیم کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا

کرو۔

یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر تینتالیس ہے اس میں نماز اور زکوٰۃ حکم دیا گیا ہے لیکن میں آج مختصر وقت میں زکوٰۃ کا بیان کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں!

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔(مشکوٰۃ ص۱۲ کتاب الایمان)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے گواہی دینی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں نماز قائم کرنا زکوٰۃ ادا کرنا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کا لغوی معنی پاکیزہ ہونا کیونکہ زکوٰۃ نکال دینے کے بعد مال پاک صاف ہو جاتا ہے۔ لفظ زکوٰۃ کا معنی نشو ونما پانا اور بڑھنا بھی ہے۔ جب مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جاتی ہے تو مال بڑھتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

(پ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۷۶)

پہلی امتوں کو بھی زکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اعلان فرماتے ہیں

وَجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ (پ۱۶، سورۃ مریم آیت ۳۱)

اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت والا بنایا ہے میں کہیں ہوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فرائض لازم کیے گئے تھے اُن کو بیان کرتے ہوئے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی بیان فرمایا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے:

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ (سورۃ مریم آیت ۵۵)

اور ان کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے اہل کو نماز کا بھی حکم دیتے تھے اور زکوٰۃ کا بھی حکم دیتے تھے۔

وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۳)

نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا ان کو ہم نے حکم دیا۔ ان آیات سے معلوم ہوا پہلی امتوں کو بھی زکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا اگر چہ طریقہ کچھ مختلف تھا۔

امت مسلمہ کو بھی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس طرح غریبوں اور یتیموں مسکینوں کی مدد ہو جائے گی وہ بھی معاشرے میں اچھے طریقے سے زندگی گزار سکیں گے۔

ہر وہ شخص جو صاحب نصاب ہے ساڑے باون تولے چاندی کا مالک ہے یا ساڑے سات تولے سونے کا مالک ہے یا ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت اس کے پاس موجود ہے سال گزر جانے کے بعد اس پر زکوٰۃ فرض ہے اور اسے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے اگر زکوٰۃ ادا نہیں کریگا تو گناہ گار ہوگا۔

بعض لوگ صاحب نصاب ہونے کے باوجود اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے وہ مسائل سے بھی واقف ہوتے ہیں لیکن پھر بھی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے مال پر سانپ بن کر بیٹھے رہتے ہیں غریبوں کا حق انہیں نہیں دیتے وہ مال جس کی زکوٰۃ

نہیں نکالتے بیماری پر لگا دیتے ہیں۔ شادی پر لگا دیتے ہیں۔ ڈاکو لوٹ کر لیجاتے ہیں لیکن غریبوں پر یہ لوگ خرچ نہیں کرتے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشاد فرماتا ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ (پ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۵-۷۶)

اور کچھ ان میں وہ ہیں جنھوں نے وعدہ کیا اللہ کے ساتھ کہ اگر اس نے دیا ہمیں اپنے فضل سے تو ہم دل کھول کر خیرات دیں گے اور ضرور ہو جائیں گے نیکو کاروں میں۔ پس جب اس نے عطا فرمایا انہیں اپنے فضل سے تو کنجوسی کرنے لگے اس کے ساتھ اور روگردانی کر لی اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں۔

شانِ نزول

ان آیات کا شانِ نزول یہ ہے ثعلبہ بن حاطب غریب آدمی تھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مالدار کر دے۔ سرکار مدینہ نے ارشاد فرمایا کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم میری طرح ہو۔ اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ سونے کے بن جاتے اور میرے ساتھ ساتھ چلتے۔ اس نے پھر وہی عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ میں مالدار ہو جاؤں اور مجھے خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا اگر مجھے دولت ملی تو میں ہر حق دار کا حق ادا کروں گا۔ حضور نے پھر ارشاد فرمایا اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کر سکوں اس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا کرنے سے قاصر رہو۔

لیکن ثعلبہ نے پھر اپنی عرض دہرائی۔ حضور نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے

لئے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا ۔ اے اللہ اس کو مال عطا فرما۔ اب کیا تھا لب مصطفوی دعا کے لئے کھلے تو ادھر رزق کے دروازے کھل گئے۔

ثعلبہ نے چند بکریاں خریدیں ان میں اتنی برکت ہوئی وہ بکریاں اتنی بڑھیں اتنا اضافہ ہوا کہ مدینہ میں کوئی حویلی ایسی نہ تھی جہاں وہ سما سکیں۔ مدینہ سے باہر دور جنگل میں بکریوں کے لئے ڈیرہ بنایا اور ہر وقت بکریوں کی دیکھ بھال میں لگا رہتا۔ پہلے تو حالت یہ تھی کہ صبح و شام مسجد میں بسر ہوتی اور اسی وجہ سے اسے حمامۃ المسجد مسجد کی کبوتری کہا جاتا تھا۔ اب مسجد سے غیر حاضر رہنے لگا۔ ہفتہ میں صرف جمعہ کی نماز مسجد نبوی میں نصیب ہوتی۔ لیکن بکریوں کے ریوڑ کی غیر متوقع افزائش کے باعث ثعلبہ بن حاطب کی مصروفیات اتنی بڑھیں کہ جمعہ تو کیا عید کے دن بھی مسجد نبوی میں حاضری نصیب نہ ہوتی۔ اسی اثناء میں زکوۃ کا حکم نازل ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو عامل زکوۃ جمع کرنے کے لئے اس کے پاس بھیجے عاملوں نے حضور کا فرمان سنایا ثعلبہ نے کہا کہ یہ تو بہت زیادتی ہے تم ذرا آگے سے ہو آؤ میں اتنے میں سوچ رکھوں گا۔ واپسی پر ان عاملوں کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو کہنے لگا ذرا وہ خط دکھاؤ دیکھوں اس میں کیا لکھا ہے۔ پڑھنے کے بعد کہنے لگا یہ تو ٹیکس ہے تم جاؤ میں ذرا سوچ لوں۔ جب وہ عامل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو اس سے پیشتر کہ وہ کچھ عرض کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ویح ثعلبہ بن حاطب ۔ ثعلبہ ہلاک ہوگیا۔ اس وقت ثعلبہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اسے رشتہ داروں نے بتایا کہ تیرے حق میں یہ آیت اتری ہے تو ثعلبہ زکوۃ لے کر حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے تیری زکوۃ قبول کرنے سے مجھے منع فرما دیا ہے۔ چنانچہ وہ رونے لگا اور سر پر خاک ڈالنے لگا۔ پھر حضرت

صدیق اکبر کے عہد خلافت میں بھی وہ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیری زکوٰۃ اللہ کے رسول نے منظور نہیں فرمائی تو میں کیسے منظور کر سکتا ہوں۔ پھر حضرت فاروق کے دور خلافت میں حاضر ہوا۔ اور زکوٰۃ پیش کی حضرت فاروق اعظم نے فرمایا جب تیری زکوٰۃ رسول کریم نے اور صدیق اکبر نے قبول نہیں کی تو میں کیونکر قبول کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اسی حالت میں وہ حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں مر گیا۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج دوم)

ثعلبہ پہلے تو کہتا تھا میں اگر مالدار ہو گیا تو ہر حق دار کا حق ادا کروں گا۔ لیکن جس وقت مالدار ہو گیا تو اپنی اوقات ہی بھول گیا اور زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھ لیا اور دینے سے انکار کر دیا ذلیل و خوار ہو گیا۔ اس مال کا کیا فائدہ جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ ہو اور جہنم کی طرف لے جائے مال وہی اچھا ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ ہوتا رہے اور جنت کی طرف لے جائے۔

کوڑھی اندھا اور گنجا تینوں کا امتحان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں تین شخص تھے کوڑھی، اندھا اور گنجا اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا تو ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ انسانی شکل میں کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تجھے کونسی چیز زیادہ پیاری ہے اس نے کہا اچھا رنگ اور خوبصورت جلد تاکہ لوگ مجھ سے نفرت نہ کریں پس فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرا ہاتھ کا پھرنا ہی تھا کہ اس کا سب کوڑھ دور ہو گیا اور عمدہ جلد نکل آئی پھر فرشتے نے پوچھا کہ تجھے کون سا مال پیارا ہے اس نے کہا اونٹ فرشتہ نے اس کو ایک اونٹنی دی اور برکت کی دعا کی۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس گیا اس سے پوچھا۔ تجھے کونسی چیز پسند ہے اس نے کہا عمدہ بال تاکہ لوگ مجھ سے نفرت نہ کریں۔ پس

فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا فوراً اچھے اور عمدہ بال پیدا ہو گئے پھر پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے اس نے کہا گائے۔ فرشتے نے اس کو ایک حاملہ گائے دیدی اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس گیا پوچھا تجھے کونسی چیز پیاری ہے اس نے کہا میں آنکھوں کی نظر اور بینائی چاہتا ہوں تا کہ قدرت کے عظیم مناظر دیکھ سکوں فرشتہ نے ہاتھ اس کی آنکھوں پر پھیرا آنکھیں روشن ہو گئیں بینائی لوٹ آئی سب کچھ دیکھنے لگ گیا۔ پھر فرشتہ نے پوچھا تجھے کون سا مال پیارا ہے اس نے کہا بکری فرشتہ نے ایک حاملہ بکری دیدی اور واپس چلا گیا۔

کچھ مدت کے بعد کوڑھی کی اونٹنی۔ گنجے کی گائے۔ اندھے کی بکری بچے دینے لگیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کوڑھی، گنجے اور اندھے کے پاس اونٹوں، گائیوں اور بکریوں کی وادیاں بھر گئیں جب وہ اچھے خاصے مالدار بن گئے تو اللہ تعالٰی نے اسی فرشتہ کو ان کے پاس بھیجا۔ فرشتہ کوڑھی کی شکل میں اس مالدار اور چوہدری کے پاس پہنچا جو اس سے پہلے کوڑھی تھا۔ فرشتہ نے کہا۔ میں ایک مسکین مسافر ہوں اپنے وطن پہنچنا چاہتا ہوں مگر سوائے اللہ کے اور تیرے کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ تجھ سے اس ذات کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ عمدہ جلد اور مال عطا کیا ہے مجھے صرف ایک اونٹنی دیدو تا کہ میں اپنے وطن واپس پہنچ سکوں۔ سابقہ کوڑھی موجودہ چوہدری صاحب نے کہا میرے اخراجات بہت زیادہ ہیں میں تجھے کچھ نہیں دے سکتا۔

فرشتہ نے کہا میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو کوڑھی تھا محلے کے لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے تو فقیر تھا معاشرے میں تیرا کوئی مقام نہیں تھا اللہ تعالٰی نے تجھے مالدار کر دیا اب مسکینوں کے حق ادا نہیں کرتا۔ سابقہ

کوڑھی کہتا ہے کہ کون کہتا ہے کہ پہلے میں فقیر ومحتاج نادار اور مفلس تھا یہ مال و دولت تو مجھے وراثت میں ملا ہے۔ میرا باپ دادا مالدار تھے فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو خدا تجھے ایسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا اتنا کہنا تھا کہ سب مال بلاک ہو گیا۔ اور وہ پہلے کی طرح کوڑھی ہو گیا۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کی شکل میں اس شخص کے پاس گیا جو پہلے گنجا تھا اس سے بھی وہی کچھ کہا جو کوڑھی سے کہا تھا گنجے نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا اس کا انجام بھی وہی ہوا جو کوڑھی کا ہوا تھا۔

اب فرشتہ اندھے کی صورت میں اس شخص کے پاس گیا جو پہلے اندھا تھا فرشتہ نے کہا میں ایک مسافر مسکین ہوں وطن میرا بہت دور ہے سوائے اللہ کے اور تیرے کوئی وسیلہ نہیں میں تجھ سے اس ذات کے نام پر مانگتا ہوں جس نے تجھے نظر عطا کی ہے صرف ایک بکری دیدو تاکہ اس کے ذریعہ میں اپنے وطن پہنچ سکوں وہ شخص بولا واقعی میں پہلے اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے نور نظر عطا فرمایا ہے لہٰذا اس ذات کے نام پر جتنی بکریاں چاہوں پکڑ لو اور جتنی چاہو چھوڑ دو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ یہ اللہ کا دیا ہوا مال ہے اسی کے نام پر دیتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھے تیرے مال کی ضرورت نہیں بات یہ ہے آج تم تینوں کا امتحان تھا تیرے دونوں ساتھی فیل ہو گئے اور تو اپنے امتحان میں پاس ہو گیا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۶۵، باب الانفاق وکراھیۃ الامساک)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے مال کو بڑھاتا ہے۔ اس کو جنت عطا فرماتا ہے۔

قارون اور زکوٰۃ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل میں قارون ایک مالدار

آدمی تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو جناب موسیٰ کلیم اللہ خود قارون کے پاس تشریف لائے مال کی زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا قارون نے زکوٰۃ دینے کا وعدہ کرلیا مگر جب حساب کیا تو معلوم ہوا کہ بہت سا مال زکوٰۃ میں نکلتا ہے۔ اتنا مال اسے دینا گوارا نہ ہوا اس نے سوچا اگر اسی طرح ہر سال زکوٰۃ دیتا رہا میرا تو مال بالکل ختم ہو جائے گا۔ کوئی ایسی صورت ہو کہ زکوٰۃ نہ دینی پڑے مال بچ جائے۔ قارون نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور تقریر کی کہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات مان لیتے ہو۔ اب تمہارا مال بھی تم سے لینا چاہتے ہیں۔ بتاؤ کیا کرنا چاہئے سب نے کہا تم سردار ہو جیسے کہو گے ویسے ہی کریں گے۔ قارون نے کہا فلانی بد چلن عورت کے پاس جاؤ اور اسے کہو تجھے اتنا مال دیا جائے گا اگر تو موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائے ایسا ہوا تو بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو جائینگے۔ اور چھوڑ دینگے۔ اس طرح ہمیں زکوٰۃ بھی نہ دینی پڑے گی قارون نے اس عورت کو ایک ہزار اشرفیاں دینے کا وعدہ کیا اور بہت سارے سبز باغ دکھائے اور تہمت لگانے پر تیار کیا۔ قارون نے دوسری دن بنی اسرائیل کو جمع کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ انہیں وعظ سنائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور بنی اسرائیل کے سامنے تقریر کرنا شروع کر دی دوران تقریر فرمایا اے بنی اسرائیل تم میں سے جو چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ جو بہتان لگائے گا اسے اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ جو زنا کرے گا اور اسکی بیوی نہیں ہے تو سو کوڑے مارے جائینگے اگر اس کی بیوی ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

تو قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ

آپ ہی ہوں۔ آپ نے فرمایا سب کے لئے ہے خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ قارون کہنے لگا بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں بدکار عورت سے معاذ اللہ زنا کیا ہے آپ نے فرمایا اس عورت کو بلاؤ جب وہ عورت سامنے آئی تو آپ نے اس سے کہا۔

اے بی بی تجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو پھاڑا اور اس میں راستے بنائے اور تورات نازل فرمائی۔ تو سچ سچ بتا معاملہ کیا ہے اصل بات کیا ہے۔ عورت ڈر گئی اسے اتنی جرأت نہ ہوئی کہ آپ پر تہمت لگا سکے فوراً توبہ کی اور کہا قارون جو کچھ کہلوانا چاہتا تھا خدا کی قسم وہ سب جھوٹ ہے۔ قارون نے تہمت لگانے کے بدلے میں میرے لئے بہت سامال مقرر کیا ہے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے روتے سجدے میں گر گئے اور عرض کی یا اللہ قارون پر اپنا عذاب نازل فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے زمین کو آپ کے تابع کر دیا ہے جو چاہیں اسے حکم دیں آپ نے بنی اسرائیل کو کہا اے اسرائیلیوں جو قارون کا ساتھی ہے اس کے پاس کھڑا ہو جائے۔ جو میرا ساتھی ہے اس سے جدا ہو جائے یہ سنکر سب لوگ جدا ہو گئے۔ دو شخصوں کے سوا اب اس کے ساتھ کوئی نہ رہا پھر آپ نے زمین کو حکم دیا کہ قارون اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لے۔ بس اب وہ گھٹنوں تک دھنس گئے پھر یہی حکم دیا تو کمر تک دھنس گئے آپ یہی فرماتے رہے۔

حتیٰ کہ وہ گردنوں تک دھنس گئے۔ اب قارون اور اس کے ساتھی منت وسماجت کرنے لگے قرابت کا واسطہ دیا مگر آپ نے ذرا بھی توجہ نہ کی یہاں تک کہ وہ بالکل دھنس گئے۔ اور قیامت تک دھنستے ہی رہینگے۔ بعض نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے خزانے کے لالچ میں یہ کام کیا ہے۔ آپ نے یہ سنکر قارون کے خزانے کو بھی زمین

میں دھنس جانے کی دعا کی۔ وہ اس کے ساتھ زمین میں دھنس گیا۔ (خزائن العرفان)

دولت وہی اچھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ ہوتی رہے۔ جو دولت شیطان کی راہ میں خرچ ہو وہ بری دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی دولت سے ہمیں بچائے۔ اور محفوظ رکھے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۳۵)

اور جو لوگ جوڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اسے اللہ کی راہ میں تو انہیں خوشخبری سنا دیجئے دردناک عذاب کی۔ جس دن تپایا جائے گا (یہ سونا چاندی) جہنم کی آگ میں پھر داغی جائیں گی اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پشتیں اور انہیں بتایا جائے گا، کہ یہ ہے جو تم نے جمع کر رکھا تھا اپنے لئے تو (اب) چکھو (سزا اس کی) جو تم جمع کیا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجے سانپ کی صورت میں آئے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر وہ گنجا سانپ اس شخص کے گلے کا ہار اور طوق بن جائے گا اور مالک کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا:

اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ۔ میں تیرا ہی مال ہوں اور تیرا ہی خزانہ ہوں۔
(مشکوٰۃ ص ۱۵۵)

دوستو اگر اس عذاب کو برداشت کرنے کی طاقت ہے تو پھر مال کی زکوٰۃ نہ دو عیش کرو اگر طاقت نہیں ہے تو اپنے مال کی زکوٰۃ دو تاکہ عذاب الٰہی سے بچ سکو مزید وضاحت کے لئے حدیث سنیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص کے پاس سونا اور چاں دی ہو لیکن وہ اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کی تختیاں بنائی جائیں گی اور انہیں آتش جہنم میں گرم کر کے اس شخص کے پہلو، پیشانی اور پشت پر داغ لگائے جائیں گے۔ جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی انہیں پھر گرم کر لیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ

اور ہرگز نہ گمان کریں جو بخل کرتے ہیں اس میں جو دے رکھا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے لئے بلکہ یہ بخل بہت برا ہے ان کے لئے طوق پہنایا جائے گا انہیں وہ مال جس میں انہوں نے بخل کیا قیامت کے دن۔ (پ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۸۰)

اس آیت کریمہ میں ان کا حال بیان کیا جا رہا ہے جو مالی حقوق ادا کرنے میں بخل کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی وہ مال سانپ بن کر اس کو طوق کی طرح لپٹے گا اور یہ کہہ کر ڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں اور میں تیرا خزانہ ہوں۔ (خزائن العرفان)

بھائی کے گلے میں آگ کا طوق

تابعین کی جماعت حضرت ابوسنان رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے تشریف لائی۔ حضرت ابوسنان نے فرمایا کہ ہمارے ایک ہمسائے کا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ اس لئے میں اس کے گھر تعزیت کے لئے جانا چاہتا ہوں حضرت ابوسنان تابعین کی جماعت کو اپنے ساتھ لے کر ہمسایہ کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ہمسایہ بہت رو رہا ہے۔ ان حضرات نے بہت تسلی دی صبر کی تلقین کی مگر وہ روتا ہی رہا۔ پھر انہوں نے سمجھایا کہ موت ہر ایک کو آنی ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے لہٰذا صبر کرو۔ اس نے کہا تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر مجھے تو اپنے بھائی کا صبح وشام والا عذاب رولا رہا ہے۔ اس نے کہا غیب کی خبر تو مجھے نہیں ہے مگر بات یہ ہے کہ میرے بھائی کو قبر میں داخل کیا گیا اور مٹی ڈال کر قبر بنا دی گئی اور لوگ واپس آ گئے تو میں اس کی قبر کے پاس بیٹھ گیا اچانک قبر سے یہ آواز آئی ہائے افسوس لوگ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے اور میں یہاں عذاب میں مبتلا ہوں حالانکہ میں نماز پڑھتا تھا۔ روزے رکھتا تھا۔ یہ آواز سن کر میں رونے لگا۔ اور قبر سے مٹی ہٹانی شروع کر دی تاکہ دیکھوں کہ میرے بھائی پر کیا مصیبت آ پڑی۔ جب مٹی ہٹائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے بھائی کے گلے میں آگ کا طوق ہے جو اسے جلا رہا ہے۔ میری محبت نے جوش مارا۔ اور اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ اس کی گردن سے وہ طوق اتاروں جب ہاتھ آگے گیا میرا ہاتھ جلنے لگا۔

تو میں نے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اور قبر پر مٹی ڈال کر گھر واپس آ گیا۔ اب بتاؤ کہ میں کیسے نہ روؤں۔ ان حضرات نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ تمہارا بھائی عمل کیا کرتا تھا اس نے کہا وہ نماز اور روزہ ادا کرتا تھا مگر زکوۃ ادا نہیں کرتا تھا۔ ان حضرات نے فرمایا ٹھیک ہے تیرے بھائی کو اس قسم کا عذاب ہونا چاہئے تھا قرآن

کریم اس کی تصدیق کرتا ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اس آیت کے مطابق یہ عذاب قیام تک ہوتا رہے گا۔ (زواجر ج ا ص ۱۴۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص کے پاس اونٹ ہیں بقدر نصاب وہ ان کا حق ادا نہیں کرتا یعنی زکوۃ نہیں دیتا قیامت کے دن' سے ایک ہموار میدان میں لٹایا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب فربہ ہو کر آئیں گے پاؤں سے اسے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے جب انکی پچھلی جماعت گزر جائے گی تو پھر پہلی جماعت لوٹے گی۔ اور گائے بکریوں کے بارے میں فرمایا کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹایا جائے گا۔ اور یہ سب کی سب آئیں گی اور اپنے مالک کو سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی۔ (مشکوۃ شریف ص ۱۵۵)

اللہ ہم سب کو اپنے مال کی زکوۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ: فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَتَلَا وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ .

(مشکوٰۃ، رقم الحدیث: ۷۲۵)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے عزت و جلال والے رب کا احسن صورت میں دیدار کیا، اس نے مجھ سے پوچھا: ملاءِ اعلیٰ کے فرشتے کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں؟

میں نے عرض کی: (اے میرے رب!) تو بہتر جانتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کو میرے کندھے کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں تھا، مجھے اس کا علم ہو گیا۔

چوتھا خطبہ

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابتدائی حصہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ○ (پ ۱۵، ع ۱، سورۃ بنی اسرائیل)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۔ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کریم کی جو آیت تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک بابرکت بنادیا ہمنے جس کے گرد ونواح کو تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا۔

شانِ نزول

اس آیت مقدسہ کا شانِ نزول یہ ہے جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے اور اپنی قوم کے سامنے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک عجیب و غریب سفر کو آنے جانے کو بیان کیا تو قوم نے ماننے سے انکار کر دیا اور مذاق کرنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت میں اپنے حبیب پاک صاحب لولاک امام الانبیاء حبیب کبریا کے معراج کی ابتدائی منزلوں کا ذکر فرمایا ہے۔ آیت کو سُبحٰن کے کلمہ سے شروع کیا گیا ہے۔ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیوب و نقائص سے مبرا اور منزہ ہے جس سے کفار اللہ تعالیٰ کو متہم کرتے تھے۔ یہ مت کہو اللہ تعالیٰ کا

محبوب گیا کیسے یہ دیکھو لے جانے والا کون ہے۔ اس کی کبریائی کے دامن پر کمزوری اور بے بسی کا کوئی داغ نہیں۔ اَسریٰ: رات کو سیر کرانے کو کہتے ہیں۔

لیلا پر تنوین تقلیل کی ہے۔ یہ سفر رات کے وقت ہوا۔ لیکن اس سفر میں ساری رات ختم نہیں ہوئی بلکہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں ہوا۔ بعبدہ اس میں ساری عظمتیں موجود ہیں۔ بِعَبْدِہٖ ۔اس مقام پر اس لئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کو دیکھ کر آپ کی امت اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے جس میں عیسائی کمالات عیسوی کو دیکھ کر مبتلا ہو گئے تھے۔

سب کہتے ہیں ہم اللہ کے بندے ہیں۔ محبوب کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ میرا بندہ ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر
آں سرا پا انتظار ایں منتظر

عبد اور ہے اور عَبْدُہٗ اور ہے۔ جو عبد ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرتے ہیں اور عبدہٗ وہ ہے جس کا خود اللہ تعالیٰ انتظار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو سیر کرائی رات کے مختصر حصہ میں مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک بابرکت بنادیا ہم نے جس کے گرد و نواح کو۔

وہ برکتیں کون سی ہیں جو مسجد اقصیٰ کے ارد گرد ہیں۔ مسجد اقصیٰ کے ارد گرد باغات ہیں، نہریں ہیں اور پیغمبروں کے مزارات ہیں بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبروں کے مزارات ہیں حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، معلوم ہوا جہاں انبیاء کے مزارات ہوتے ہیں وہاں پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ۔تا کہ ہم اسے دکھادیں اپنی نشانیاں۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب جب سیر معراج کو نکلے تو اللہ تعالیٰ نے کسی فرشتے کی ڈیوٹی نہیں لگائی کہ میرے حبیب کو مقامات دکھاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا حبیب سیر کو نکلا تو ہم خود اپنے حبیب کو برکتوں والے مقامات دیکھا رہے تھے میرا حبیب دیکھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔اسی طرح ہم نے ابراہیم کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دیکھائیں۔اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا لیکن جب محبوب کی باری آئی تو معراج میں اپنا دیدار کرایا۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ بیشک وہ سننے والا بھی ہے دیکھنے والا بھی ہے۔

زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سرِ عرش گئے آئے محمد

نبوّت کے بارہویں سال ماہ رجب شریف کی ستائیسویں تاریخ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لئے تشریف لے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے لوگوں سے مایوس ہو کر تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے شاید طائف کے رہنے والے دعوت توحید کو قبول کرلیں مسلمان ہو جائیں۔ لیکن جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی دعوت دی اور اللہ کا قرآن سنایا اور کہا کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ دشمن بن گئے اور

ظالمانہ برتاؤ کیا۔ اس وقت رحمت الٰہی نے اپنی عظمت کی نشانیاں دکھانے کے لئے اپنے محبوب کو عالم بالا کی سیر کے لئے بلایا۔ بہر حال واقعہ طائف کے بعد اور ہجرت سے پہلے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں حضور آسمانوں پر کیسے تشریف لے گئے۔ اور کس طرح واپس آ گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہتے تھے دانہ گندم کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمین پر اتر جاؤ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا (پ ۱ ع ۴) حضرت آدم علیہ السلام زمین پر آ گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین پر آنا قرآن سے ثابت ہے اس کا آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن میں آتا ہے وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا (پ ۶ ع ۲) حضرت آدم کا آسمان سے آنا قرآن سے ثابت ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا قرآن سے ثابت ہے جب آدم آ سکتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام جا سکتے ہیں تو حضور معراج کی رات جا بھی سکتے ہیں آ بھی سکتے ہیں۔

قلیل وقت میں

زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سر عرش گئے آئے محمد

معراج شریف کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چچا زاد بہن حضرت اُم ہانی کے گھر جلوہ فرما ہیں۔ ام ہانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں ابو طالب کی بیٹی ہیں۔ جن کا گھر حطیم کعبہ کے قریب تھا حضور وہاں جلوہ فرما ہیں۔

براق کی تلاش

ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل کو حکم ہوتا ہے میرے محبوب کو میرے پاس لے آؤ۔ سواری کے لئے براق کی تلاش ہوئی۔ ایک جگہ چالیس ہزار براق کھڑے ہیں اور سب کی پیشانی پر نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے۔ ان میں سے ایک براق عشق محمدی میں پریشان ہے سر نیچے ڈالے ہوئے ایک طرف کھڑا ہے۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں حضرت جبرائیل نے پوچھا تجھے کیا ہوا۔ کہا اے جبرائیل چالیس ہزار سال سے آتش عشق محمدی میرے دل میں شعلہ زن ہے جس کی وجہ سے نہ رات کو آرام ہے نہ دن کو چین ہے۔ میری تمنا ہے کہ جب آخرالزمان پیغمبر معراج فرمائیں تو مجھ پر سواری فرمائیں کیا خبر یہ کس کی قسمت میں لکھا ہے۔

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے براق کی اس قدر عاجزی کو دیکھا دلاسا دیا اور کہا فزت برب الکعبۃ رب کعبہ کی قسم تو کامیاب ہوگیا۔ براق کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور خوشی سے اچھلنے کودنے لگا۔ براق ایک جانور تھا جو کہ خچر کے برابر تھا۔ اس قدر تیز رفتار کہ جہاں اس کی نظر پڑتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ براق برق سے مشتق ہے جس کا معنی ہے بجلی، یعنی اس کی رفتار بجلی کی طرح تیز تھی۔ یا بریق سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے چمکدار براق کا رنگ چمکدار تھا۔ یا اس وجہ سے کہ برقا سے ماخوذ ہے جس کا معنی چتکلی ہے چونکہ اس کا رنگ بقول بعض علماء ابلقی تھا اس لئے اسے براق کہتے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

حضرت جبرائیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں براق لے کر اور ستر ہزار

فرشتوں کو لے کر حاضر ہوتے ہیں۔

فرمایا جبرائیل آج اکیلے نہ جاؤ ستر ہزار فرشتوں کا نوری جلوس ساتھ لے کر جاؤ۔ اسرافیل کو بھی لے جاؤ میکائیل کو بھی لے جاؤ۔ حضرت میکائیل علیہ السلام کی رزق تقسیم کرنے کی ڈیوٹی ہے معراج کی رات حکم ہوا رزق کے پیمانے کو رکھ دو میرے حبیب کی غلامی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی قیامت کا بگل بجانے کی ڈیوٹی ہے۔ فرمایا آج صور اسرافیل رکھ دو قیامت کا انتظار نہ کرو۔ میرے محبوب کی آمد کا انتظار کرو۔

فرمایا جبرائیل ستر ہزار فرشتوں کا جلوس لے کر میرے حبیب کے پاس پہنچو۔ حضرت جبرائیل اکیلے ہی پیغام پہنچا سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھیجے ہیں یہ اس بات کا اعلان ہے کہ ساری کائنات کو پتہ چل جائے شان مصطفےٰ کی خاطر جلوس نکالنا فرشتوں کی سنت ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام براق جنتی سواری لے کر اور ستر ہزار فرشتوں کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیغام معراج لے کر حاضر ہوئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دیکھا حضور بستر پر محو خواب ہیں۔ آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ تیرا حکم ہے محبوب کو پیغام معراج دو تیرا محبوب محو خواب ہے۔ اب تو ہی بتا تیرے محبوب کو کیسے جگاؤں۔

فرمایا قَبِّلْ قَدَمَیْہِ۔ جبرائیل قدموں کو چوم لے۔ بعض لوگ کہتے ہیں حضور کو خواب میں معراج ہوا ہے۔ انہیں شک اس لئے گزرا ہے کہ معراج کی رات حضور سو رہے تھے۔ تم نے سرکار مدینہ کو سوتے ہوئے دیکھا ہے۔ کیا جبرائیل کو جگانے

ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت جبرائیل کے جگانے کا ذکر ہی اس لئے ہے تاکہ کسی کو حضور کے معراج جسمانی کے انکار کی جرأت ہی نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے ما فقد جسد محمد حضور کا جسم اطہر بستر مبارک سے گم نہ ہوا۔ اس حدیث شریف کی راوی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اس وقت تو حضرت عائشہ حضور کے نکاح میں آئی ہی نہ تھیں مگر چھوٹی تھی بلکہ ممکن ہے کہ پیدا بھی نہ ہوئی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چونتیس معراج ہوئے ہیں تینتیس معراج روحانی ہیں ایک معراج جسمانی ہے۔ حضرت عائشہ جس معراج کا ذکر کرتی ہیں وہ روحانی ہے ہم جس معراج کا ذکر کرتے ہیں وہ جسمانی ہے۔

([illegible])

جبرئیل نے معراج کی رات قدموں کو چوما

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ملا فرمایا میرے محبوب کے قدموں کو چوم لو قبل قدمیہ معراج کی رات حضرت جبرائیل اکیلا نہیں آیا ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آیا ہے ایک ہے کمانڈر انچیف کا اکیلے آنا ایک ہے فوج کے ساتھ آنا اس میں فرق ہے ایک ہے آئی جی کا اکیلے آنا ایک ہے پولیس کے ساتھ آنا اس میں فرق ہے۔ آج جبرائیل پورے وقار سے آیا ہے آج پورے افتخار سے آیا ہے آج پوری شان و شوکت سے آیا ہے آج تنہا نہیں آیا ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آیا ہے۔ آج اپنی اصلی صورت میں آیا ہے آج جنتی حلہ زیب تن کر کے آیا ہے کمر میں غلامی کا پٹکا باندھ کر آیا ہے آج حکم ملا قدموں کو چوم لے راز یہ تھا جبرائیل تجھے جو منصب ملا ہے تجھے جو مقام ملا ہے ان قدموں کے صدقے ملا ہے۔

جب حضرت جبرائیل نے قدموں کو چوما حضور بیدار ہوئے پھر سو گئے نگاہ ناز کو پھر بند کر لیا ساری ساری رات نہ سونے والا آقا آج اگر جبرائیل جگاتے ہیں تو حضور پھر سو جاتے ہیں حضور ساری ساری رات عبادت کرتے ہیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ عرض کرتی ہیں کچھ دیر آرام کر لیں حضور فرماتے ہیں اے عائشہ عبادت کر کے کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں میں سرکار کو لوریاں دیتی دیتی سو جاتی ہوں لیکن حضور نہیں سوتے ساری ساری رات نہ سونے والا آقا آج اگر جبرائیل جگاتے ہیں حضور پھر سو جاتے ہیں اس میں راز یہ تھا جبرائیل تجھے جو آج قدم بوسی کا موقع ملا ہے نہ پہلے آج تک ملا ہے نہ قیامت تک پھر ملیگا میں اپنی نگاہ ناز کو بند کرتا ہوں تو قدموں کو پھر چوم لے۔

حضرت جبرائیل زبان حال سے کہہ رہے تھے حضور آپ کا معراج وہاں ہوگا میرا معراج یہاں ہے۔

تیرا معراج کہ تو عرش علی تک پہنچا
میرا معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

عرض کی آقا آپ کا معراج وہاں ہے اور میرا معراج تو آپ کے قدموں میں ہے۔ حضرت جبرائیل نے جب تیسری مرتبہ قدم بوسی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ کرم کو کھولا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ جس نے جناب موسیٰ کلیم اللہ سے لن ترانی فرمایا تھا آج وہ آپ کو دعوت دیدار دے رہا ہے۔ اِنَّ اللہَ اِشتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ اللہ تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے بہشتی حلہ زیب تن کیا سر پر عمامہ باندھا پوری شان شوکت سے تیار ہوئے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سواری کے لئے براق پیش کیا۔ حضور براق پر سوار ہوئے ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں پوری شان و شوکت کے ساتھ مسجد حرام سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت جبرائیل نے رکاب تھامی، میکائیل نے لگام پکڑی لامکان کا سیاح شب اسریٰ کا دولہا نہایت شان وشوکت کے ساتھ روانہ ہوا تو رانی سواری چلتی ہے۔ حد نظر پر قدم پڑتا ہے۔

تھا براق نبی یا کہ نور نظر
یہ گیا وہ گیا اور نہاں ہو گیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر میں براق کی باگ ڈھیلی کرتا ہوں تو نہایت تیز چلتا ہے اور اگر باگ ہلا دیتا ہوں تو اڑنے لگتا ہے کیا شان ہے اللہ کے حبیب کی سواری کی جب سواری کی یہ شان ہے تو سوار کی شان کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

شہر طیبہ میں نفل پڑھنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ہم کھجوروں والی سرزمین میں پہنچے تو جبرائیل نے کہا یہاں نفل پڑھیں میں نے نوافل پڑھے پھر براق پر سوار ہوا تو جبرائیل نے بتایا آپ نے مقام طیبہ میں نماز ادا کی اور یہی آپ کی جائے ہجرت ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۰)

مدین میں شجر موسیٰ کے پاس نوافل پڑھنے کے لئے حضرت جبرائیل نے کہا میں نے شجر موسیٰ کے پاس نوافل ادا کئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جاتے ہوئے اس درخت کے نیچے ٹھہرے تھے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۳۵۰)

حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت

ہم آگے بڑھے ایک مقام آیا جہاں محلات تھے میں نے سواری سے اتر کر نماز ادا کی حضرت جبرائیل نے بتایا کہ جہاں آپ نے نماز ادا کی ہے **بیت لحم حیث ولد عیسیٰ** یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت بیت لحم ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۳۵۰)

چلتے چلتے ایک قوم نظر آئی جو ایک دن فصل بوتے دوسرے دن وہ فصل کاٹ لیتے اور جیسے ہی فصل کاٹتے وہ فصل دوبارہ پہلے کی طرح لہلہانے لگ جاتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا یہ کیا معاملہ ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے تھے محنت کرتے تھے۔ ان کی نیکیاں تو سو گناہ بڑھادی گئیں ہیں۔ جو کچھ انہوں نے خرچ کیا وہ سب ذخیرہ ہو گیا۔

قبر سے خوشبو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو پائی حضرت جبرائیل سے فرمایا یہ خوشبو کیسی ہے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی۔ یہ فرعون اور اس کی اولاد کی خادمہ کی قبر سے خوشبو آ رہی ہے۔ ایک دن یہ خادمہ فرعون کی بیٹی کی کنگھی کر رہی تھی۔ وہ کنگھی اتفاقاً ہاتھ سے گر گئی اس نے اٹھاتے ہوئے کہا **باسم اللہ تعس فرعون** اللہ کے نام سے فرعون کی بربادی ہو۔ فرعون کی بیٹی نے کہا کیا میرے والد کے علاوہ بھی تیرا رب ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ میرا اور تیرا بھی رب اللہ ہے۔ اس خادمہ کے دو بیٹے اور خاوند تھا فرعون نے انہیں بلا کر دین تبدیل کرنے کو کہا اگر تم نے ایسا نہ کیا تو قتل

کرادوں گا۔ انہوں نے کہا ہم دین نہیں بدلیں گے۔ اگر تو قتل کرادے گا تو یہ تیرا احسان ہوگا۔ فرعون بہت ظالم تھا۔ فرعون نے تانبے کی دیگ بنوائی اس میں تیل گرم کیا اور اس میں انہیں یکے بعد دیگرے ڈالنا شروع کیا۔ جب چھوٹے بچے کو دیگ میں ڈالا تو اس نے والدہ کو پکار کر کہا امی جان اس میں جلدی آؤ دیر نہ کرو کیونکہ تم حق پر ہو۔

سودخوروں کا حال

جب آگے چلے تو ایک گروہ کو دیکھا جن کے پیٹ برج کی طرح اونچے اور شیشے کی طرح صاف شفاف تھے۔ پیٹ کے اندر سانپ، بچھو اور پتھر دکھائی دے رہے تھے۔

جب کوئی ان میں سے اٹھنا چاہتا ہے تو پیٹ کے بوجھ کے سبب فوراً گر پڑتا ہے۔ تھوڑی دیر میں ایک خوفناک شکل کا گھوڑا ان کے پیٹوں کو کچلتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ چیخیں مارتے ہیں حضرت جبرائیل نے عرض کی حضور یہ سود خور ہیں جو قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہ کر قیامت میں اسی صورت میں اٹھیں گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے شخص پر ہوا جس نے لکڑیوں کا اتنا بڑا گٹھا جمع کر رکھا تھا کہ اسے اٹھا نہیں سکتا تھا اور وہ اس میں اضافہ کرتا جا رہا تھا پوچھا یہ کون ہے بتایا اس کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں اور یہ ان کی ادائیگی پر قادر نہ تھا لیکن لوگوں سے اور امانتیں جمع کے لئے لے لیتا تھا۔

فتنہ پرور مقررین کی سزا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسی قوم سے ہوا جن کے جبڑے اور زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے جیسے وہ کٹتے دوبارہ اپنی جگہ پر آجاتے اور

اس میں کوئی وقفہ تک نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہیں حضرت جرائیل نے عرض کی یہ فتنہ پرور خطباء ہیں جو کچھ کہتے ہیں خود اس پر عمل نہیں کرتے۔

غیبت کرنی والوں کی سزا

اس کے بعد ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جرائیل یہ کون ہیں عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں جانب سے آواز سنی میری طرف دیکھو مجھے آپ سے کام ہے لیکن میں نے اس کی طرف توجہ نہ کی حضرت جرائیل سے پوچھا یہ کون ہے حضرت جرائیل نے عرض کیا یہ یہود کی آواز تھی مگر آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی پھر آواز آئی لیکن آپ اس طرف متوجہ نہ ہوتے جرائیل نے بتایا یہ نصرانیت کی آواز تھی۔

دنیا کی حالت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے ایک عورت دیکھی جس کے بازو ننگے تھے اور ہر زینت سے مزین تھی اس نے مجھے آواز دی لیکن میں اس کی طرف متوجہ نہ ہوا حضرت جرائیل نے عرض کی یہ دنیا تھی اگر آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر پسند کر لیتی۔

ایک طرف سے آواز آئی یا محمد ادھر آؤ تو جرائیل نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے تشریف لے چلئے اس راستہ کو نہ چھوڑیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے پوچھا یہ آواز کس کی تھی جبرائیل نے عرض کی یہ اللہ کا دشمن شیطان ہے اور وہ آپ کو راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔

بوڑھی عورت

پھر ایک بوڑھی عورت سامنے آئی اور آواز دیکر مجھے متوجہ کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن میں اس کی طرف متوجہ نہ ہوا پوچھا جبرائیل یہ کون ہے جبرائیل نے عرض کی دنیا کی عمر اب اتنی ہی رہ گئی ہے جس قدر اس بوڑھی عورت کی۔

بے نمازیوں کے سروں کو پتھروں سے کچلتے ہوئے دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات زکوٰۃ کے منکروں کو کانٹے دار پتھر، آگ کے انگارے کھاتے ہوئے دیکھا غرضیکہ برے لوگوں کی برائیاں اور سزا، نیک آدمیوں کا ثواب دیکھا۔ راستے میں عجیب وغریب مشاہدات کیے۔

حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری جب جناب موسیٰ کلیم اللہ کی قبر کے قریب سے گزری حضور فرماتے ہیں میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ حدیث مسلم شریف میں موجود ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں قبروں میں کچھ نہیں صرف کیڑے مکوڑے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انبیاء کرام زندہ ہیں

إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللهِ

حَتّٰی یُرْزَقُ ۔ (مشکوٰۃ باب الجمعہ رقم الحدیث ۱۳۸۶)

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور نمازیں پڑھتے ہیں مگر یہ نمازیں لذت کے لئے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اولیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں شہداء زندہ ہیں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے اندر کے حالات بھی جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں!

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

آپ فرماتے ہیں! جناب موسیٰ کلیم اللہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے جب موسیٰ علیہ السلام کی شان یہ ہے۔

تو امام الانبیاء کا مقام کیا ہوگا۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اعلیٰ حضرت اللہ کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں میرے آقا زندہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں بیت المقدس میں پہنچے تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام استقبال کے لئے موجود ہیں حضور دیکھ کر جا رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں موجود ہیں۔ نماز پڑھ رہے ادھر سواری بیت المقدس پہنچی تو استقبال کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں بھی موجود ہیں معلوم ہوا کہ انبیاء کرام قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہاں

چاہیں جا بھی سکتے ہیں آ بھی سکتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام نے استقبال کیا۔ سلام پیش کیا۔

حرم سے نکلے تو اقصیٰ میں جا قیام کیا
مسافر رہ اسریٰ میں کیا مقام کیا
تمام نبیوں نے بڑھ کر انہیں سلام کیا
بنے وہ مقتدی اور آپ کو امام کیا
سلام پھیرا تو ہر اک نے یوں کلام کیا
عرب کے چاند یہ تارے سلام کہتے ہیں

صخرہ بیت المقدس کے ساتھ براق کو باندھا گیا۔ حضرت جبرائیل نے اذان دی جس کے موذن جبرائیل ہوں وہ امام کس شان کا ہوگا۔ خدا کی قسم موذن بھی بے مثال مقتدی بھی بے مثال، امام بھی بے مثال بیت المقدس میں نماز بھی بے مثال اور معراج کی رات بھی بے مثال سرکار کا جانا بھی بے مثال آنا بھی بے مثال۔

تمام انبیاء کرام مسجد میں موجود ہیں۔ لیکن حضرت جبرائیل نے سرکار مدینہ کی بارگاہ میں عرض کی آقا مصلیٰ آپ کا انتظار کر رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مصلیٰ پر رونق افروز ہوئے آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہر نبی ہر پیغمبر، ہر رسول اپنی اپنی امت کے امام ہیں حضور سارے نبیوں کے امام ہیں تمام اماموں کے امام ہیں اسی لئے آپ کو امام الانبیاء کہا جاتا ہے۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سرّ عیاں ہو معنی اوّل آخر
جو سلطنت پہلے کر گئے تھے دست بستہ وہ پیچھے حاضر

معراج میں جبریل سے تھے پوچھتے شاہ امم
تم نے تو دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
روح الامین کہنے لگے اے مہ جبین تیری قسم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

نماز سے فارغ ہونے کے بعد انبیاء کرام نے خطبے دیئے اور آخر میں آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور یہ عظیم الشان جلسہ مکمل ہوا۔

حضرت جبرائیل نے عرض کی آقا آسمان والے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اب آپ تشریف لے چلئے براق پیش کیا حضور براق پر رونق افروز ہوئے۔ تمام انبیاء نے آپ کو الوداع کہا اور حضور بڑی شان وشوکت کے ساتھ آسمان کی طرف روانہ ہوئے۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

نعمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ بلکہ نعمتیں لٹائی جا رہی ہیں۔ سب کی جھولیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ خزانوں کی خیرات ہو رہی ہے۔ سب کو خزانے مل رہے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حدیث شریف

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُ وَالصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ ۔ (رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ باب الجمعہ)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ پڑھو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں' اور مجھ پر کوئی درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جائے' فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: کیا موت کے بعد بھی' فرمایا کہ اللہ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے' لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں' روزی دیئے جاتے ہیں۔

پانچواں خطبہ

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حصہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی o فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی o فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰیo صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُo

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو آج مختصر وقت میں معراج کا آخری حصہ بیان کروں گا۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی آقا آسمان والے آپ کا انتظار کر رہے ہیں اب آسمان کی طرف تشریف لے چلیے۔

سواری آسمان کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ جا رہی ہے کتنی تیزی کے ساتھ جا رہی ہے اعلیٰ حضرت اس مقام پر کیا خوب فرماتے ہیں۔

تھا براق نبی یا کہ نور نظر
یہ گیا وہ گیا اور ہوا ہو گیا

جہاں ہماری نظر جاتی ہے وہاں براق کا پہلا قدم جاتا ہے۔ سواری آسمان پر پہنچی تو آسمان کا دروازہ بند ہے۔ جبرائیل نے دروازے پر دستک دی جو فرشتہ اندر پہرا دے رہا تھا اس نے پوچھا مَنْ اَنْتَ تو کون ہے جبرائیل نے کہا اَنَا جِبْرَائِیْلَ میں جبرائیل ہوں۔

تمہارے ساتھ کون ہیں کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا بلائے گئے ہیں۔ کہا ہاں فوراً دروازہ کھل گیا۔

بلائے جانے میں تو حضور کی اور عظمت ہے اور شان ہے۔ جب جبرائیل کی زبان پر حضور کا نام آیا تو آسمان کا دروازہ کھل گیا۔ جب امتی کی زبان پر حضور کا نام آتا ہے۔ تو جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

آسمان کے دروازے

اس معراج کی حدیث شریف جو کہ مسلم شریف میں ہے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان ہے اور اس کے دروازے بھی ہیں بعض لوگ انکار کرتے ہیں اللہ تعالی ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

کونین کے دولہا آتے ہیں جبریل منادی کرتا ہے
افلاک پہ ڈنکا بجتا ہے آفاق میں شورش ہوتی ہے

حضور کی سواری جب پہلے آسمان پر پہنچی تو پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام موجود ہیں حضور کو مبارکباد دی مَرْحَبًا نَبِیُّ الرَّحْمَةِ برگزیدہ نبی مبارک ہو۔

دوسرے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السّلام تیسرے آسمان پر حضرت یوسف

علیہ السلام چوتھے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں۔ استقبال کر رہے ہیں۔ خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے یہ تمام انبیاء کرام بیت المقدس میں موجود تھے اور حضور کو الوداع کہہ رہے تھے۔

حضور کی سواری آسمانوں پر بعد میں پہنچی ہے۔ انبیاء کرام آسمانوں پر پہلے پہنچ گئے جواب یہ ہے کہ حضور آسمانوں پر براق کی رفتار سے گئے ہیں لیکن انبیاء کرام آسمانوں پر نبوت کی رفتار سے گئے۔ اس لئے انبیاء کرام پہلے پہنچ گئے اور حضور بعد میں پہنچے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا نبوت کی رفتار براق کی رفتار سے تیز ہے۔ جہاں تک براق جا سکتا تھا گیا۔ جہاں براق رک گیا اللہ کے محبوب کے لئے رف رف آ گیا۔ نور کا تخت آ گیا۔ جس کی رفتار براق کی رفتار سے کئی گنا زیادہ ہے۔ جب یہ ساری پروازیں رفتاریں رک جائیں گی وہاں سے آپ کی نبوت کی رفتار شروع ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتوں آسمانوں کو طے کرنے کے بعد سدرۃ المنتہیٰ کی فضاؤں میں داخل ہوئے۔ سدرۃ المنتہیٰ حضرت جبرائیل کا حجرہ مقدسہ ہے۔ جب حضور کی سواری سدرہ پر پہنچی تو جبرائیل رک گئے حضور نے فرمایا جبرائیل رک کیوں گئے ہو آگے بڑھو۔ مقام سدرہ جبرائیل کے لئے سدراہ بن گیا۔ اب جبرائیل حضور کی ہمرکابی سے پیچھے ہٹنے لگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل آگے چل۔

بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلصم یافتی
عنانم زصحبت چرا تافتی

جب تم نے دوستی میں مجھے مخلص پایا ہے۔ تو تم پیچھے کیوں ہٹتے ہو۔ مسجد حرام سے لے کر سدرۃ المنتہیٰ تک میں تمہارے ساتھ آیا ہوں تم پیچھے کیوں ہٹتے ہو جب تم نے دوستی میں مجھے مخلص پایا ہے تو تم کیوں نہیں آگے چلتے۔ جبرائیل عرض کرتے ہیں۔

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

اگر میں بال کے برابر بھی آگے بڑھوں تو میرے تمام پر جل جائیں گے۔ میری حد ختم ہو چکی ہے۔ ہم میں سے حد سے آگی کوئی نہیں بڑھتا سدرۃ المنتہیٰ سرحد ہے اس سے آگے نہ کوئی فرشتہ گیا ہے نہ کوئی نبی گیا ہے نہ کوئی ولی گیا ہے۔ آگے جانا آپ کا کام ہے۔ جہاں پر جبرائیل شہباز بلند پرواز تھک کر بیٹھ جائیں وہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرواز شروع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہاں ختم ہوتی ہے۔

حضرت جبرائیل کی آرزو

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرہ سے آگے جاتے وقت جبرائیل سے فرمایا اخی جبرائیل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جا رہا ہوں، میرے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں ہوگا کوئی آرزو ہو تو بیان کرو کوئی تمنا ہو تو بیان کرو باقی انبیاء کرام سے جبرائیل

پوچھتے ہیں کوئی آرزو ہو تو بیان کرو لیکن حضور جبرائیل سے پوچھتے ہیں کوئی آرزو ہو تو بیان کرو اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے پوری کرادوں گا۔

حضرت جبرائیل نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آرزو ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کر دیں، وہ یہ ہے کہ جب قیامت والے دن آپ کی امت پلصراط سے گزرے تو اس وقت مجھے اختیار ہو کہ میں پلصراط پر اپنے پر بچھادوں تاکہ آپ کی امت آسانی سے گزر جائے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کی تمنا قبول کر لی تو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو اجازت دیدی ہوگی وہ قیامت کے دن ضرور اپنے پروں کو پلصراط پر امت محمدیہ کے لئے بچھائیں گے اور ہم سب ان شاء اللہ آسانی سے گزر جائیں گے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں!

اہل صراط روح امین کو خبر کریں
جاتی ہے امت نبوی فرش پَر کریں

ادب کا تقاضا کچھ اور ہوا جبرائیل جیسا مقرب فرشتہ اس کے پر اور ہمارے پاؤں یہ تو بڑی بات ہے۔ غیرت کہنے لگی ایسا امت نواز آقا رکھتے ہوئے دوسروں سے رحم کی التجا کریں۔ اغیار کا احسان کیوں لیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طاقت عطا نہیں فرمائی۔ انہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

سوال یہ ہے اگر ہم جنت میں جائیں جبرائیل کو کیا فائدہ جنت میں نہ جائیں جبرائیل کو کیا نقصان حضرت جبرائیل امین معصوم ہیں۔ انہیں ہمارے ساتھ اتنی محبت کیوں؟

اصل بات یہ ہے جبرائیل امین بھی سرکار کی نظر کرم کے محتاج ہیں جانتے ہیں حضور کو امت کے ساتھ محبت ہے اگر میں آپ کی امت کی بات کروں گا تو کل قیامت والے دن حضور کی نظر کرم میری طرف ہو جائے گی۔

اصل میں جبرائیل نے اپنی فکر کی اپنی خیر خواہی چاہی۔ اس طرح انکی بھی بہتری ہو گئی اور ہماری بھی بہتری ہو گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل کو کیوں فرمایا کوئی آرزو ہو تو بیان کرو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی امتحان میں مبتلا ہوا تو بحکم پروردگار حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ کوئی تمنا ہو تو بیان کریں۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعات مگر آج سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل امین سے ارشاد فرماتے ہیں کوئی تمنا ہے تو بیان کرو۔

وہ نبی اور تھے جن سے تم کہتے تھے کوئی تمنا ہے تو بیان کرو میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں میں تم سے پوچھتا ہوں کوئی تمنا ہے تو بیان کرو۔ حضرت جبرائیل امین پیچھے رہ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے۔ شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں۔

آنکہ آمد نبہ فلک بمعراج او

انبیاء و اولیاء محتاج او

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ سے آگے تشریف لے گئے

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ سے آگے تشریف لے گئے جہاں تک براق جا سکتا تھا گیا۔ پھر براق بھی پیچھے رہ گیا آگے رف رف آگیا پھر رف رف بھی پیچھے رہ گیا حضور تن تنہا آگے تشریف لے گئے۔ معراج کی رات ساری بلندیاں محبوب پاک کے قدموں سے پامال ہو رہی ہیں۔ حضور وہاں پہنچے جہاں پہنچنا تو در کنار کسی کا ذہن بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے

وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات عرش معلی پہ رونق افروز ہوئے حضور کے قدم مبارک عرش معلی کا تاج بن گئے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ سے آگے عرش معلی پر تشریف لے گئے۔ آسمانوں تک آپ کے ساتھ انبیاء آئے۔ جنتوں تک فرشتے آئے۔ سدرہ تک

جبرائیل آئے۔ جہاں تک براق جا سکتا تھا گیا۔ رف رف نور کا تخت جس کی رفتار براق کی رفتار سے زیادہ ہے۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ ایک مقام آیا وہ بھی تھک گیا۔ کہیں جبرائیل تھک رہا ہے۔ کہیں براق تھک رہا ہے، کہیں رف رف تھک رہا ہے۔ جہاں ساری رفتاریں، پروازیں تھک جاتی ہیں اس سے آگے حضور کی پرواز شروع ہوتی ہے۔

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تجلیات کی بارشوں میں تجلیات کے مرکز کی طرف جا رہے ہیں آگے ستر ہزار حجابات نور ہیں، یہ حجابات حضور کی طرف سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو بے پردہ ہے۔ ہر قسم کے پردوں سے پاک ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔ آگے ستر ہزار حجابات نور ہیں۔

معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم لامکاں کی سرحدوں اور قرب کے فاصلوں کو طے کر رہے ہیں حضور بڑھ رہے تھے آگے سے آواز آتی ہے اُدْنُ مِنِّیْ یَا مُحَمَّدْ ۔ میرے محبوب میرے قریب ہو جا سرکار فرماتے ہیں کلام اللہ تعالیٰ کا تھا لب ولہجہ صدیق کا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے حضور کو ابوبکر صدیق کا لب ولہجہ بہت پسند ہے۔

اس ندا میں اتنا کیف تھا حضور فرماتے ہیں جب یہ آواز آتی میرے محبوب میرے قریب ہو جا تو میں ایک قدم اٹھاتا ستر ہزار نور کے پردوں سے ایک پردہ طے ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام قرب پہ پہنچے جہاں آگے فاصلہ ہی کوئی نہیں

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (سورۃ النجم)

میرا محبوب اتنا قریب ہو گیا جیسے دو کمانوں کی ایک قاب کمانیں دو تھیں قاب ایک ہو گئی۔ یعنی قرب کی انتہا وہاں نہ فاصلہ تھا نہ جہت تھی نہ زمین تھی نہ آسمان تھا نہ مغرب نہ مشرق نہ شمال نہ جنوب تھا۔ اللہ تعالیٰ حدوالا نہیں، وہ تو بے حد ہے ساری خدائی محدود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے۔

معراج کی رات حضور اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب تھے کہ لفظ قریب بھی دور تھا حضور اس سے بھی قریب تھے۔

نازک مقام ہے حضور کی شان میں عظمت میں بھی فرق نہ آئے اور شریعت میں بھی فرق نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ کا دیدار

مقام قرب پر پہنچ کر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۔ دیکھتے ہوئے آنکھ تک نہیں جھپکی۔

جناب موسیٰ کلیم اللہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ۔ یا اللہ مجھے اپنا جلوہ دکھا کہ میں تیرا دیدار کرلوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لَنْ تَرٰىنِیْ تم مجھے ہرگز دیکھ نہ سکو گے۔

وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ (پ ۹، ع ۷)

مگر پہاڑ کی طرف نگاہ کرو بس اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تم میرا جلوہ دیکھ لو گے پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنے حسن کا جلوہ فرمایا تو اسے ریزہ ریزہ کر

دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس مقام پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات
تو عین ذات می نا گری در تبسمی
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے کوہ طور پر ایک صفاتی تجلی دیکھی بے ہوش ہو گئے اور پہاڑ جل کر راکھ ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات عین ذات باری تعالیٰ کو بے حجاب دیکھا بے ہوش ہونا تو در کنار مسکراتے ہوئے دیکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے تو عرض کی

اَلتَّحِيَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ

یا اللہ میری تمام بدنی، قولی، فعلی عبادتیں صرف تیرے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے نبی اور اللہ کی رحمت ہو اور برکت ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کا جو معنی ہے وہی معنی یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَيْكَ کا ہے۔ جب خدا خدا ہو کر اپنے محبوب پر سلام بھیج رہا ہے تو امتی کیوں نہ سلام بھیجیں فرشتے سلام عرض کر رہے ہیں۔ سارے پیغمبر سلام کر رہے ہیں۔ امتی ہو کر سلام نہ پڑھے افسوس کی بات ہے۔

حضور نے امت کو یاد فرمایا کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

الصّٰلِحِیْنَ ۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر تمام فرشتے پکار اٹھے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ہم سب فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں بیشک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اپنے خاص بندے کو جو وحی فرمائی (سورۃ النجم) یہ وہ وحی ہے جہاں جبرائیل درمیان میں نہیں ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام کو بھی پتہ نہیں خدا تعالیٰ جانتا ہے یا مصطفےٰ جانتا ہے بڑی بڑی راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تحفے عطا فرمائے ان تحفوں میں ایک تحفہ نماز ہے اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات اپنے حبیب کو پچاس نمازیں عطا فرمائیں باقی احکام اللہ تعالیٰ نے زمین پر محبوب کو عطا فرمائے لیکن نماز لامکان پر بلا کر عطا کی۔ اندازہ کریں نماز کتنا قیمتی اور عظیم تحفہ ہے بے مثال تحفہ ہے۔ الصلوٰۃ معراج المومنین نماز مومنوں کی معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز ادا کرو۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز معراج کا تحفہ لے کر آ رہے ہیں۔ جب آپ واپسی پر چھٹے آسمان پر پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام انتظار فرما رہے ہیں۔

جب حضور تشریف لائے تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے کہا اے اللہ کے حبیب مجھے اللہ تعالیٰ نے دو نمازیں عطا کی تھیں آپ کو کتنی نمازیں عطا کی ہیں حضور نے فرمایا پچاس نمازیں عطا کی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میری امت دو نمازیں نہیں پڑھ سکتی تھی آپ کی امت پچاس نمازیں کیسے پڑھے گی۔ حضور آپ

واپس جائیں اللہ تعالیٰ سے نمازوں میں کمی کروائیں۔

حضور واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے اور عرض کی نمازوں میں تخفیف فرما دیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔تمہاری خاطر دس معاف کر دیں چالیس لے کر واپسی پر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ پھر جائیں حضور پھر تشریف لے گئے حضور بار بار جا رہے ہیں بار بار آ رہے ہیں اللہ تعالیٰ فرما رہا تھا میرا محبوب بار بار جائے بار بار آئے جہاں سب کے لئے پابندیاں ہی پابندیاں اے محبوب وہاں تیرے لئے کوئی پابندی نہیں بہرحال دس دس نمازیں معاف ہوئیں یا پانچ پانچ معاف ہوئیں آخر میں جب پانچ نمازیں رہ گئیں موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ حضور ایک مرتبہ اور تشریف لے جائیں آپ بھی یہی کہتے ہوں گے کہ حضور ایک مرتبہ اور تشریف لے جاتے کیونکہ سردیوں میں تو ایک پڑھنی بھی مشکل ہو جاتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ایک مرتبہ اور تشریف لے جائیں اور کیسے نہ کہتے موسیٰ علیہ السلام زبان حال سے کہہ رہے تھے طور کے واسطے سے ایک تجلی دیکھی تھی بے ہوش ہو گیا تھا آج تجلیوں کی بارشیں ہو رہی ہیں حضور کے صدقے تجلیات دیکھ رہا ہوں۔

سرکار مدینہ نے فرمایا اب مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا محبوب تیری امت پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کی کلمات تبدیل نہیں ہوتے۔اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض فرمائیں لیکن حضور کی خاطر پینتالیس معاف کر دیں فرمایا محبوب تیرے امتی پڑھیں

گے پانچ ثواب پچاس ہی کا ملے گا۔

اگر حضور جاتے تو اللہ کریم پانچ نمازیں بھی معاف کر دیتا لیکن اگر یہ پانچ نمازیں بھی نہ ہوتی تو نہ کوئی مسجد ہوتی نہ اذان ہوتی نہ ذکر خدا ہوتا نہ نعت مصطفےٰ ہوتی نہ اسلام کی رونقیں ہوتی نہ نمازی ہوتے یہ سب صدقہ ہے معراج کی رات فرض ہونے والی پانچ نمازوں کا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام وسیلہ بنے

بعض لوگ کہتے ہیں مرنے کے بعد نبی ولی وسیلہ نہیں بنتے۔ معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام وسیلہ بنے ہیں کہ نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب قبر ہیں پینتالیس نمازوں کی معافی کا وسیلہ بنے ہیں۔ جو لوگ وسیلے کے منکر ہیں وہ پچاس ہی پڑھا کریں اگر پچاس نہیں پڑھتے تو مان لیں وصال کے بعد نبی ولی وسیلہ بن سکتے ہیں۔

شب معراج موسیٰ علیہ السلام اور امام غزالی رضی اللہ عنہ کا مکالمہ

چھٹے آسمان پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فرمایا ہے علما امتی کانبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں ذرا اپنی امت کا ایک عالم تو دکھائیں۔ عالم ارواح میں حضور کی نگاہ حضرت امام غزالی پر پڑی امام غزالی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے۔ امام غزالی نے کہا میرا نام محمد ابن محمد ابن محمد ہے یعنی میرا نام محمد ہے میرے والد کا نام بھی محمد ہے میرے دادا کا نام بھی محمد ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے تو تمہارا نام پوچھا تھا تم نے اپنے والد اور دادا کا نام بھی بتا

دیا۔

حضرت امام غزالی نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے سوال کیا تھا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوْسٰى ۔ اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔ آپ نے اتنا طویل جواب دیا۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ○ (طٰہٰ آیت ۱۸) یہ میری لاٹھی ہے۔ جس پر میں ٹیک لگاتا ہوں اور جس سے میں اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں۔ اور بھی اس میں بہت سے فائدے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے غزالی ادب کر اور کندھے کو دبایا جب امام غزالی پیدا ہوئے تو ان کے کندھے پر نشان موجود تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیثیت ممتحن تھے اور امام غزالی بحیثیت طالب علم تھے امتحان دینے والے تھے اس لئے انہوں نے ٹھیک جواب دیا۔

اس مقام پر یہ نہیں کہا جائے گا کہ امام غزالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لاجواب کر دیا۔ طالب علم ممتحن کو جب صحیح جواب دیتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ طالب علم نے لاجواب کر دیا۔

قریش مکہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے تو آپ نے ان کے سامنے معراج شریف کا حال بیان فرمایا انہوں نے انکار کیا اور مذاق اڑایا لیکن اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق حضور کی تصدیق کرتے رہے یہاں تک کہ صدیق لقب سے مشہور ہو گئے۔

قریش مکہ کے تجارتی قافلے

قریش مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ اگر آپ

واقعی بیت المقدس سے ہو کر آئے ہیں تو ہمارے قافلوں کا حال بتائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل سے حال بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قافلہ جو بنی فلاں کا تھا (حضور نے نام بتایا لیکن راوی بھول گیا) میں اس پر مقام روحاء میں گزرا۔ ان کی ایک اونٹنی گم ہو گئی تھی وہ لوگ اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ میں ان کے پالانوں اور سامان کی طرف آیا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا پانی کا ایک پیالہ وہاں رکھا ہوا تھا میں نے اسے پی لیا۔

پھر اس کے بعد میں دوسرے قافلے تک پہنچا جو بنی فلاں کا تھا (راوی کو نام بھول گیا) یہ قافلہ مقام ذی طویٰ میں تھا اس میں ایک اونٹ تھا جس پر دو بوریاں لادی ہوئی تھیں ایک سیاہ دھاری دار دوسری سفید دھاری دار جب میں اس قافلہ کے قریب سے گزرا تو قافلہ میں سے ایک اونٹ بھاگا اور وہ اونٹ بھاگنے کی وجہ سے گر پڑا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔

پھر میں تمہارے تیسرے قافلہ سے گزرا جو کہ مقام تنعیم پہنچ چکا تھا۔ اور وہ قافلہ بنی فلاں کا تھا۔ اس قافلہ کے آگے آگے ایک بھورے رنگ کا اونٹ چل رہا تھا اس پر ایک حبشی سوار ہے۔ اور دو سیاہ دھاری دار بوریاں غلہ کی اس پر لادی ہوئی ہیں اور وہ قافلہ بالکل قریب آ گیا ہے عنقریب سورج طلوع ہوتے ہی وہ پہنچ جائے گا۔ قریش مکہ نے اسی قافلہ کے انتظار میں کچھ آدمی پہاڑی پر بٹھا دیئے اور کچھ آدمی سورج کے نکلنے کے انتظار میں بٹھا دیئے ایک طرف سے آواز آئی سورج طلوع کر آیا فوراً دوسری طرف سے آواز آئی قافلہ آ گیا۔ (زرقانی جلد ٦)

حضرات گرامی یہ تین تجارتی قافلہ قریش مکہ کے تھے ایک کے متعلق سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ وہ سورج طلوع ہوتے ہی آ جائے گا آپ کی

خبر کے مطابق وہ سورج طلوع ہوتے ہی مکہ پہنچ گیا۔ دوسرے کے متعلق فرمایا تھا وہ قافلہ نصف النہار کے وقت آئے گا وہ نصف النہار کے وقت پہنچ گیا۔

تیسرے قافلہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ میں داخل ہوگا۔ جب سورج غروب ہونے کا وقت قریب آ گیا اور وہ قافلہ نہ پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے سورج کو روک لیا یہاں تک کہ قافلہ مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ (مواہب الدنیہ جلد ۲)

بیت المقدس کا ظاہر ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار مکہ نے سوال کیا کہ اگر آپ بیت المقدس گئے ہیں تو بتائیں اس کے دروازے کتنے ہیں یہ انکا عجیب سوال تھا کوئی آدمی مسجد میں جاتا ہے نماز پڑھنے کے لئے تو وہ دروازے تو نہیں گنتا کھڑکیا یا اس کے شہتیر تو نہیں گنتا لیکن جب کفار مکہ نے سوال کیا تو سرکار مدینہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے رکھ دیا میں دیکھتا جاتا تھا اور بتاتا جاتا تھا۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانے
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبات صمدانی

جلد سوم

خطبات ماہ شعبان المعظم

نعت شریف

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
جب آ گئی جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں
اسرار میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں
آنے دو یا ڈبو دو اب تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں
دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پر خار بادیئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفےٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں



حدیث شریف

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِىْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ (مشکوٰۃ، کتاب العلم، ص ۳۲)

ترجمہ: روایت ہے حضرت معاویہ سے، فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: اللہ جس کا بھلا چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے میں بانٹنے والا ہوں، اللہ دیتا ہے۔

''فقیہ بنا تا ہے'' یعنی اسے دینی علم، دینی سمجھ اور دانائی بخشتا ہے۔

سرکار فرماتے ہیں: اَنَا قَاسِمٌ ۔ میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

دین و دنیا کی ساری نعمتیں علم، ایمان، مال، اولاد وغیرہ دیتا اللہ تعالیٰ ہے، تقسیم حضور فرماتے ہیں۔ جسے جو ملا حضور کے ہاتھوں ملا، کیونکہ یہاں نہ اللہ کی دین میں کوئی قید ہے، نہ حضور کی تقسیم میں، لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ آپ صرف علم تقسیم کرتے ہیں، ورنہ پھر لازم آئے گا کہ خدا بھی صرف علم ہی دیتا ہے۔

پہلا خطبہ

ولادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ○ (پ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات دورد شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو!

آج مختصر وقت میں نواسہ رسول، فرزند بتول، دلبند علی المرتضیٰ حضرت امام عالی مقام، سید الشہداء، حضرت امام حسین کی ولادت کا بیان ہوگا۔

قرآن کریم کی جو آیت تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے نبی کے گھر والو بس خدا یہی چاہتا ہے پلیدی کو تم سے دور فرمائے اور تمہیں خوب پاک اور صاف کردے۔

حضرات محترم جب یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی تو مسلم شریف میں ہے۔ کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین، حضرت فاطمہ، حضرت علی کو اپنی عظمت والی رحمت والی برکت والی کالی کملی میں داخل فرمالیا اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ وَخَاصَّتِيْ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا ۔ (مسلم شریف)

یعنی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خواص ہیں تو ان سے ہر ممکن برائی کو دور فرمادے اور انہیں خوب پاک اور صاف کردے۔ کیا خوب فرمایا ہے اعلیٰ حضرت نے:

تیری نسل پاک میں بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سرکارِ مدینہ کی یہ دعا سن کر اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: وَاَنَا مِنْهُمْ اور میں بھی ان میں سے ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ بیشک تو پہلے ہی خیر پر ہے۔ یعنی تو بھی اہل بیت سے ہے۔ اہل بیت کی عظمت اور شان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقام پر بیان فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اور فرماتے ہیں:

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عزت رسول اللہ کی

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اَحِبُّوا اللہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِعَمِہٖ وَاَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ بِحُبِّیْ ۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۹۸)

محبت رکھو اللہ سے اس لئے کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا کرتا ہے اور میرے ساتھ محبت کرو اس لئے کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور محبت کرو میری اہل بیت کے ساتھ اس لئے کہ وہ مجھے پیارے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں بے مثل چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب جو نور ہدایت سے بھرپور ہے۔ اس کو بہت مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ دوسری گرانقدر اور بزرگ چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنی اہلبیت کی معاملے میں اور یوں ہی تین بار اس کا تکرار فرمایا۔
(مسلم ج ۲، ص ۲۷۹)

قرآن کریم کی آیت اور چند احادیث اہل بیت کی شان اور عظمت میں آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ اہل بیت کی محبت ہمارا ایمان ہے۔ اہل سنت کو یہ شرف حاصل ہے کہ ہم اہل بیت سے سچی محبت رکھتے ہیں جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ ہم اس کے مطابق محبت کرتے ہیں اس میں غلو نہیں کرتے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اہل بیت کے لئے نذرانہ عقیدت امام شافعی فرماتے ہیں: یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللہِ حُبُّکُمْ فَرْضٌ مِنَ اللہِ فِی الْقُرْاٰنِ

اَنۡزَلَہٗ۔

اے رسول اللہ کے اہل بیت تمہاری محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم قرآن کریم میں نازل کیا ہے۔

حضرت امام شافعی پر رافضی (شیعہ) ہونے کی تہمت لگائی گئی تو آپ نے فرمایا: لَوْ کَانَ رَفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فَلْیَشْھَدِ الثَّقَلَانِ اِنِّیْ رَافِضِیْ۔ اگر آل رسول کی محبت ہی کا نام تمہارے نزدیک رافضی ہونا ہے تو تمام دنیا کے جن و انس گواہ ہو جائیں کہ اس معنی میں یقیناً میں رافضی ہوں۔

اہل بیت عظام میں سے سید الشہداء نواسہ رسول جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین کا ذکر ہوگا۔

حضرت امام حسین کی ولادت

شعبان کی پانچ تاریخ کو ۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اور آپ کے والد ماجد کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے۔

علامہ اقبال اور حضرت فاطمہ کی شان

نور چشم رحمۃ للعالمین
آن امام اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدار ھل اتیٰ
مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
مادر آں قافلہ سالار عشق
مادر آں مرکز پرکار عشق

اعظم چشتی اور حضرت علی کی شان

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی
اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی
اعظم یہ مغفرت کی سند ہے ہمارے پاس
ہم ہیں علی کے اور ہمارا علی علی

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسین اور شبیر رکھا۔ اور آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب سبط رسول اللہ اور ریحانۃ الرسول ہے اور آپ جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کو فرمایا: اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ ھُمَا رَیْحَانِیَ مِنَ الدُّنْیَا۔ حسن اور حسین وہ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (مشکوٰۃ عربی ص-۵۷)

حضرت اُم الفضل کا خواب

سرکار مدینہ کی چچی حضرت ام الفضل حضرت عباس کی بیوی ایک بار حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج رات ایک خطرناک خواب دیکھا ہے۔ فرمایا کیا ہے۔ عرض کی حضور بہت خطرناک ہے۔ فرمایا وہ کیا ہے۔ عرض کی میں نے دیکھا جیسے کہ آپ کے جسم کا ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ وہ لڑکا تمہاری گود میں رہے گا۔ چنانچہ جناب فاطمہ نے حضرت حسین کو جنم دیا وہ میری گود میں رہے۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر میں ایک دن رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہیں آپ کی گود میں دیا پھر میرا دھیان بٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا نبی اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے۔ فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی۔ میں نے کہا اس کو فرمایا ہاں اور وہ میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی میں سے کچھ مٹی لائے۔

(مشکوۃ باب مناقب اہل بیت ص ۵۷۲)

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور جانتے تھے کہ حضرت فاطمہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ حضور یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت امام حسین قتل ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی جانتے تھے بذریعہ وحی کہ قاتلین حسین امتی کلمہ گو ہوں گے۔ بظاہر نمازیں پڑھنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا۔ ولادت کے ساتھ ہی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا نہیں فرمائی کہ یہ امتحان ٹل جائے۔ نہ ہی اہل بیت نے حضور کی بارگاہ میں التجا کی۔ کیونکہ مقام امتحان ہے۔ ثابت قدم رہنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا مقصود ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دوپہر میں میں نے نبی کریم کو اس طرح دیکھا جیسے کوئی سونے والا کسی کو دیکھتا ہے۔ (یعنی خواب میں) آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور گرد آلود ہیں۔ اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جو خون سے بھری ہوئی ہے۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں آج قتل گاہ حسین میں صبح سے اب تک اس بوتل میں اکٹھا کرتا رہا ہوں۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ (اس خواب کے بعد میری آنکھ کھل گئی) اور پھر میں نے اس وقت کو یاد رکھا۔ (جس وقت یہ خواب دیکھا تھا) چنانچہ (جب قتل حسین کی خبر آئی) تو میں نے جانا کہ شہادت حسین کا حادثہ (اسی دن پیش آیا تھا جب میں نے خواب دیکھا تھا)۔ (مشکوٰۃ ص ۵۷۲)

معلوم ہوا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کے وقت کربلا میں موجود تھے۔ اس حادثہ پر افسردہ تھے۔ پریشان تھے۔ مغموم تھے۔

ایک دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرہ کو فرمایا اس کو رونے نہ دیا کرو ان کے رونے سے میرے دل کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ (اوراق غم ص ۱۷۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی محبت تھی اپنے اس نواسہ سے۔ اتنا پیار تھا کہ اس کا رونا گوارا نہ تھا۔ کتنی شفقت تھی حسین کے ساتھ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٌ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سَبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے حسین اسباط میں ایک سبط ہیں۔

یعنی میں اور حسین گویا ایک ہی ہیں۔ ہم دونوں سے محبت ہر مسلمان کو چاہئے۔ مجھ سے محبت حسین سے محبت ہے۔ اور حسین سے محبت مجھ سے محبت ہے۔ چونکہ آئندہ کے واقعات حضور کے پیش نظر تھے اس لئے اس قسم کی باتیں امت کو سمجھائیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸، ص ۳۹۵)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا علم وفضل اور عبادت وریاضت

حضرت امام حسین نے اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آغوش میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ جو کہ باب مدینۃ العلم ہیں۔ نانا جان حضور کی تربیت میں رہے۔ اسی لئے حضرت امام حسین علم کے سمندر ہیں۔ امام عالی مقام اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم فاضل تھے۔ جب کوئی مشکل پیش آتی تو مشکل حل کرانے کے لئے علماء کرام آپ کی طرف رجوع فرماتے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر کو دودھ پینے والے بچے کا وظیفہ مقرر ہونے کے متعلق مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس مسئلہ میں بھی انہوں نے حضرت امام حسین کی طرف رجوع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بطن مادر سے نکلنے کے بعد جب بچہ آواز نکالے اس وقت سے وہ وظیفہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ آپ بہت بڑے عالم تھے۔ (اسد الغابہ)

نواسہ رسول جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین عابد اور زاہد تھے۔ تمام زندگی عبادت الٰہی میں گزار دی۔ آپ کے دن دین اسلام کی تعلیم اور تبلیغ میں گزرتے۔ راتیں قیام، رکوع اور سجود میں گزرتیں جب آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے نماز کے لئے آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے۔ نہایت خشوع اور خضوع سے نماز مکمل کرتے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بھائی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرح پچیس حج پیدل کیے۔ (شہادت نواسہ رسول)

حضرت امام حسین اوصاف جمیلہ کے حامل تھے۔ علم وعمل، صبر واستقلال، سخاوت وشجاعت، تدبر، عاجزی، انکساری، حق گوئی، راضی برضائے الٰہی کے مجسمہ تھے، صاحب فصاحت وبلاغت تھے۔

شجاعت حسین رضی اللہ عنہ

نواسہ رسول فرزند بتول حضرت امام حسین شجاعت و بہادری میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ خود سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حسین کو ہیبت اور جرأت عطا کی ہے۔ حضرت امام حسین کی بہادری، شجاعت، اور جواں مردی کا اس سے بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔ جب ۳۵ھ میں بلوائیوں نے حضرت عثمان غنی کا محاصرہ کیا تو حضرت علی نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین دونوں کو آپ کی حفاظت کے لئے دروازے پر مقرر فرمایا۔ اس موقع پر حضرت امام حسین نے نمایاں خدمات سرانجام دیں اور بلوائیوں کا مقابلہ کیا۔ اور دروازے کی طرف کسی کو مکان کے اندر داخل نہ ہونے دیا۔ بلوائی پچھلی طرف سے مکان میں داخل ہوئے۔

اسی طرح حضرت امام حسین نے جنگ جمل اور جنگ صفین اور معرکہ نہروان میں اپنی حیرت انگیز شجاعت اور بہادری سے معرکے سر کئے۔ ایک مرتبہ ایک جنگ میں حضرت امام حسین نے سب سے آگے بڑھ کر فرمایا۔ هَلْ مِنْ مُبَارِزْ ہے کوئی تم میں سے میرے مقابلہ میں آئے۔ حضرت امام کا یہ چیلنج سن کر ایک بہادر زبرقان مقابلہ کے لئے نکلا اور پوچھا تم کون ہو۔ آپ نے فرمایا میں حسین ابن علی ہوں۔ اس پر زبرقان نے کہا۔ اے میرے بیٹے تم میدان سے ہٹ جاؤ۔ کیونکہ ایک دن میں نے دیکھا تھا کہ رسول اللہ اونٹنی پر سوار قبا کی طرف جا رہے تھے۔ اور تم نبی کرم کے آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں حضور سے اس حال میں ملاقات کرنا نہیں چاہتا کہ میرے ہاتھ تمہارے خون سے رنگین ہوں۔ (شہادت نواسہ رسول)

بردباری

حضرت امام حسین بڑے بردبار اور حلیم الطبع تھے۔ ایک دن آپ کی

لونڈی آپ کو نماز کے لئے وضو کرا رہی تھی۔ اتفاقاً لونڈی کے ہاتھ سے لوٹا گر پڑا۔ جس سے آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ تو آپ نے غصہ سے لونڈی کی طرف دیکھا۔ لونڈی نے پڑھا۔ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ یعنی مومن غصہ کو پی جانے والے ہوتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت امام حسین نے فرمایا۔ کَظَمْتُ غَيْظِی میں نے غصہ پی لیا۔ لونڈی نے پھر پڑھا۔ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۔ مومن لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ لونڈی نے آیت کا آخری حصہ پڑھا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۔ احسان کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ حضرت امام حسین نے فرمایا: جاؤ تمہیں آزاد کر دیا۔ (درمنثور ج ۲ ص ۷۳)

سخاوت

حضرت امام حسین نہایت ہی سخی تھے اور فیاض تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا دروازے پر کوئی سائل آیا ہو اور محروم چلا گیا ہو۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی غریب ہوں میرے بچے چھوٹے ہیں۔ کھانے کے لئے کچھ عنایت فرمائیں۔ حضرت امام حسین نے فرمایا بھائی بیٹھ جاؤ میرا رزق آرہا ہے۔ جب آگیا تو تجھے دیکر رخصت کروں گا۔ اتنے میں حضرت امیر معاویہ کی طرف سے پانچ تھیلیاں دیناروں سے بھری ہوئی آئیں اور ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ آپ نے اس سائل کو حکم دیا پانچوں تھیلیاں اٹھا کر اپنے گھر لے جاؤ۔ اور معذرت کی کہ تمہیں میں نے بہت دیر بٹھایا ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا صرف پانچ تھیلیاں ہی آئیں گی۔ تو تمہیں ہرگز نہ بٹھاتا۔ ہم نے اپنی زندگی حاجت مندوں کی مرادیں پوری کرنے کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ (کشف المحجوب ص ۱۰۶)

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بھوکے رہتے تھے خود اوروں کو کھلا دیتے تھے
کیسے صبر والے تھے محمد کے گھرانے والے

محتاجوں کی مدد کرنا

حضرت امام حسین اہل بیت نبوت کے سخی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ سخاوت کرنا، غریبوں کی مدد کرنا، مسکینوں کی مدد کرنا یہ چیز وراثت میں ملی تھی۔ آپ کے دروازے سے سائل کبھی خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔

ایک مرتبہ ایک سائل حضرت امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازے پر دستک دی۔ آپ اس وقت نماز میں مشغول تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد دروازے پر تشریف لائے۔ دیکھا سائل واقعی محتاج اور ضرورت مند ہے۔ آپ نے خادم کو بلایا فرمایا اس وقت گھر میں کتنی رقم ہے۔ عرض کیا دو سو درہم، فرمایا وہ لے آؤ۔ عرض کی یہ صرف اہل بیت کے خرچ کے لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارا گزارا ہو جائے گا۔ اس غریب محتاج کی مدد ضروری ہے۔ اور فرمایا اس وقت تنگدستی ہے۔ تمہاری زیادہ خدمت نہیں کر سکے۔

اسی طرح ایک مرتبہ آپ کو بیت المال سے بہت بڑی رقم ملی اگر آج کسی پیر کو ملتی تو بنگلہ خریدتا۔ پجارو خریدتا۔ لیکن قربان جائیں حضرت امام حسین کے رقم لے کر گھر نہیں گئے۔ سیدھے مسجد میں آ کر بیٹھ گئے۔ اور ضرورت مند کا انتظار کرنے لگے۔ کسی نے عرض کی آپ کا لباس پرانا ہے۔ اپنے لئے لباس خرید لیں۔ اپنے گھر کی ضروری چیزوں پر خرچ کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے اوپر خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ کسی محتاج اور ضرورت مند کی مدد کی جائے۔ ایک ضرورت مند آیا تو ساری رقم اسے عنایت کر دی۔

ایک مرتبہ سرکار مدینہ کے صحابی حضرت اسامہ بن زید سخت بیمار ہو گئے۔ جب حضرت امام حسین کو پتہ چلا آپ بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت اسامہ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ و اغماہ و اغماہ' آہ کتنا بڑا غم ہے۔ آہ کتنا بڑا غم ہے۔ حضرت امام حسین نے فرمایا بھائی کس چیز کا غم ہے۔ حضرت اسامہ نے جواب دیا موت سامنے کھڑی ہے اور میں مقروض ہوں۔ قرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے سخت پریشان ہوں۔ حضرت امام حسین نے فرمایا فکر نہ کریں۔ آپ کا قرض میں ادا کر دوں گا۔ حضرت امام حسین نے تمام قرض خواہوں کو بلوایا اور ان کی ساری رقم ادا کر دی۔ یہ رقم ساٹھ ہزار بنتی تھی۔ حضرت اسامہ خوش ہو گئے۔ اور آپ کو دعائیں دیتے رہے۔ (ابن عساکر ج ۴، ص ۳۲۲)

اللہ تعالیٰ اہل بیت کی سچی محبت عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حدیث شریف

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ.

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) (مشکوۃ باب الضیافۃ ص ۳۷۰)

ترجمہ: روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے کہ اکٹھے ہو کر کھایا کرو الگ الگ نہ ہو کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

یعنی ساتھ کھانے میں تھوڑا کھانا بہت کو کافی ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ نماز، جہاد، حج، غرضیکہ عبادات و عادات میں مسلمانوں کی جماعت بڑی اعلیٰ نعمت ہے۔

دوسرا خطبہ

اخلاقِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ○ (پ۲۹ سورۃ القلم آیت ۴)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ○

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا
تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا
شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق کریمہ بیان کروں گا دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ○ اور بے شک آپ ضرور عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ وہ کون سا کام ہے جس کی وجہ سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا (تقویٰ) اور اچھے اخلاق، اور آپ سے سوال کیا گیا وہ کون سے کام ہیں۔ جن کی وجہ سے زیادہ لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا منہ اور شرم گاہ یعنی منہ اور شرم گاہ میں حرام چیز کو داخل کرنا۔ (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۰۰۴)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور میری مجلس کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق تم میں سب سے زیادہ اچھے ہوں گے اور قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں سے زیادہ مبغوض اور میری مجلس سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہوگا جو متکبر ہوگا۔ (ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں!

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ ۔ (۶۲۷ رقم الحدیث ریاض الصالحین ج ۱)

نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں اٹکے اور تو برا جانے کہ کہیں اس کا لوگوں کو پتہ نہ چل جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، آپ نے

کبھی مجھ سے اُف نہیں کہا، اور میں نے جو کام کیا تو کبھی مجھ سے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اور میں نے جس کام کو ترک کیا تو کبھی مجھ سے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے اس کام کو کیوں ترک کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے۔ اور کوئی ریشم آپ کے ہاتھوں سے زیادہ ملائم نہیں تھا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے بڑھ کر کسی مشک اور عطر کی خوشبو نہیں سونگھی۔ (صحیح مسلم شریف رقم الحدیث ۲۳۳۰)

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، ماسوا جہاد فی سبیل اللہ کے، اور نہ آپ نے کسی خادم کو مارا اور نہ کسی عورت کو۔

(مسلم رقم الحدیث ۲۳۲۸)

تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
ہو گئیں زندگیاں ختم قلم ٹوٹ گئے

یہ چند احادیث آپ کے سامنے پیش کی ہیں ورنہ احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ حضور کے حسن خلق پر موجود ہے۔ ان احادیث سے اندازہ لگائیں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق کتنا بلند تھا۔ حضرت عائشہ سے سوال کیا گیا کہ حضور کے اخلاق کے متعلق بتائیں۔ حضرت عائشہ نے سوال کرنے والے سے پوچھا۔ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔ کہا کیوں نہیں، حضرت عائشہ نے فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا۔ (مسلم کتاب الصلوۃ رقم الحدیث ۷۴۶)

جن چیزوں کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے۔ آپ ان پر عمل کرتے تھے اور جن کاموں سے اللہ تعالی نے منع کیا ہے آپ ان سے باز رہتے تھے۔ اور آپ کی پوری

زندگی قرآن کریم کی عملی تصویر تھی۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی آئینہ ملاحظہ فرماتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ۔

(مشکوۃ ص ۴۳۴)

تعریف اس اللہ کی جس نے میری صورت اور سیرت دونوں ہی کو خوبصورت بنایا۔ کیا شان ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کیا حسن و جمال ہے صورت کا اور کیا کمال ہے سیرت مقدسہ کا۔ کیا خوب فرمایا ہے اعلیٰ حضرت مولنا شاہ احمد رضا خان بریلوی نے۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا
تیرے خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا
شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَکْمَلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُہُمْ خُلُقًا۔ (مشکوۃ ص ۴۳۵)

مومن کامل وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

اس حدیث شریف میں معلوم ہوا کہ ہمیں اپنے اخلاق کو سنوارنا ضروری ہے۔ افسوس کہ آج ہم نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھلا دیا ہے۔

مسجد میں اعرابی کا پیشاب کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے ایک اعرابی آیا اور اس نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا صحابہ کرام جوش غضب میں اس پر جھپٹے تاکہ سزا دیں لیکن حضور پرنو

صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم دیکھیں صحابہ کرام کو روک دیا اور فرمایا اسے پیشاب کر لینے دو۔ جب اعرابی نے اطمینان کے ساتھ پیشاب کر لیا تو رحمۃ اللعالمین نے اس کو اپنے قریب بلایا اور بڑے اخلاق کے ساتھ اسے سمجھایا۔

اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللهِ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ۔

یہ مسجدیں تو صرف ذکر الٰہی اور نماز اور تلاوت قرآن کے لئے بنائی گئی ہیں۔ مسجدیں پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہیں مسجدوں میں پیشاب نہیں کیا کرتے غلاظت اور نجاست نہیں ڈالا کرتے۔ اس کے بعد صحابہ کو فرمایا پانی کا ڈول ڈال کر مسجد دھو دو صاف کر دو۔ (مشکوٰۃ ص ۵۲، بخاری رقم الحدیث ۶۱۲۸)

غور کریں آج کل اگر ایسا واقعہ پیش آتا تو لوگ مار مار کر برا حال کر دیتے لیکن قربان جائیں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ پر کہ غلطی کو معاف کر دیا اور اس کو اس انداز سے سمجھایا کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ایسا اچھا معلم نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ اس کے بعد یہ ہے آپ کا اخلاق کریمانہ۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا
تیری خلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا
شہا تیرے خالق حسن ادا کی قسم
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
ہو گئیں زندگیاں ختم قلم ٹوٹ گئے

حضرت زید بن حارثہ کا اخلاق کریمہ پر فریفتہ ہونا

حضرت زید بن حارثہ کو بچپن میں جب کہ عمر آٹھ سال تھی ڈاکوؤں نے اغوا کر

کے مکہ میں لاکر فروخت کر دیا حضرت حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا۔ حضرت خدیجہ نے حضرت زید کو حضور کی خدمت میں بطور ہبہ پیش کر دیا۔ زید بن حارثہ حضور کے غلام بن کر خدمت کرنے لگے۔ زید کے والدین زید کی جدائی میں ہر وقت تڑپتے رہتے تھے۔ کئی سال تلاش کرتے رہے۔ حاجیوں کے ایک قافلہ والوں نے حارثہ کو بتایا کہ تیرا بیٹا مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہے۔ یہ سنتے ہی حارثہ اپنے بھائی کعب کو ساتھ لے کر مکہ آیا اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹے زید کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ پہلے تو باپ بیٹا گلے مل کر خوب روتے رہے۔

پھر حارثہ نے عرض کی حضور زید میرا بیٹا ہے۔ مجھ سے بچھڑ گیا تھا۔ ہم اس کی جدائی کا صدمہ برداشت نہیں کر سکتے اس کی والدہ بھی بے چین اور بے قرار ہے۔ جتنی قیمت چاہیں لے لیں میرا لخت جگر مجھے عنایت فرما دیں حارثہ کی یہ درد بھری داستان سن کر حضور کا دل جوش میں آ گیا اور ارشاد فرمایا حارثہ مجھے قیمت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اجازت دیتا ہوں۔ اگر زید تمہارے ساتھ جانا چاہے تو چلا جائے پھر آپ نے زید کو بلایا۔ فرمایا زید دیکھو یہ تمہارے باپ ہیں۔ کعب تمہارے چچا ہیں۔ یہ تمہیں لینے آئے ہیں۔ میں خوشی سے تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ تم ان کے ساتھ چلے جاؤ اور اپنے عزیز و اقارب میں جا کر زندگی گزارو۔ زید بن حارثہ حضور کا فرمان سن کر آبدیدہ ہو گئے۔ اور حضور کی خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے والد کو چھوڑ سکتا ہوں۔ چچا کو چھوڑ سکتا ہوں، والدہ کو چھوڑ سکتا ہوں، رشتہ داروں کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن دامن مصطفےٰ ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

والد اور چچا وطن چلے گئے۔

مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر زید کی محبت کا اثر ہوا فوراً زید کا ہاتھ پکڑا حرم کعبہ میں جا کر حطیم کے اندر تشریف لے گئے بھرے مجمع میں اعلان فرمایا۔ یَا مَعْشَرَ اِشْهَدُوْا اَنَّ زَیْدًا اِبْنِیْ۔ اے حاضرین حرم شریف تم سب گواہ ہو جاؤ کہ آج سے زید میرا غلام نہیں رہا بلکہ میں نے اس کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔ مکہ والے سالہا سال انہیں زید بن محمد کہتے رہے۔ جب قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ۔ لے پالک بچوں کو ان کے اصلی باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو۔

اس کے بعد لوگوں نے ان کو زید بن حارثہ کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔ حضور نے اپنی باندی ''اُمِّ ایمن'' کے ساتھ نکاح بھی کر دیا۔ جب ان کا بیٹا اسامہ پیدا ہوا۔ تو ان سے اتنی محبت فرماتے رہے کہ ان کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر صحابہ کرام کے سامنے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

حضرت زید کا حضور کی محبت میں اپنے والدین کو چھوڑ دینا حضور کی محبت میں عزیز واقارب کو چھوڑ دینا حضور کی محبت میں اپنے وطن کو شہر کو چھوڑ دینا کیا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ حضرت زید حضور کے ''خلق عظیم'' پر کس قدر فریفتہ تھے۔ سب کچھ چھوڑ دیا لیکن دامن مصطفےٰ نہیں چھوڑا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

طائف میں تبلیغ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ملاحظہ فرمایا کہ موجودہ حالات میں مکہ کی فضا میں اسلام کا شجر بار آور نہیں ہو سکتا تو آپ مایوس نہیں ہوئے بلکہ تبلیغ کے لئے شوال کے مہینے میں طائف تشریف لے گئے جو مکہ سے ایک سو بیس میل کے فاصلے پر تھا اس سفر میں آپ کے غلام حضرت زید بن حارثہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ یہاں پہنچ کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا سلسلہ شروع فرمایا۔ طائف والوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ دین اسلام کے بنیادی عقائد سے آگاہ فرمایا۔ لیکن کسی فرد کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس دعوت حق کو قبول کرے۔ اس نبی دعوت پر لبیک کہے۔ حضور کی غلامی اختیار کرے۔ بلکہ بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا اور کہا ہمارے شہر سے فوراً نکل جاؤ۔ نوخیز چھوکروں کو حضور کے پیچھے لگا دیا۔ جلوس کی شکل میں اکٹھے ہو گئے۔ اور حضور کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ یہ نوجوان لڑکے آپ پر آوازے کستے، پھبتیاں کستے، گالیاں دیتے، اپنے بتوں کے حق میں نعرے لگاتے۔ حضور کو پتھر مارتے ان ظالموں کی سنگ باری سے حضرت زید بن حارثہ بھی زخمی ہو گئے اور حضور کے قدم مبارک بھی لہولہان ہو گئے۔ خون بہنا شروع ہو گیا۔ پتھر بھی برساتے قہقہے بھی لگاتے۔ جب آپ شہر طائف سے باہر نکلے تو دل اس ظالمانہ سلوک سے بے حد مغموم تھا۔ سارا جسم زخموں سے چور چور تھا۔ پاؤں مبارک سے خون بہہ رہا تھا۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے وہ گفتگو سن لی ہے جو آپ کی قوم نے آپ سے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کی خدمت اقدس میں بھیجا ہے۔ آپ جو حکم اسے دیں وہ بجا لائے گا۔ پہاڑوں کے فرشتہ نے آگے بڑھ کر۔ سلام عرض کیا پھر عرض کی مجھے

اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ جو آپ حکم دیں گے میں اس کی تعمیل کروں گا۔ اگر آپ حکم دیں دونوں پہاڑوں کے درمیان ان کو پیس کر رکھ دوں کوئی ظالم، مشرک بت پرست نہ بچے سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ تباہ و برباد ہو جائیں۔

حضور رحمۃ اللعالمین نے فرمایا میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔ پتھر مارنے والوں کے لئے دعا فرمائی۔ بددعا نہیں فرمائی۔ آپ جانتے تھے یہ نا سمجھ ہیں، انہیں شعور نہیں ہے، دعا کی: اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمَنَا ۔

اے اللہ ہماری قوم کو ہدایت عطا فرما۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اے میرے پروردگار آمرزگاران کو معافی دی
نہ کر ان کی خطاؤں کو شمار ان کو معافی دے
الٰہی رحم کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر
الٰہی رحم کر ان پر انہیں نور ہدایت دے
الٰہی فضل کر ان پر انہیں چشم بصیرت دے

پھر دنیا نے دیکھا طائف میں دین اسلام کا نور بالآخر پھیل کر رہا۔

حضور نے بددعا نہیں فرمائی۔ بلکہ فرمایا!

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۹)

بے شک میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

فتح مکہ کے موقع پر اخلاقِ حسنہ کی ایک جھلک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فاتحانہ انداز سے مکہ میں داخل ہوئے حضور پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والے آج سامنے حاضر ہیں۔ سرور عالم کو شاعر اور کذاب کہنے والے آج سامنے حاضر ہیں حضور پر نور کو ساحر اور مجنوں کہنے والے آج سامنے حاضر ہیں شعب ابی طالب میں محصور رکھنے والے آج سامنے حاضر ہیں، حضور کو جبراً مکہ سے جلا وطن کیا تھا آج سامنے حاضر ہیں مسلمانوں کی جائیداد پر جنہوں نے غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا آج سامنے حاضر ہیں۔ حضور کے چچا حضرت امیر حمزہ کو جنہوں نے شہید کیا تھا آج سامنے حاضر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے دس ہزار کا لشکر جرار لے کر حملہ کیا تھا وہ آج سامنے موجود ہیں۔ ان کے جسم کانپ رہے ہیں۔ زبانیں گنگ ہو چکی ہیں۔ حضور کو مکمل فتح ہو چکی ہے۔ اور مکہ کی فضاؤں میں اسلام کا پرچم لہرا رہا ہے۔

اس موقع پر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے دشمنوں سے ایک سوال پوچھا جس نے ان پر لرزہ طاری کر دیا فرمایا! اے گروہ قریش تمہارا کیا خیال ہے آج میں تم سے کیسا سلوک کرنے والا ہوں؟ انہوں نے عرض کی ہم حضور سے خیر کی امید رکھتے ہیں۔ نَبِیٌّ کَرِیْمٌ وَّاَخٌ کَرِیْمٌ وَّابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ وَّقَدْ قَدِرْتَ .

آپ کریم نبی ہیں، کریم بھائی ہیں اور ہمارے کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آج آپ کو قدرت و اختیار بھی عطا فرمایا ہے۔ دریائے رحمت جوش میں آیا اور ارشاد فرمایا! آج تمہیں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ط اِذْهَبُوْا وَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ .

آج میری طرف سے تم پر کوئی گرفت نہیں۔ چلے جاؤ میری طرف سے تم آزاد ہو۔

سبحان اللہ کیا شان ہے اخلاق حسنہ کی کہ جان کے دشمنوں پر پورا پورا قابو پا کر بھی معاف کر دیا۔

سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے دشمنوں کو بھی قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس کے دم سے یہ دنیا سلامت ہے
سلام اس پر کہ جو سب کے لئے رحمت ہی رحمت ہے

مہمان کے ساتھ حسن سلوک

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چند مہمان آئے۔ صحابہ کرام کو آپ نے فرمایا ہر شخص ان میں سے ایک ایک مہمان اپنے ساتھ لے جائے۔ صحابہ کرام ایک ایک مہمان اپنے گھر لے گئے۔ ان میں ایک مہمان بہت کھاتا تھا اسے کوئی بھی ساتھ نہ لے گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ اسے کھانا پیش کیا دودھ پینے کے لئے دیا۔ وہ سب کچھ کھا گیا۔ یہاں تک کہ اہل بیت کے حصہ کا کھانا بھی کھا گیا۔ حضور نے رات کو ایک حجرے میں اس کو سلا دیا۔ اہل بیت کی ایک کنیز نے اس حجرے کا دروازہ بند کر کے باہر سے کنڈی لگا دی۔ آدھی رات کا وقت ہوا تو اس کے پیٹ میں گڑبڑ شروع ہو گئی۔ اور اسے بڑے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ اس نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو دیکھا دروازہ بند ہے۔

پھر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں ہے۔ جنگل دیکھ کر اس نے بڑا پیشاب کر دیا۔ جب بیدار ہوا تو دیکھا بستر خراب ہو چکا ہے۔ بڑا گھبرایا۔ پریشان

ہو گیا۔ صبح کا انتظار کرنے لگا۔ جب صبح کو دروازہ کھلا تو فوراً جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ بستر خراب ہو چکا ہے۔ تو سرکار مدینہ نے حسن اخلاق دیکھیں اس خراب بستر کو خود دھویا۔ اس مہمان کافر کو یاد آیا کہ میرا تعویز حجرے میں رہ گیا ہے۔ وہ اپنے تعویز کے لئے واپس آیا۔ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کی ناپاکی غلاظت حضور خود اپنے مبارک ہاتھوں سے دھو رہے ہیں۔ حضور کی بارگاہ میں عرض کی حضور آپ نے بستر دھو کر میرے دل کو دھو دیا ہے مجھے کلمہ پڑھایئے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضور کے حسن اخلاق کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (فیضان سنت)

یہودی نے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر کلمہ پڑھ لیا

حضرت زید بن سعنہ پہلے یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ مبلغ تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجوروں کا سودا کیا معاہدے کے مطابق کھجوریں دینے کی مدت میں ابھی دو دن باقی تھے۔ زید بن سعنہ نے دامن اقدس بھرے مجمع میں پکڑ کر تلخ لہجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجوروں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اور خوب شور مچا کر کہا اے محمد تم سب عبدالمطلب کی اولاد کا یہی طریقہ ہے کہ تم لوگ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں دیر لگاتے ہو۔ سخت اور تلخ باتیں کہہ رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا۔ فرمایا اے دشمن خدا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی سخت کلامی کر رہا ہے۔ خدا کی قسم اگر سرکار کا ادب مانع نہ ہوتا تو اسی وقت میں تیری گردن تلوار سے اڑا دیتا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں تو چاہیے تھا کہ مجھے کھجوریں ادا کرنے کی ترغیب دے کر اور اس کو نرمی سے گفتگو کرنے کی ہدایت کر کے ہم دونوں کی مدد کرتے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اے عمر اس کو اس کے حق کے برابر کھجوریں دے دو۔ اور کچھ زیادہ بھی دے دو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حق سے زیادہ کھجوریں دیں۔ تو زید بن سعنہ نے کہا اے عمر۔ میرے حق سے زیادہ کیوں دے رہے ہو؟ حضرت عمر نے کہا میں نے غضبناک نظروں سے دیکھ کر تجھے خوفزدہ کیا تھا پریشان کیا تھا۔ اس لئے حضور نے تمہاری دلجوئی کے لئے تمہارے حق سے زیادہ مجھے کھجوریں دینے کا حکم دیا ہے یہ سن کر زید بن سعنہ نے کہا اے عمر پہچانتے ہو میں کون ہوں۔ میں زید بن سعنہ ہوں۔ حضرت عمر نے کہا وہی زید بن سعنہ جو یہودیوں کا بہت بڑا عالم ہے۔ اس نے کہا جی ہاں یہ سن کر عمر بن خطاب نے کہا پھر تم نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی تلخی بدمزاجی اور بے ادبی کیوں کی۔ زید بن سعنہ نے جواب دیا کہمیں نے توارات میں جتنی علامتین نبی آخرالزمان کی پڑھیں تھیں۔ ان سب کو میں نے حضور میں موجود پایا۔ مگر دو اور علامتوں کے بارے میں مجھے امتحان کرنا باقی تھا، ایک یہ کہ نبی آخرالزماں کا حلم نرمی جہالت پر غالب رہے گا۔ اور دوسرا یہ کہ ان کے ساتھ جس قدر زیادہ جہالت کا برتاؤ کیا جائے گا اسی قدر ان کا حلم بڑھتا جائے گا۔ لہٰذا اس طرح میں نے ان دونوں نشانیوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھ لیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں آپ برحق ہیں۔ اور اے عمر میں بہت مالدار آدمی ہوں اور تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدھا مال سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر صدقہ کر دیا۔ پھر زید بن سعنہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ (دلائل النبوۃ)

یہ صدقہ ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر کافر بھی مسلمان ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ وہ بتائیں ان دشمنان اسلام کو کون سی تلوار نے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا تھا۔ یہ سب صدقہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا۔

صفوان بن امیہ مسلمان ہو گیا

عمیر بن وہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی اے اللہ کے حبیب صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے اور یہاں سے بھاگ گیا ہے۔ تاکہ سمندر میں کود کر غرق ہو جائے اور اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے۔ میری التجا ہے کہ آپ اس کو امان دے دیں۔ اس رحیم و کریم آقا نے اسلام کے بدترین دشمن کے بارے میں فرمایا جاؤ صفوان کو جا کر خوشخبری سناؤ کہ میں نے اس کو امان دے دی ہے۔ عمیر بن وہب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی نشانی عطا فرمائیں اللہ کے حبیب نے اپنا نورانی عمامہ شریف اتار کر عمیر کو دیا۔ اور فرمایا یہ لے جاؤ میرا عمامہ اور جا کر صفوان کو بتلا دو۔

جب عمیر اس کے پاس پہنچا وہ سمندر میں کودنے کی تیاری کر رہا تھا۔ عمیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ شریف دکھایا اب اسے تسلی ہوئی اور عمیر کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔ فرمایا اس نے تجھے سچ بتایا ہے۔ صفوان نے عرض کی مجھے غور وفکر کرنے کے لئے دو ماہ کی مہلت دیں۔ حضور نے فرمایا تمہیں چار ماہ تک مہلت ہے۔ تم خوب سوچ بچار کر لو۔ اپنی خوب تسلی کر لو۔ چار ماہ کی مدت ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ پہلے ہی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

کہتا تھا جب تک مسلمان نہ ہوا تھا حضور کے بارے میں میرے دل میں سب سے زیادہ عداوت تھی دشمنی تھی لیکن مسلمان ہونے کے بعد ساری مخلوق سے مجھے حضور زیادہ محبوب ہیں۔

عکرمہ بن ابی جہل کا اسلام قبول کرنا

عکرمہ بن ابی جہل بھاگ کر یمن چلا گیا۔ اس کی بیوی ام حکیم مسلمان ہو چکی تھی۔ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ عکرمہ ڈر کر یمن بھاگ گیا ہے۔ مہربانی فرمائیں اور اسے امان دے دیں۔ حضور نے فرمایا! اس کو امان دیتا ہوں۔ اس کی بیوی تلاش میں نکلی۔ عکرمہ کو کہا میں اللہ کے رسول سے تمہارے لئے امان لے کر آئی ہوں۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ واپس آیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عکرمہ کو دیکھا تو فرط مسرت سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور اپنی چادر اتار کر اس پر ڈال دی فرمایا: مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرُ۔ خوش آمدید۔ اے ہجرت کرنے والے سوار۔ عکرمہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اسلام لانے کے بعد عکرمہ نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے جہاد کرتے گزار دی۔

بڑے بڑے کافروں کا اسلام قبول کر کے حضور کا غلام بن جانا یہ صدقہ ہے حضور کے خلق عظیم کا۔

مائی مسلمان ہوگئی

ایک بوڑھی عورت مکہ میں رہتی تھی ایک دن اپنا سامان باندھ کر جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ سامان کی گٹھڑی بڑی بھاری تھی۔ حضور نے ارشاد فرمایا مائی کدھر کا ارادہ ہے۔ مائی نے کہا بیٹا تجھے پتہ نہیں مکہ میں ایک شخص نے اعلان نبوّت کیا ہے وہ ہمارے لات وعزیٰ کو برا بھلا کہتا ہے بتوں کے خلاف تقریریں کرتا ہے۔ بتوں

کے خلاف نفرت پھیلاتا ہے۔ میں اپنے ایمان اور عقیدے کو بچانے کے لئے مکہ سے جا رہی ہوں لیکن سامان اٹھانے والا کوئی نہیں۔ فرمایا مائی میں جو ہوں جس کا کوئی نہ ہو۔ اس کا میں ہوتا ہوں۔ مائی کا سامان اٹھالیا۔ اور چل دیئے۔ جب منزل مقصود پر پہنچ گئے تو مائی کا سامان اس کے سپرد کیا اور واپس آنے لگے۔ تو مائی بہت خوش ہوئی۔ اور کہا بیٹا تو تو بہت نیک ہے۔ جاتے وقت اپنا نام ہی بتا دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا مائی جس سے بھاگ کر مکہ چھوڑ کر اتنی دور دراز آئی ہو میں وہی محمد آخر الزماں پیغمبر ہوں۔ مائی اس وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔ یہ ہے آپ کا اخلاق حسنہ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فبما رحمة من الله لنت لهم و لو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك۔ (آل عمران آیت ۱۵۹)

یعنی اے محبوب: آپ خدا کی رحمت کے سبب سے تمام مخلوق کے لئے نرم خو اور خوش اخلاق ہوگئے اور اگر آپ بد اخلاق اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے بکھر جاتے۔

چنانچہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کی وجہ سے بڑے بڑے دشمنان اسلام مسلمان ہو گئے اور خادم اسلام بن گئے پھر ایسا ان پر اسلام کا رنگ چڑھا کہ سب کچھ اسلام پر قربان کر دیا۔ اسلام ہی کے ہو کے رہ گئے۔ عفو و کرم، خوش روئی، ملنساری، حلم وحیا، جود وسخا، صبر و رضا، مروت، محبت، تواضع، انکساری، یہ تمام نیک اور اچھی خصلتیں آپ کے اندر موجود تھیں۔

ایک جنگ سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر قیام فرمایا ایک

درخت کے نیچے آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے اور اپنی تلوار درخت کیساتھ لٹکا دی۔ ایک کافر نے تلوار ہاتھ میں لے کر اچانک آپ پر حملہ کر دیا اور کہا بتائیں اب آپ کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ فرمایا اللہ کچھ اس انداز سے فرمایا کہ کافر پر لرزہ طاری ہو گیا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئی۔ حضور نے تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا اب بتا میری تلوار سے تجھے کون بچائے گا۔ کانپنے لگ گیا جان کے لالے پڑ گئے۔ اور کہا اب تو میں نہیں بچ سکتا حضور رحمۃ اللعالمین نے فرمایا جاؤ میں نے تجھے خدا کے لئے معاف کر دیا اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی وہ کافر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور جنت کا حقدار بن گیا۔

ہمارے ساتھ اگر کوئی ایسی حرکت کرے ہم تو اس کے پورے خاندان کو ختم کر دینگے۔ ہمیں تو کوئی گالی دیدے ہم تو اسے قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہم کسی کو معاف کرنے کے لئے تیار ہی نہیں۔ انتقام لے کر بھی ہمارا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اپناؤ اور معاف کر دینا اپنی عادت بناؤ۔ رحم کرنا اپنی عادت بناؤ۔ بڑوں کی عزت کرنا اپنی عادت بناؤ۔ چھوٹوں پر شفقت کرنا اپنی عادت بناؤ۔ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا اس کا حبیب بھی راضی ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام کے سردار ہیں خاتم الانبیاء ہیں اللہ کے حبیب ہیں معراج کے دولہا ہیں بلند مرتبہ ہونے کے باوجود تواضع کو اختیار فرمایا۔ صحابہ کرام کے ساتھ اتنی شفقت اور محبت فرماتے کہ ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ سرکار میرے ساتھ زیادہ محبت فرماتے ہیں۔ حضور اپنے صحابہ کا کنیت کے ساتھ نام

پکارتے۔ عرب میں کنیت کے ساتھ پکارنا عزت سمجھا جاتا ہے اگر کوئی شخص حضور کو پکارے تو حضور جواب میں لبیک فرماتے کوئی شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ اس کی بے حد عزت فرماتے۔

ایک مرتبہ آپ حجرہ شریف میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین زیادہ تعداد میں خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ حجرہ سارا بھر گیا۔ بیٹھنے کی کوئی جگہ باقی نہ تھی۔ حضرت جریرآئے تو حضور نے اپنی چادر مبارک لپیٹ کر ان کی طرف پھینک دی اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ آج کل کوئی پیر یا استاد یا کوئی خطیب اس طرح کرتا ہے اس صحابی کے بھی قربان جائیں۔ اس صحابی نے چادر کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور چادر کو چوما۔ اور رونے لگ گئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ میں اس قابل نہیں کہ آپ کی چادر مبارک پر بیٹھوں اللہ تعالیٰ آپ کی عزت وتکریم میں اور اضافہ کرے۔ اور چادر کو تہ کر کے واپس کر دیا۔

اعلیٰ حضرت مولنا شاہ احمد رضا خاں کیا خوب فرماتے ہیں۔

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

حسن اخلاق کسے کہتے ہیں کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسن اخلاق کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ٥ اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ (ترجمہ کنزالایمان الاعراف۔ آیت ۱۹۹)

پھر سرکار مدینہ نے ارشاد فرمایا حسن خلق یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کرے۔ جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کرے اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کردے۔ (مکاشفۃ القلوب)

سب سے وزنی عمل

قیامت کے دن میزان عمل میں سب سے وزنی عمل حسن اخلاق ہوگا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن مومن کے میزان عمل میں سب سے زیادہ وزنی عمل ''اچھے اخلاق'' ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فحش کلامی کرنے والے بے حیا آدمی کو بہت ہی ناپسند فرماتا ہے۔

بداخلاق بدبخت ہے

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدبختی کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''بداخلاقی'' بداخلاقی کی وجہ سے اعمال تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ اپنے اعمال کو برباد ہونے سے بچائیں۔ سرکار مدینہ نے ارشاد فرمایا۔ بداخلاقی عمل کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

حلم وکرم

جنگ حنین کے موقع پر بہت سے اعرابیوں نے آپ کو گھیر لیا۔ اور مال طلب کرنے لگے۔ ایک اعرابی آپ کی چادر مبارک کھینچ کر بھاگا' آپ اس جاہلانہ حرکت پر ناراض نہیں ہوئے' بلکہ نہایت اچھے انداز سے فرمایا: ''لوگو! میری چادر تو مجھ کو دے دو اور تم لوگ اس بات کا یقین رکھو کہ اگر ان جھاڑیوں کی تعداد میں بھی مویشی ہوتے تو وہ سب میں تم لوگوں میں تقسیم کر دیتا اور اس کے بعد تم لوگ نہ مجھ کو بخیل پاؤ گے' نہ جھوٹا' نہ بزدل۔ (بخاری ج ا ص ۴۴۶)

آپ کی سخاوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ مالِ غنیمت آتا' یہاں تک کہ مسجد نبوی بھر جاتی۔ جب آپ تقسیم کرنے کے لیے بیٹھتے تو اس وقت تک نہ اُٹھتے جب تک سارا مال تقسیم نہ ہو جاتا۔ اپنے گھر کا یہ حال تھا کہ مصلّٰی پر نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہو چکے ہیں' لیکن ایک دم مسجد سے اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے اور پھر جلد ہی واپس تشریف لائے۔ صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ گھر میں تھوڑا سا سونا رہ گیا تھا تو مجھے یہ پسند نہیں آیا کہ ذرا سا سونا بھی میرے گھر میں رات بھر رہ جائے۔ اس لیے میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔ جو بھی سائل آیا کبھی خالی نہیں گیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں: ؎

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: کسی نبی کو دنیا والوں نے اتنی تکلیفیں نہیں دیں، جتنی مجھے دی ہیں۔

قریش مکہ نے ظلم وستم کا وہ کون سا پہاڑ تھا جو آپ پر نہیں توڑا' آپ پر پتھروں کی بارش کی گئی' پورے خاندان کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا' حرم شریف میں نماز کی حالت میں آپ کی پشت پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی گئی' آپ پر کئی مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے' دانت مبارک شہید کر دیا گیا' پیشانی اور رخسار پر گہرے زخم لگائے' آپ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں ہوتی رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مصیبتوں پر صبر فرماتے رہے' آنے والے لوگ آپ کے صبر کو دیکھ کر سبق حاصل کرتے رہیں گے۔

الغرض! اخلاق حسنہ کے جس گوشہ پر بھی نظر ڈالیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اخلاق کی ایسی عظیم اور بلند منزل پر نظر آئے گی کہ آسمانوں کی رفعتیں بھی اسے جھک جھک کر سلام کرتی نظر آئیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝

اور بے شک آپ ضرور عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاقِ نبوت پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلٰثَةِ اَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّمْسَحَهَا ۔(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مشکوٰۃ، کتاب الاطعمۃ، ص ۳۶۳)

ترجمہ: روایت ہے حضرت کعب بن مالک سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور پونچھنے سے پہلے اپنا ہاتھ چاٹ لیتے تھے۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم روٹی کا لقمہ تین انگلیوں سے کھاتے تھے، انگوٹھا، کلمہ کی انگلی، بیچ کی انگلی۔ سنت یہی ہے کہ روٹی ان تین انگلیوں سے ہی کھائے۔ بلاضرورت زیادہ انگلیاں استعمال نہ کرے، چاول تو بغیر پانچ انگلیوں کے کھائے جا سکتے ہی نہیں، اس لیے پانچوں انگلیوں سے ان کا لقمہ بنایا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے انگلیاں چاٹتے تھے پھر رومال سے پونچھتے تھے، پھر دھوتے تھے، اب بھی ایسا کرنا سنت ہے۔ جن روایات میں پانچ انگلیوں سے کھانا برا ہے وہاں یا پتلی چیز کا کھانا مراد ہے، یا وہ عمل کبھی کبھی تھا، یہاں جواز کے لیے ہے۔ بہر حال سنت یہ ہے جو یہاں بیان ہوا۔

تیسرا خطبہ

شبِ براءت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

حٰمٓ ○ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ○ اِنَّـآ اَنْزَلْنٰـہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰـرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ○ فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ○

(پ۲۵ع۱۴، سورۃ الدخان آیت ۱تا۴)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

حٰمٓ: یہ حروف مقطعات میں سے ہے اس کا معنی اللہ جانے اور اس کا رسول جانے۔ ہمیں اس کا معنی نہیں بتایا گیا یہاں تک کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی پتہ نہیں یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان راز کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے راز و نیاز کی گفتگو فرماتا ہے۔ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ قسم ہے اس روشن کتاب کی۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ۔ بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اُتارا۔ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔

لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ: بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں اس سے مراد رمضان شریف کی لیلۃ القدر ہے۔ اور بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں اس سے مراد شعبان کی پندرھویں رات ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۔ ہم ڈرسنانے والے ہیں آدمی دو طریقوں سے سبق حاصل کرتا ہے یا تو نرمی سے بات کی جائے تو فائدہ حاصل کرتا ہے اور بعض طبیعتیں نرمی سے نہیں مانتی سختی سے مانتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے۔ ہم ڈرسنانے والے ہیں گناہ کرو گے۔ نافرمانی کرو گے تو سزا ملے گی۔ عذاب ہوگا اور اگر فرمانبرداری کرو گے تو جزا ملے گی اجر ملے گا ثواب ملے گا۔ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اس رات میں ہر حکمت والا کام تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

شبِ براءت کا معنی

شب کے معنی فارسی میں رات کے ہیں اور براءت عربی کا لفظ ہے جس کے معنی لغت میں پاکیزگی اور بری ہونے اور نجات پانے اور چھٹکارا حاصل کرنے کے

ہیں۔ عرف عام میں اسے شب برأت کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس رات میں بے شمار گنہگاروں کی بخشش ہوتی ہے۔ گنہگار انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں دوزخ سے بری ہوتے ہیں۔ اس لئے اس رات کو شب برأت کہتے ہیں یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے۔

شب برأت کے نام

شب برأت کے چار نام ہیں۔

(۱) لَیْلَۃُ الْمُبَارَکَۃِ : برکت کی رات

(۲) لَیْلَۃُ الرَّحْمَۃِ : رحمت کی رات

(۳) لَیْلَۃُ الصَّکِ : نجات کا چک ملنے والی رات

(۴) لَیْلَۃُ الْبَرَاءَۃِ : نجات والی رات (تفسیر روح المعانی)

چنانچہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا وَصُوْمُوْا یَوْمَھَا فَاِنَّ اللہَ تَبَارَکَ تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرُ لَہٗ اَلَا مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقُہٗ اَلَا مِنْ مُّبْتَلیً فَاُعَافِیْہِ اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا حَتّٰی یُطْلَعَ الْفَجْرِ ۔ (ابن ماجہ مشکوۃ ص ۱۱۵)

شعبان کی پندرھویں رات کو قیام کرو اور دن کا روزہ رکھو اللہ تعالیٰ کی تجلی غروب آفتاب کے بعد آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں کیا ہے کوئی رزق مانگنے والا جو مجھ سے رزق طلب کرے اور میں اسے رزق عطا کروں کیا

ہے مصیبت زدہ جو مجھ سے مصیبت دور کرنے کے لئے کہے اور میں اس کی مصیبت کو دور کر دوں۔ اسے عافیت بخشوں؟ کیا ہے کوئی بیمار جو مجھ سے شفا طلب کرے اور میں اسے شفاء دوں کیا ہے کوئی ایسا کیا ہے کوئی ایسا۔ اس قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شب برأت میں طویل سجدہ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اٹھ کر نفل پڑھنے شروع کیے اور بہت لمبا سجدہ کیا اور اتنا لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی ہے اور آپ کا انتقال ہو گیا ہے میں نے جب یہ حال دیکھا تو میں گھبرا کر اٹھی اور جا کر آپ کے پائے اقدس کا انگوٹھا پکڑ کر زور سے ہلایا تو وہ ہلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرکت فرمائی تو میں لوٹ آئی جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ اے عائشہ کیا تم کو یہ گمان ہو گیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیری باری میں تیرے ساتھ وفادارانہ سلوک نہ کریں گے۔ فرمایا جو تیرا خیال ہے وہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔ لیکن آپ کے طویل سجدہ نے مجھے وفات کے خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔

آپ کے دیر تک سجدے میں پڑے رہنے کی وجہ سے میں یہ سمجھنے لگی تھی کہ آپ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ یہ کونسی رات ہے میں نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا اے عائشہ یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے اس

رات میں عام بخشش ہے۔ بے شمار لوگوں کی بخشش ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنے بندوں پر لطف و کرم کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور رحم چاہنے والوں پر رحم فرماتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو اپنی رحمت سے ٹالے رکھتا ہے۔ جیسے وہ لوگ اللہ سے دور ہیں اسی پر رکھتا ہے۔

(بیہقی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے۔ (درۃ الناصحین)

شعبان کی پندرھویں رات فرشتوں کو آئندہ پورے سال کے لئے از سر نو آرڈر دے دیئے جاتے ہیں اس رات کو پورے سال بھر کی اموات کا رجسٹر ملک الموت حضرت عزرائیل کے سپرد کر دیا جاتا ہے اس میں نام لکھا ہوتا ہے۔ جگہ لکھی ہوتی ہے۔ موت کا وقت لکھا ہوتا ہے فلاں آدمی نے کس وقت کس جگہ مرنا ہے۔

آدمی یہاں مکان تعمیر کرنے، شادی کرنے اور دوسرے دنیاوی کاموں میں مشغول ہوتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں ہوتا ہے۔

سونے والے رب کو سجدہ کر کے سو
کیا خبر اٹھے نہ اٹھے صبح کو

شب برأت میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں کی برسات ہوتی ہے۔ یہ رات ہمارے گناہوں کو بخشوانے والی اور ہماری ساری ضروریات کو پورا کرنے کے انتظامات کرنے والی رات ہے۔ یہ وہ مبارک رات ہے کہ عطا خدا نے کی ہے اور اس کی نشان دہی سرکار مدینہ نے کی ہے۔ اس رات پر جتنا یقین ہوگا اتنا ہی حضور کے ساتھ تعلق ہوگا۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں باقی راتیں وہ ہیں جن میں آدھی رات کو رحمت کا ایک دروازہ کھلتا ہے جس سے ولی، غوث، قطب، زاہد، عابد جو آدمی رات کو جاگتے ہیں وہ رب تعالیٰ کی رحمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن شب برأت میں آدھی رات تک انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ شب برأت میں شام ہوتے ہی رحمت کے تین سو دروازے کھل جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہ تین سو دروازے حضور کے گنہگار امتیوں کے لئے کھلتے ہیں۔ عابدوں زاہدوں کے لئے آدھی رات کو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ اور گنہگاروں کے لئے شب برأت میں تین سو دروازے کھلتے ہیں۔ باقی راتوں میں گنہگار عرض کرتے ہیں یا اللہ گناہ معاف کر دے۔ یا اللہ میری پریشانیاں دور کر دے۔ یا اللہ مجھے رزق عطا کر دے میرے حال پر رحم فرما دے باقی راتوں میں بندے مانگتے ہیں وہ بے نیاز ہے چاہے قبول کرے چاہے قبول نہ کرے۔ لیکن شب برأت میں دعا قبول کرنے والا خود کہتا ہے' ہے کوئی مانگنے والا میں اسے عطا کر دوں۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ آسمانوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ جنتوں کے دروازے کھلتے ہیں رحمت بارش کی طرح برتی ہے ادھر کوئی ڈرامے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ کوئی ناچ دیکھ رہا ہوتا ہے' کوئی فلمیں دیکھ رہا ہوتا ہے کوئی کلبوں میں شراب پی رہا ہوتا ہے، کوئی آتش بازی چلا رہا ہوتا ہے کوئی گانے سن رہا ہوتا ہے کوئی ڈاکے ڈال رہا ہوتا ہے، کوئی بدکاری میں مبتلا ہوتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہرو منزل ہی نہیں

آتش بازی ویسے ہی برا کام ہے، اسلام دشمنوں کا کام ہے پاکیزہ اور بابرکت رات میں آتش بازی چلانا نہایت بدنصیبی ہے، بدبختی ہے۔

خدائی رات ہو اور انجمن کو آگ لگے
الٰہی رسم و رواج وطن کو آگ لگے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم آیت ٦)

اپنے آپ کو بھی بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی بچاؤ دوزخ کی آگ سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ كَانَ بِشِقِّ تَمْرَةٍ ۔

آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا دیکر ہی سہی۔

خدا نے بھی روکا ہے مصطفٰے نے بھی روکا ہے۔ خبردار آگ سے مت کھیلو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

کل قیامت کے دن پل صراط سے مومن گزرنے لگے گا نیچے سے دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہوگی۔ وہ دوزخ کی آگ پکار اٹھے گی امام الانبیاء کے امتی جلدی سے گزر جا کہیں ایسا نہ ہو تیرے ایمان کا نور مجھ کو بجھا کر نہ رکھ دے۔

اندازہ کرو تمہارے نور ایمان میں اتنی قوت اور طاقت ہے کہ دوزخ کی آگ بھی ڈرتی ہے آج تم شیطان کے اشاروں پر چل کر آگ سے کھیل رہے ہو۔ آتش بازی چلانا ویسے ہی جرم ہے۔ گناہ ہے۔ اور اس مقدس رات میں آتش بازی چلانا اپنے لئے دوزخ کے دروازے کھولنے کے مترادف ہے۔ وقت خراب ہوتا ہے پیسا ضائع ہوتا ہے۔ قرآن پاک نے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔

مسلمان شیطان کا بھائی نہیں مدینے والے کا غلام ہے۔

یہ مقدس رات ہے، خدائی رات ہے، بابرکت رات ہے اللہ کی رحمت پورے جوش پر ہوتی ہے۔ عطا پورے جوش پر ہوتی ہے۔

باقی راتوں میں فرشتے اعلان کرتے ہیں ہے کوئی بخشش مانگنے والا لیکن شب برأت میں اللہ تعالیٰ خود اعلان کرتا ہے۔ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ ہے کوئی گنہگار، ہے کوئی سیاہ کار، ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کے گناہ بخش دوں هَلْ مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقُهٗ لَهٗ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ اسے رزق عطا کردوں۔ ہے کوئی اولاد مانگنے والا، ہے کوئی جنت مانگنے والا آج اسے جنت عطا کر دوں۔ ہے مصیبت میں مبتلا کہ اسے عافیت دوں۔ ساری رات یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ اعلان ہوتا رہتا ہے۔

تیرے کرم سے اے کریم کون سے شی ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں
پچھلی راتیں رحمت رب دی کرے بلند آوازہ
بخشش منگن والیاں کارن کھلا ہے رحمت دا دروازہ

شب برأت میں کیا ہوتا ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يَعْنِيْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِيْهَا اَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا اَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَفِيْهَا تَنْزِلُ اَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثَلٰثًا قُلْتُ وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى هَامَتِهٖ فَقَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ

يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ يَقُوْلُهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ۔

(رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر مشکوٰۃ ص ۱۱۵)

حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ فرمایا کیا تم جانتی ہو اس رات یعنی پندرھویں شعبان میں کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کیا ہے؟ تو فرمایا اس رات میں اس سال پیدا ہونے والے انسان لکھ دیے جاتے ہیں اور اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور ان کے رزق اتارے جاتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جائے گا تو آپ نے تین بار فرمایا کہ کوئی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جا سکتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی نہیں تو آپ نے اپنا ہاتھ شریف اپنے سر پر رکھا اور فرمایا میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں چھپائے تین بار فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ أَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ رَزِيْنٌ مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ ۔

(مشکوٰۃ ص ۱۱۴)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گم پایا۔ دیکھا کہ آپ جنت البقیع میں تھے تو آپ نے فرمایا کیا تم اس سے خوف کرتی تھیں کہ تم پر اللہ اور رسول ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے تو قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ کو بخش دیتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) رزین نے یہ بھی زیادہ کیا کہ جو آگ کے مستحق ہو چکے ہیں۔

عرب میں بکریاں پالنے کا بہت رواج تھا۔ ہر قبیلہ میں بہت بکریاں تھیں لیکن قبیلہ بنی کلب کی بکریاں سب سے زیادہ تھیں ظاہر ہے ان پر بال بھی زیادہ ہوں گے۔ بکری کے بالوں کو شمار کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ شب براٴت میں بے شمار لوگوں کو بخش دیتا ہے۔ انہیں جہنم سے آزاد کر کے جنت کا حقدار بنا دیتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ ہٰذِہٖ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلّٰہِ فِیْھَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ وَّلَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی مُشْرِکٍ وَّلَا اِلٰی مُسْبِلٍ وَّلَا اِلٰی عَاقٍّ لِّوَالِدَیْہِ وَلَا اِلٰی مُدْمِنِ خَمْرٍ ۔ (بیہقی)

میرے پاس جبرائیل علیہ السلام نے آ کر یہ بشارت سنائی کہ یہ شعبان

کی پندرھویں رات ہے اللہ تعالیٰ اس رات میں قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی کی مانند نافرمانوں کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ لیکن مشرک، کینہ ور بدعتی، رشتہ کاٹنے والے، کپڑا گھسیٹ کر چلنے والے، ماں باپ کے نافرمان اور شراب کے عادی کی طرف اس رات میں بھی نگاہ رحمت نہیں فرماتا۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ رات بخشش کی رات ہے یہ رات رحمت کی رات ہے یہ رات گناہوں سے نجات کی رات ہے۔ یہ رات معافی کی رات ہے لیکن کچھ بدبخت اور بدنصیب ایسے بھی ہیں جن کی بخشش اس مقدس رات میں بھی نہیں ہوتی جب تک وہ سچے دل سے توبہ نہ کریں۔ مشرک، کینہ پرور، صلہ رحمی نہ کرنے والا، متکبر، والدین کا نافرمان، شرابی۔

ہمیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے کہیں ان بیماریوں میں ہم تو مبتلا نہیں اگر ہم میں سے کسی میں یہ بیماریاں ہیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل کے ساتھ توبہ کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے محروم نہ رہ جائیں۔

لٹ لئے اج خزانے رب دے اٹھ بے خبراں انجانا
رحمت رب دی جوشاں اندر تے فیر پئے پچھتانا
دنیا منگ لے عقبیٰ منگ لے بھانویں منگ لے عشق ربانا
اعظم جو جی آوے منگ لے اج جو منگیں مل جانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں!

إِنَّ اللهَ تَعَالٰى لیطلع فی لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا لمشرك او مشاحن

(ابن ماجه، احمد) و فی روایة الاثنین مشاحن و قاتل نفس (مشکوٰۃ ۱۱۵)

بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات نظر فرماتا ہے اور اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ پرور کے ایک روایت میں ہے۔ سوائے دو کے ایک کینہ پرور اور دوسرا ناحق قتل کرنے والا۔

بعض روایات میں جادوگر، کاہن، زنا کا عادی، شرابی کا بھی ذکر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رجب میں اس طرح دعا فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ ۔ (مشکوٰۃ ص۱۲۱)

اے اللہ ہمارے رجب اور شعبان میں برکت ڈال دے اور ہمیں رمضان تک پہنچا اور ایک روایت میں ہے۔ شعبان شھری و رمضان شھر اللہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ مہینے تو سارے ہی اللہ تعالیٰ کے ہیں لیکن عطا اپنے محبوب کو کر دیئے ہیں۔

شب برأت ہم کیسے منائیں

مسلمانوں کو چاہئے کہ ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ صلوٰۃ التسبیح پڑھیں۔ نوافل کثرت کیساتھ پڑھیں۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ درود شریف کثرت کیساتھ پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کریں، اپنے لئے دعائیں کریں ملک کے لئے اور تمام عالم اسلام کے لئے دعائیں کریں صدقہ اور خیرات کریں مجالس ذکر منعقد کریں شعبان کی پندرھویں کا روزہ رکھیں۔ اللہ کی بارگاہ میں یہ بھی عرض کریں۔

فضل تیرے دی آس کریماں ہور امید نہ کوئی
صدقہ اپنے پاک نبی دا بخش خطا جو ہوئی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک عابد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک پہاڑ پر سے گزر ہوا جس پر آپ نے ایک سنہری خوشنما پتھر دیکھا۔ جس کی شعائیں آفتاب کی طرح تھیں۔ دیکھ کر متعجب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام اس سے بھی بڑھ کر قدرت کے عجائبات نہ دکھاؤں۔ عرض کی یا اللہ دکھائیں۔ معاً وہ پتھر پھٹ گیا اور دیکھا کہ اس کے اندر محرابی خلا ہے۔ جس میں ایک شخص سبز عصا لئے عبادت الٰہی میں مشغول ہے۔ قریب ہی انگور کی بیل ہے۔ بزرگ نے عرض کیا یہ میری روزانہ کی غذا ہے۔ آپ نے فرمایا اے بزرگ اس گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر کب سے عبادت کر رہے ہو۔ بزرگ نے کہا چار سو سال ہو گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ اس سے بھی افضل کوئی مخلوق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں میرے محبوب حضرت محمد مصطفٰے کا اُمتی شب برأت میں دو رکعت پڑھ لے گا وہ اس کی چار سو سال کی عبادت سے افضل ہو گی۔ (نزہۃ المجالس)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت کیساتھ اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے اپنی محبت عطا فرمائے اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا وقت بڑا قیمتی ہے یہ حضور کا صدقہ ہے ہم دو رکعت نفل پڑھیں پہلی امت کے عابد کی چار سو سال کی عبادت پر غالب ہے۔ یہ فضیلت ہمیں حضور کے صدقے ملی ہے۔

ایک غلام عابد

ایک آدمی نے ایک غلام خریدا غلام نے کہا اے میرے مالک میری تین شرطیں ہیں آپ مجھے فرض نماز سے منع نہیں کریں گے جب وقت ہو جائے۔ آپ دن کو جو چاہے حکم دیں رات کو حکم نہیں کریں گے۔ اپنے گھر میں میرے لئے ایک

کمرہ جدا کر دیں جس میں میرے سوا کوئی دوسرا داخل نہ ہو۔ مالک نے کہا مجھے یہ شرطیں منظور ہیں۔ مالک غلام کو خرید کر اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ تم اپنے لئے ایک کمرہ پسند کر لو چنانچہ غلام نے ایک ٹوٹا پھوٹا کمرہ اپنے لئے پسند کر لیا۔ مالک نے کہا تو نے خراب اور خستہ کمرہ کیوں پسند کیا۔ غلام نے کہا اے میرے مالک کیا تم نہیں جانتے کہ ٹوٹا پھوٹا کمرہ بھی اللہ کی یاد اور اس کے ذکر کی برکت سے باغ بن جاتا ہے۔ چنانچہ وہ غلام دن کو اپنے آقا کی خدمت کرتا اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا کچھ دنوں کے بعد ایک رات کو اس کا مالک گھر میں چلتے ہوئے غلام کے کمرے میں پہنچ گیا تو دیکھا کمرہ روشن ہے اور غلام مصلے پر سربسجود ہے اس کے سر پر آسمان و زمین کے درمیان ایک روشن قندیل لٹک رہی ہے۔ غلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ مناجات کر رہا ہے۔ اے اللہ تو نے مجھ پر مالک کا حق اور دن کو اس کی خدمت لازم کر دی ہے۔ اگر یہ مصروفیات نہ ہوتی تو میں دن رات صرف تیری ہی عبادت میں مصروف رہتا۔ اس لئے اے میرے رب میرا عذر قبول فرما لے مالک اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور وہ روشن قندیل واپس ہوگئی۔ اور کمرے کی چھت مل گئی۔ یہ سارا منظر دیکھ کر مالک واپس آ گیا اور ساری رات کا واقعہ بیوی کو سنایا دوسری رات اپنی بیوی کو ساتھ لے کر غلام کے دروازے پر آیا تو دیکھا کہ غلام سجدے میں پڑا ہے اور قندیل اس کے سر پر ہے وہ دونوں کھڑے ہوئے یہ سب منظر دیکھتے رہے اور روتے رہے۔ آخر کار صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا تم اللہ کے لئے آزاد ہو۔

تا کہ تم جو عذر پیش کر رہے تھے وہ دور ہو جائے اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کر سکو تو غلام نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا

يَا صَاحِبَ السِّرِّ اِنَّ السِّرَّ قَدْ ظَهَرَا
وَلَا اُرِيْدُ حَيَاتِيْ بَعْدَ مَا اشْتَهَرَا

اے صاحب راز راز تو کھل گیا اب راز کھلنے کے بعد میں زندگی نہیں چاہتا۔ پس اسی وقت غلام نیچے گرا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

(مکاشفۃ القلوب)

آج کی رات میں پورے خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو پتہ نہیں پھر زندگی میں موقع ملے نہ ملے۔ شب برأت بڑی مقدس رات ہے۔

بابرکت رات ہے یہ رات اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو لوٹنے والی رات ہے اگر اس رات میں شب بیداری کر لی اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیا تو ہمیشہ زندگی کامیاب ہو جائے گی۔ یہ رات سونے والی نہیں ہے یہ رات جاگنے والی ہے۔ اپنے نصیب کو جگانے والی ہے۔ جو اس رات میں شب بیداری کرتا ہے اور اگر اگلی شب برأت کے آنے سے پہلے فوت ہو جاتا ہے تو اس رات کی شب بیداری کی وجہ سے اس کی قبر قیامت تک منور ہو جائے گی۔ قبر کی وحشت ہیبت دور ہو جائے گی۔ قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔ تاحد نگاہ وسیع ہو جائے گی۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۔ (پ۱۹ ع ۴ آیت ۶۴) اللہ کے بندے تو وہ ہیں کہ جن کی راتیں سجدوں اور قیام میں بسر ہوتی ہیں۔ رات کو عبادت کرنا گڑگڑانا رونا مغفرت طلب کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نشانی ہے۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

حضرت یحیٰ علیہ السلام کا خوف خدا

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحیٰ علیہ السلام بچپن میں بہت رویا کرتے تھے۔ایک دن ایک پہاڑ کی چوٹی پر سر بسجود ہو کر گریہ زاری کر رہے تھے ان کی والدہ تلاش کرتی ہوئی وہاں پہنچ گئیں۔ دیکھا کہ رو رہے ہیں۔ محبت اور شفقت سے ان کا سر اپنی گود میں رکھا۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام نے سمجھا کہ موت کا فرشتہ آ گیا ہے۔ فرمایا تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرو میں اپنی والدہ ماجدہ کی زیارت کر آؤں۔ جونہی حضرت یحیٰ علیہ السلام نے یہ کہا۔ ان کی والدہ ماجدہ بول اٹھیں۔ اے ماں کی جان میں موت کا فرشتہ نہیں ہوں۔ تیری ماں ہوں۔ آؤ میری گود میں آ جاؤ۔ یہ تھوڑا سا کھانا تمہارے لئے لائی ہوں۔ اٹھو اسے کھالو۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام والدہ کے حکم سے سرتابی نہ کر سکے۔ والدہ ماجدہ کے ساتھ گھر آ گئے۔ گھر آ کر انہوں نے پوچھا۔ یحیٰ علیہ السلام بیٹے: تو ابھی بچہ ہے گناہوں سے تو پاک صاف ہے پھر تو کس لئے اتنا روتا ہے گریہ زاری کرتا ہے۔ بیٹے اتنا رویا نہ کر۔ جب والدہ نے یہ بات کہی حضرت یحیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ اماں جان یہ بات درست ہے جو آپ فرما رہی ہیں۔ مگر قیامت کے دن اگر مجھے دوزخ کے شعلوں میں ڈالنے لگیں اور آپ دیکھ رہی ہوں۔ تو کیا آپ مجھے اس عذاب سے نجات دلا سکیں گی۔ والدہ نے جواب دیا نہیں۔ فرمایا تو پھر اماں جان آپ مجھے رونے اور خوف الٰہی سے نہ روکیں کہ آج مجھے اس کا چارہ کرنا چاہئے۔ تا کہ کل قیامت کو اس رسوائی اور ذلت سے بچا جا سکے۔ (اسرار الاولیاء ص ۱۶۷)

خوف الٰہی سے ڈرنے والا نوجوان

ایک نوجوان تھا اس کے دل میں اللہ کا خوف تھا۔ خوف الٰہی سے اتنا ضعیف اور کمزور ہو گیا تھا کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آتا تھا۔ جب رات ہوتی اپنے گلے میں رسی ڈال لیتا تھا اور گھر کی چھت سے اپنے گلے کی رسی کو باندھ لیتا تھا۔ تمام رات گریہ د زاری میں گزار دیتا تھا۔ جب سر سجدے میں رکھتا تھا تو کہتا تھا کہ میں نے بے حد گناہ کیے ہیں اے اللہ قیامت کے دن میرے گناہوں کو اگر خلق خدا کے سامنے پیش کرے گا تو میں اپنا منہ کس طرح ظاہر کر سکوں گا۔ ساری عمر اسی حال میں رہا۔ کبھی راتوں کو گریہ زاری کرتے کرتے بے ہوش ہو جاتا اور جب ہوش میں آتا تو پھر ذکر خدا شروع کر دیتا اسے اپنے جسم و جان کی خبر تک نہ رہتی۔ اس بزرگ نوجوان نے اپنے آپ کو اس سخت محنت میں ڈال رکھا تھا۔ اینٹ کا سرہانہ تھا۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا۔ اپنی بوڑھی والدہ کو قریب بلایا اور کہا اے والدہ محترمہ جس وقت میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے۔ ایک رسی لے کر میری گردن میں ڈالنا اور گھر کے چاروں طرف گھسیٹنا اور کہنا کہ یہ وہ شخص ہے۔ جو اپنے خدا کے حضور سے بھاگتا تھا۔ ایسے شخص کی یہی سزا ہوتی ہے۔ دوسرا میرا جنازہ رات کے وقت باہر نکالنے دینا کیونکہ جو شخص دیکھے گا میرے گناہوں پر افسوس کرے گا۔ تیسرا یہ کہ جب قبر میں رکھا جاؤں تو میرے پاس ٹھہرنا اور میری قبر کو تنہا نہ چھوڑنا کہ کہیں ایسا نہ ہو مجھے عذاب دینا شروع کر دیں۔ ممکن ہے آپ کے قدموں کی برکت اور سینے کی دردمند آہوں سے میری بخشش ہو جائے۔ یہ وصیت کی اور وصال پا گیا۔ اس کی ماں حسب وصیت گردن میں رسی ڈالنے لگی۔ گھر کے کونے سے آواز آئی اے خاتون عاشق اپنے محبوب کی بارگاہ میں پہنچ گیا۔ اس جوان سے ہاتھ روک

لے۔ اس کی گردن میں رسی ڈالنے کی بے ادبی نہ کرنا۔ وہ تو ہمارے عاشقوں میں سے تھا۔ محبوب بندوں میں سے تھا۔ خدا کے اولیاء کے ساتھ وفات کے بعد ایسا سلوک کون کرسکتا ہے؟ اس کو چھوڑ دے کہ یہ ہمارا ولی ہے ہم نے اس کی بخشش کر دی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ زندگی اس کے حکم کے مطابق گزارتا ہے۔ تنہائی میں بھی اسے یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھول دیتا ہے۔ (اسرار الاولیاء ص ۱۶۹ اُردو)

حضرت محمد بن عبداللہ زاہدی فرماتے ہیں میرا ایک دوست ابو حفص الکبیر مر گیا میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی لیکن اس کی قبر کو آٹھ ماہ تک نہ دیکھ سکا۔ پھر میں نے ارادہ کیا اس کی قبر دیکھنے کا۔ رات کو سویا۔ خواب میں اس کو میں نے دیکھا کہ اس کے چہرے کا رنگ بالکل زرد پیلا ہو گیا ہے۔ میں نے اسے سلام کیا لیکن اس نے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں کہا سبحان اللہ تو نے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا تو اس نے کہا سلام کا جواب دینا عبادت ہے اور ہم عبادت نہیں کر سکتے۔ میں نے پوچھا تیرا رنگ کیوں بدل گیا ہے حالانکہ تو تو حسین تھا۔ پس اس نے کہا جب تم نے مجھے قبر میں رکھا۔ ایک فرشتہ میرے سرہانے آ کر کھڑا ہو گیا اور آ کر کہا اے بوڑھے خبیث اس نے میرے گناہوں اور بداعمالیوں کو گننا شروع کر دیا اور آتشیں گرز سے مجھے مارنا شروع کر دیا۔

پھر میری قبر نے مجھ سے کلام کیا اور کہا کیا تجھے میرے رب سے حیا نہیں آئی اس کے بعد قبر نے مجھے بہت دبایا۔ یہاں تک کہ ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور میرے جوڑ جدا ہو گئے۔ اب تک میں اسی عذاب میں مبتلا رہا۔ لیکن آج شعبان کی پندرہ تاریخ ہوئی۔ ایک ندا کرنے والے نے کہا۔ اے فرشتے اب عذاب و سزا دینی بند کر دے

کیونکہ اس نے شعبان شریف میں اس دن روزہ رکھا تھا اور رات کو قیام کیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عذاب اٹھالیا۔ اس رات کی بیداری اور دن کے روزے کی وجہ سے مجھے جنت اور رحمت کی بشارت دی گئی۔ اس لئے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے عید کی راتوں اور شب برأت میں بیداری کی تو ان کی دل مردہ نہیں ہوں گے۔ (زہرۃ الریاض)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھنے کے لئے بتائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے۔ معافی کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھے معاف کردے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ عربی ص ۱۸۲ باب لیلۃ القدر)

صلوٰۃ التسبیح

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے چچا کیا میں تم کو عطا نہ کردوں۔ کیا تم کو بخشش نہ کردوں؟ کیا میں تم کو نہ دوں؟ کیا تمہارے ساتھ احسان نہ کروں؟ دس کام ہیں کہ جب تم کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے، پرانے، نئے، جو بھول کر کئے اور جو جان بوجھ کر کئے، چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے گا۔ اس کے بعد سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی پھر ارشاد فرمایا کہ اگر ہو سکے تو ہر روز ایک بار پڑھو اور اگر روز نہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ میں ایک بار پڑھو اور یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار ضرور پڑھ لو۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۰۹)

صلوٰۃ الخیر

شب برأت میں صلوٰۃ الخیر پڑھیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے تیس صحابہ کرام نے بیان کیا ہے کہ جو شخص یہ نماز شب برأت میں ادا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر مرتبہ دیکھتا ہے۔ اور ہر بار دیکھنے میں پڑھنے والے کی ستر حاجتیں پوری فرماتا ہے ان حاجتوں میں ادنیٰ حاجت اس کی مغفرت ہوتی ہے۔

ایک سو رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ) پڑھیں۔ اس طرح ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی جائے گی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شب برأت کو آٹھ رکعت نفل ایک نیت اور ایک سلام کے ساتھ اکٹھی ادا کرے یعنی آخر میں سلام پھیرے اس نماز کا ثواب حضرت فاطمہ کی روح کو پہنچائے تو آپ فرماتی ہیں کہ میں اس وقت تک جنت میں قدم نہ رکھوں گی جب تک اس نماز کے پڑھنے والے کو جنت میں نہ بھجوا دوں۔ (انیس الواعظین ص ۳۹۶، علامہ ابوبکر بن محمد بن علی بدر قریشی)

فجر کی نماز سے پہلے یا بعد میں قبرستان بھی جائیں۔ قبرستان والوں کے لئے دعا مغفرت کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ ۔ (مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور ص ۱۵۴)

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اس سے دنیا میں زہد (تقویٰ) حاصل ہوگا اور آخرت کی یاد حاصل ہوگی۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا کیونکہ

لوگ بت پرستی کے عادی تھے لوگ قبروں کو معبود نہ سمجھ لیں۔ جب مسلمانوں کے دلوں میں اسلام راسخ ہو گیا مسائل معلوم ہو گئے قبرستان جانے کے آداب آ گئے تو حضور نے قبروں کی زیارت کی اجازت دے دی اور فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور آخرت کی یاد آتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَکْثِرُوْا ذِکْرَھَا ذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتُ ۔

(مشکوۃ باب تمنی الموت وذکرہ ص ۱۴۷)

لذتوں کو ختم کرنے والی چیز یعنی موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔ یعنی موت کو یاد کرنے کی وجہ سے دنیا سے بے رغبتی ہو گی اور آخرت کی یاد آئے گی اور اس طرح انسان آخرت کی تیاری میں لگ جائے گا۔

نوٹ: بعض علماء کرام فرماتے ہیں عورتیں بھی قبرستان جا سکتی ہیں اور قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں ان کی دلیل ہے حضور نے فرمایا فَزُوْرُوْھَا (پہلے حدیث بیان ہوئی ہے) اس میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ عورتیں قبرستان نہ جائیں کیونکہ حضور نے فرمایا خدا زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت کرے۔ اس حدیث کی بنا پر منع کیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے یہ حدیث لعنت والی منسوخ ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ ج ۲ باب زیارۃ القبور میں تفصیل دیکھیں)

مانگ لو مانگ لو جو چشم تر مانگ لو

درد دل اور حسن نظر مانگ لو

عرش پر دھوم ہے فرش پر دھوم ہے
ہے وہ بد بخت جو آج محروم ہے
پھر یہ آئے گی شب کس کو معلوم ہے
ہم پہ لطف خدا آج کی رات ہے

حضرات گرامی آج کی رات اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے اور صلح کرنے کی رات ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا دامن پھیلا کر گڑ گڑا کر دعا مانگو اللہ تعالیٰ تمہارے دامن کو بھر دے گا دنیا اور اخرت اچھی کر دے گا۔



اس رات میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝

(سورۃ النور:۳۱)

''اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس اُمید پر کہ تم فلاح پاؤ''۔

ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے' اللہ تعالیٰ نے توبہ کا قرآن کریم میں ہمیں حکم دیا ہے اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے غلاموں کو توبہ اور استغفار کا حکم دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں روزانہ ستر بار سے زیادہ توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ' باب الاستغفار ص ۲۰۳) دوسری روایت میں ہے: ہم روزانہ سو بار استغفار کرتے ہیں' اے لوگو! تم بھی استغفار کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے' اگر کوئی شخص جنگل میں ہو' اور اس کے توشہ (سامان) کا اونٹ گم ہو جائے' اور یہ زندگی سے مایوس ہو کر مرنے کے لیے لیٹ جائے' پھر اچانک اس کا اونٹ مع توشہ کے آ جائے' جتنی خوشی اس شخص ہو سکتی ہے' اس سے زیادہ خوشی رب تعالیٰ کو بندے

کی توبہ سے ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے: گناہ مؤمن کے دل میں کالا داغ پیدا کردیتا ہے۔ (مشکوۃ شریف ص ۲۰۴)

اس کے لیے توبہ استغفار ایسی ہے جیسے زنگ آلود لوہے کے لیے صیقل۔

(ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مبارک ہے وہ شخص جس کے نامہ اعمال میں زیادہ توبہ واستغفار پائی جائے۔ (ابن ماجہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن اپنے گناہ کو مثل پہاڑ کے سمجھتا ہے کہ گویا پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور وہ اس پر گرا جارہا ہے اور فاسق اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح سمجھتا ہے کہ بالکل پرواہ نہیں کرتا۔ (بخاری شریف مشکوۃ ص ۲۰۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ اسنے گناہ کیے نہ تھے۔ (ابن ماجہ مشکوۃ ص ۲۰۶ باب الاستغفار والتوبہ)

توبہ اور استغفار کے لیے صبح صادق کا وقت بہت مناسب ہے، اس میں سونا مناسب نہیں ہے، اس وقت اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی جائے۔

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
حیف تو سوتا ہو اور مسجد میں ہوتی ہو اذان
مرغ و ماہی سب اُٹھیں یادِ خدا کے واسطے
عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب کبھی مسلمان کی آنکھوں سے

خوفِ خدا کی وجہ سے مکھی کے سر کے برابر آنسوؤں کا ایک قطرہ گرتا ہے اور وہ چل کر اس کے چہرے پر آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۴۵۸ باب البکا والخوف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے، جنت خود اللہ سے درخواست کرتی ہے: اے اللہ! اس کو جنت میں داخل کر دے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگتا ہے، دوزخ کہتی ہے: یا اللہ! اس کو آگ سے پناہ عطاء فرما!

اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی توفیق عطاء فرمائے!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



حدیث شریف

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے، فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

یعنی یہ جگہ پہلے جنت کا باغ تھی وہاں سے لائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے خلیل کو جنت کا سنگ اسود عطاء فرمایا اور اپنے حبیب کے لیے جنت کا باغ بھیجا۔ یا یہ جگہ بعینہٖ کل جنت کا باغ ہوگی۔ یا یہاں جو آ گیا تو گویا جنت کے باغ میں داخل ہو گیا کہ آئندہ اس کی برکت سے جنت میں ضرور جائے گا، یا یہ جگہ جنت کے باغ کے مقابل ہے۔

(مشکوٰۃ، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، ص ۶۸)

چوتھا خطبہ

حضور ﷺ کا بیماروں کی عیادت کرنا

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ○ (پ۱۹،ع۹سورۃ الشعراء آیت ۸۰)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ○ اور جب میں بیماری ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے۔

جب انسان بیمار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماتا ہے۔

مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ (سورۃ النساء آیت ۷۹)

(اے انسان) تجھے جو اچھائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور تجھے جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔ برادران ملت: یہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے۔ تکلیفوں کا گھر ہے۔ پریشانیوں کا گھر ہے۔ اس جہاں میں راہ چلتے انسان کو تکلیف آ جاتی ہے۔ انسان کتنا ہی بچنے کی کوشش کیوں نہ کرے مصیبت پھر بھی آ جاتی ہے۔ حضور کے غلام کو کوئی تکلیف پہنچے اللہ تعالیٰ گناہوں کا اسے کفارہ بنا دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِيْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَةٍ ۔ (ترمذی مشکوۃ باب عیادۃ المریض ص ۱۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بعض مومن مرد یا مومن عورت پر مصائب وآلام آتے رہتے ہیں کبھی اس کی جان پر کبھی اس کی اولاد پر اور کبھی اس کے مال پر (ان مصائب وآلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کے گناہ مٹاتا رہتا ہے) یہاں تک وہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر ایک گناہ بھی نہیں ہوتا۔ غور کریں

کافر کے لئے بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کی ایک صورت ہے۔ لیکن مومن وایماندار کے لئے یہی بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے۔ کبھی بندہ مومن خود بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کبھی اولاد بیمار ہو جاتی ہے کبھی کمائی ضائع ہو جاتی ہے۔ مصیبت جان پر آئے یا اولاد پر آئے یا مال پر آئے۔ وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ پریشان ہو جاتا ہے۔ یہ تمام تکلیفیں گناہوں کے مٹانے کا ذریعہ بن جاتی

ہیں۔ آہستہ آہستہ گناہ مٹ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اعمال نامہ میں کوئی گناہ نہیں رہتا۔ جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ تو گناہوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے۔ قبر جنت کا باغ بن جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يَبْتَلِىْ عَبْدَهٗ بِالسَّقْمِ حَتّٰى يُكَفِّرَ ذَالِكَ عَنْهُ كُلَّ ذَنْبٍ ۔ (المستدرک)

میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمارہے تھے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ بیماری اس سے ہر گناہ مٹا دیتی ہے۔

اہل مصیبت کے اجر کو دیکھ کر اہل عافیت کی تمنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَوَدُّ اَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، حِيْنَ يُعْطِىْ اَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابِ، لَوْ اَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ بِالْمَقَارِيْضِ ۔

(ترمذی شریف مشکوۃ باب عیادۃ المریض ص ۱۳۷)

قیامت کے دن ان بندوں کو جو دنیا میں مصائب و آلام میں مبتلا رہے۔ اجر و ثواب عنایت کیا جائے گا تو وہ لوگ جو دنیا میں عافیت و آرام سے رہے تمنا کریں گے کہ کاش ان کے جسم کی کھالیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں۔

یہ دنیا اور اس دنیا کے مصائب تکلیفیں سب عارضی ہیں یہ تکلیفیں سب عارضی

ہیں یہ تکلیفیں ایک دن ختم ہو جائیں گی۔لیکن ان کے بدلے میں جو اجر ملے گا وہ دائمی ہوگا۔

بیمار کی عیادت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ تُذَکِّرُکُمُ الْاٰخِرَۃَ ۔(مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیمار کی عیادت کرو، جنازوں میں شرکت کرو، یہ چیز تمہیں آخرت کی یاد دلاتی رہیں گی۔

بیمار کی عیادت اور بیمار پرسی ایسی چیز ہے جس سے انسان کو آخرت یاد آجاتی ہے۔انسان گناہوں سے بچنا شروع کر دیتا ہے۔اللہ کی یاد میں لگ جاتا ہے۔اس طرح آخرت سنور جاتی ہے۔

ستر ہزار فرشتوں کی دعائیں

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَۃً؟ اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ عَادَ عَشِیَّۃً؟ اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ لَہٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّۃِ ۔(ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے۔جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی دن کو عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی رات کو عیادت کرتا ہے تو

ستر ہزار فرشتے صبح تک اس عیادت کرنے والے کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کے لئے جنت میں پھلوں سے لدا ہوا باغ ہے۔ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی تیمار داری کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور شام تک دعا کرتے رہتے ہیں۔ نامہ اعمال میں کتنا اضافہ ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ گناہ کس قدر مٹتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق دعائیں کرے بندے کو اور کیا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ بے شک مومن بھائی بھائی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومنین کی مثال آپس میں دوستی کرنے اور ایک دوسرے سے رحم کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے۔ جب اس کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو بے خوابی اور بخار میں اس کا سارا جسم شریک ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا ہر وقت خیال رکھنا چاہئے۔ غمی اور خوشی میں شریک ہونا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

جس نے کسی مریض کی عیادت کی تو آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے۔ (اے مریض کی عیادت کرنے والے) تمہیں مبارک ہو، تمہاری تیمار داری کے لئے چلنا تمہیں مبارک ہو تم نے (اس عمل سے) جنت میں گھر بنا لیا ہے۔

(ترمذی شریف)

بہشت میں داخل ہونے والا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

آج تم میں سے کون روزے سے ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آج تم میں کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں نے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آج تم میں کون جنازہ میں شریک ہوا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے جنازہ میں شرکت کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت و تیمارداری کی ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی بھی آدمی میں ایک ہی دن میں یہ خصائل جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح ابن خزیمہ)

اس حدیث شریف میں چار خصال حمیدہ کا ذکر ہے۔

روزہ رکھنا، مسکین کو کھانا کھلانا، جنازہ میں شرکت کرنا، مریض کی عیادت کرنا یہ چار اوصاف جس خوش نصیب میں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو جنت میں داخل ہوگیا وہ کامیاب ہوگیا۔

اے آدم کے بیٹے تو نے تیمارداری کیوں نہ کی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے ابن آدم: میں بیمار ہوا۔ تو نے تیمارداری کیوں نہ کی۔ وہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب: میں

تیری کیسے تیمارداری کرسکتا ہوں تو تو رب العالمین ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ کیا تجھے علم نہیں میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اس کی تیمارداری نہیں کی کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کی تیمارداری کرتا تو۔ تو مجھے بھی اس کے ہاں پاتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلا سکتا ہوں۔ تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو۔ تو اس کو میرے ہاں پاتا۔ اے آدم کے بیٹے: میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے پانی کیسے پلا سکتا ہوں۔ کہ تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا۔ تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کو میرے ہاں پاتا۔

(مسلم شریف' کتاب البر والصلۃ والادب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تیمارداری کے لئے تشریف لے گئے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّ غُلَامًا مِنَ الْیَھُوْدِ کَانَ مَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ: اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ' وَھُوَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَبُوْہُ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ! فَاَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ بِیْ مِنَ النَّارِ ۔ (سنن ابی داؤد ۳۰۹۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کا ایک نوجوان بیمار ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمارداری کے لئے آئے حضور اس کے سر کی

طرف بیٹھ گئے تو آپ نے اس سے فرمایا اسلام لے آؤ! اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے سر کے پاس تھا تو اس کے باپ نے اس سے کہا! ابوالقاسم (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) جو فرماتے ہیں اسے مان لو! تو اس جوان نے اسلام قبول کرلیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے اس جوان کو میری وجہ سے آگ سے بچالیا۔ بخاری شریف میں یہ الفاظ بھی ہیں كَانَ يَخْدَمُ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہ جوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی تیمار داری کرنے کے لئے خود تشریف لے جاتے ہیں۔ جس کی تیمار داری کے لئے سرکار خود تشریف لے جائیں۔ اس کی خوش نصیبی کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ یہودی آپ کی خدمت کرتا تھا۔ حضور تیمار داری کے لئے تشریف لے گئے تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوگیا۔ حضور کے صدقہ جہنم کے گڑھوں سے نکل کر جنت میں داخل ہوگیا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس شاہ عبدالرحیم کی تیمار داری کے لئے تشریف لے گئے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو ان کی تیمار داری کے لئے حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین خود تشریف لائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے الفاظ

میرے والد فرماتے تھے ایک مرتبہ مجھے بخار ہو گیا۔ اس بیماری نے طول پکڑا اور زندگی سے ناامید ہو گیا۔ مجھے اونگھ آ گئی۔ اس غنودگی میں حضرت شاہ عبدالعزیز ظاہر ہوئے۔ فرماتے تھے بیٹا! حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عیادت کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور ممکن ہے آپ اس طرف سے تشریف لائیں اور تمہارے پاؤں اس طرف ہیں۔ تیری چارپائی کو اس طرح رکھنا چاہئے کہ تیرے پاؤں اس طرف نہ ہوں۔ مجھے افاقہ ہوا۔ بات کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں تھی۔ میں نے حاضرین کو اشارہ کیا۔ انہوں نے میری چارپائی اس طرف پھیر دی۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ اور فرمایا کَیْفَ حَالُكَ یَا بُنَیَّ؟ بیٹا! تیرا کیا حال ہے؟ ان الفاظ کی حلاوت مجھ پر غالب آ گئی۔

عجیب وجد اور آہ و بکا کا مجھ سے ظہور ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح گود میں لے لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی۔ آپ کی قمیص مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ آہستہ آہستہ اس وجد کو سکون آ گیا۔ پھر میرے دل میں خیال گزرا۔ کہ ایک عرصہ سے۔ مجھے موئے مبارک کی آرزو ہے کس قدر عظیم کرم ہو اگر اس قسم کی کوئی چیز عنایت فرمائیں۔ آپ اس خیال سے واقف ہو گئے۔ ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا۔ اور موئے مبارک میرے ہاتھ میں پکڑا دیئے۔ میرے دل میں خیال گزرا۔ یہ دونوں بال مبارک بیداری میں میرے پاس رہیں گے؟ آپ اس خیال سے بھی واقف ہو گئے۔ فرمایا یہ دونوں بال اس عالم میں بھی باقی رہیں گے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صحت کلی اور طویل زندگی کی بشارت

دی۔ پھر مجھے افاقہ ہوگیا۔ میں نے چراغ طلب کیا۔ وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں نہیں تھے۔ میں غمگین ہوگیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں توجہ کی مجھ پر غنودیت طاری ہوئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمثل ہوئے۔ فرمایا میرے بیٹے تجھے آگاہ ہونا چاہئے۔ کہ میں نے وہ دونوں بال احتیاط کے طور پر تمہارے تکیہ کے نیچے محفوظ کردیئے ہیں۔ وہاں سے تو انہیں حاصل کر لیگا۔ جب مجھے افاقہ ہوا۔ تو میں نے انہیں وہاں سے لے کر عزت و احترام سے ایک جگہ بحفاظت رکھ لیا۔ اس کے بعد بخار بالکل جاتا رہا۔ اور مجھ پر کمزوری طاری ہوگئی اقربا نے سمجھا یہ موت کی برودت ہے۔ اور مجھ میں بات کرنے کی طاقت نہیں تھی نہ میں سر سے اشارہ کرتا تھا۔ کچھ دیر کے بعد میری اصلی طاقت لوٹ آئی۔ اور مجھے صحت کلی حاصل ہوگئی۔ ان کلمات کے ضمن میں فرماتے تھے۔ کہ ان موئے مبارک کے خواص میں سے ایک یہ تھی کہ وہ پہلے آپس میں ملے ہوئے ہوتے تھے جب درود شریف پڑھا جاتا تو الگ الگ ہو کر کھڑے ہوجاتے۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ منکرین میں سے تین اشخاص نے امتحان کرنا چاہا۔ میں اس بے ادبی کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ جب مناظرے نے طول کھینچا تو موئے مبارک دھوپ میں لے گئے۔ اسی وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ دھوپ بڑی تیز تھی۔ اور بادل کا موسم بھی قطعاً نہیں تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے توبہ کی۔ دوسرے نے کہا کہ یہ اتفاقیہ قصہ ہے۔ دوسری مرتبہ پھر دھوپ میں نکالا دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا دوسرے نے بھی توبہ کرلی۔ تیسرے نے کہا یہ بھی اتفاقیہ بات ہے۔ تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں لے گئے۔ تیسری مرتبہ بھی بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ تیسرے نے بھی توبہ کی۔ ایک خصوصیت یہ بھی کہ ایک مرتبہ زیارت کے لئے باہر لایا۔ بہت بڑا مجمع تھا ہر چند میں قفل میں

چابی لگاتا تھا مگر وہ نہیں کھلتا تھا کوشش کرتا مگر کامیاب نہ ہوتا تھا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا معلوم ہوا۔ کہ فلاں جُنبی ہے اس کی جنابت کی نحوست سے کامیاب نہیں ہورہے میں نے عیب پوشی کرتے ہوئے تمام کو نیا غسل کرنے کے لئے کہا۔ جنبی اس مجمع سے نکل گیا اس کے بعد آسانی سے کھل گیا تو ہم نے زیارت کی۔ حضرت والد آخری عمر میں تبرکات تقسیم فرماتے تھے ان دو بالوں میں سے ایک مجھے عنایت فرمایا۔ (انفاس العارفین ص ۴۷)

حضور پرنور شافع یوم النشور کو غلاموں سے بے حد محبت ہے اگر کوئی غلام بیمار ہو جاتا ہے تو آپ خود تیمار داری کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ ہم حضور سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن آپ کی سنت پر عمل نہیں کرتے۔ اگر کوئی پڑوس میں بیمار ہو جائے تو ہم بیمار پرسی کے لئے نہیں جاتے۔ استاد بیمار ہو جائے، نمازی بیمار ہو جائے۔ دوست بیمار ہو جائے ہم نے کبھی پروا نہیں کی۔ اور کبھی تیمار داری کے لئے نہیں گئے۔ اللہ ہمیں تیمار داری کی توفیق دے۔ حضور کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا بیمار ہو گیا

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ یہ بچہ بھی بڑھاپے میں ہوا۔ بچہ بھی ایک تھا۔ اللہ کی شان۔ اس وقت حضرت ابوطلحہ شام میں تھے۔ غور سے سنو: طلحہ کو بیوی اُم سلیم نے اطلاع بھیجی کہ بچہ بیماری کی وجہ سے لاغر ہو گیا۔ بالکل کمزور ہو گیا۔ کھانا پینا بند کر دیا۔ حالت خراب ہو گئی۔ بیوی نے اطلاع بھیجی۔ طلحہ جو بچہ بڑھاپے میں اللہ نے دیا تھا وہ بیمار ہو گیا ہے۔ آپ جس حال میں بھی ہیں جلدی آجائیں۔ اس کا چہرا ہی دیکھ لیں۔ حدیث میں آتا ہے جب چھوٹا بچہ ماں کی گود

میں سے چلا جاتا ہے۔ عزرائیل علیہ السلام اس کی روح لے کر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرے بندے کا جگر کاٹ کر ماں کی گود برباد کر کے آ گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ عزرائیل علیہ السلام سے پوچھتا ہے۔ میرا بندہ کیا کہتا ہے۔ عزرائیل کہتا ہے۔ اللہ اس بندے نے حَمِدَكَ تیرا شکریہ ادا کیا۔ اور تیرے بندے نے کہا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے کا جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھتے ہیں۔ (ترمذی شریف، رقم الحدیث ۱۰۲۱)

موت وحیات اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت ابو طلحہ کو اطلاع ملی کہ بچہ سخت بیمار ہے۔ تو پریشان ہو گئے۔ اسی وقت مدینہ روانہ ہوئے۔ نہ کھانا نہ پینا نہ آرام نہ سکون ملک شام سے سفر کرتے ہوئے مدینہ پہنچے۔ مغرب کے وقت پہنچے۔ بیوی ام سلیم کو پتہ چلا طلحہ آ گئے ہیں۔ بیوی بہت سمجھدار تھی نیک تھی اپنے شوہر کی فرمانبردار تھی۔ سوچا ابو طلحہ اتنی دور سے آیا ہے۔ تھکا ہوا ہے۔ بھوک لگی ہوئی ہے۔ پیاس ہے۔ پریشان ہے۔ بچہ عصر کے وقت فوت ہو گیا تھا۔ اب اگر اسے بتا دوں کہ بچہ فوت ہو گیا ہے تو نہ رات کو آرام کرے گا۔ نہ کھانا کھائے گا۔ پریشان رہیگا۔ طلحہ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا بچے کا کیا حال ہے۔ بیوی نے نہایت اطمینان کے ساتھ جواب دیا "هَدَأَ نَفَسُهُ" بچے کا سانس ٹھہر گیا ہے سانس کو آرام آ گیا ہے۔ خاموش ہو گیا ہے۔ ابو طلحہ نے سمجھا کہ بچے کو اب سکون آ گیا ہے۔ سو گیا ہے۔ پوچھا بچہ کہاں ہے وہ سو گیا ہے۔ طلحہ نے کھانا کھایا۔ آرام کے لئے لیٹ گئے۔ صحبت بھی کی۔ باتوں باتوں میں بیوی نے اپنے شوہر سے کہا آپ صحابی رسول ہیں ایک مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔ کہنے لگی میرے پاس ایک امانت تھی۔ جس کی امانت تھی کل اس کی طرف سے حکم ملا کہ میری امانت واپس کرو۔ اب

مجھے کیا کرنا چاہئے طلحہ نے کہا کہ امانت واپس کردینی چاہئے۔ بیوی نے کہا میں نے کل عصر کے وقت امانت مالک کے حوالے کردی ہے۔ تم نے اچھا کیا۔ طلحہ کو خیال نہ آیا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے۔ یہ بچہ امانت تھا میں نے اسے اللہ کے سپرد کردیا ہے۔ طلحہ نے کہا تم نے تو کہا تھا ھَدَأَ نَفَسُهُ یعنی اس کا سانس ٹھہر گیا ہے۔ بیوی نے کہا انتقال کے بعد انسان کا سانس ٹھہر ہی تو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بات کہی تھی۔ بچہ فوت ہو گیا ہے۔ یہ اس کی میت ہے طلحہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بیوی نے کہا اگر صاف لفظوں میں بچے کی وفات کی خبر دیتی تو آپ نڈھال ہو جاتے نہ کھانا کھاتے نہ آرام کرتے۔

حضرت ابوطلحہ اپنی بیوی کے اس جذبہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ پھر ابوطلحہ نماز فجر کے ئے مسجد نبوی میں گئے تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوطلحہ رات تم میاں بیوی کی جو گفتگو ہوئی۔ اس سے اللہ تعالٰی خوش ہو گیا۔ یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ فرمایا ابوطلحہ اللہ تعالٰی تمہیں ایک بیٹی دے گا۔ اس کے سات بچے ہوں گے۔ ساتوں مجاہد ہوں گے۔ اور ساتوں کے ساتوں میدان جنگ میں شہید ہوں گے۔ ساتوں مجاہد ہوں گے۔ تم شہیدوں کے ماں باپ بنو گے۔ صبر کرنے کی وجہ سے اللہ تعالٰی نے تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۹۱۷)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی

حضرت ابوطلحہ کا ذکر آ گیا ہے۔ تو ابوطلحہ کا ایک اور عجیب و غریب کارنامہ سنیں۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یک مہمان کو ابوطلحہ اپنے گھر لے گئے۔ اپنی بیوی ام سلیم سے پوچھا کہ کیا گھر میں کچھ کھانے کے لئے موجود ہے؟ بیوی نے عرض

کیا صرف ایک آدمی کے لئے کھانا موجود ہے۔آپ نے فرمایا بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دو۔اور سارا کھانا مہمان کے سامنے رکھ دو۔ پھر تم چراغ کی بتی درست کرنے کے بہانے سے اٹھنا اور چراغ کو بجھا دینا۔پھر ہم دونوں اندھیرے میں مہمان کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھ جائینگے۔ہم دونوں برتن میں کھانے کے لئے ہاتھ ڈالتے رہیں گے۔ویسے ہی منہ ہلاتے رہیں گے۔تاکہ مہمان سمجھے ہم دونوں اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔اس طرح مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھالے گا۔ہم دونوں بھوکے سو رہیں گے۔ہماری خیر ہے ہم پھر کھالیں گے۔حضور کا مہمان بھوکا نہ رہے۔

چنانچہ بی بی ام سلیم نے نے پہلے تو بچوں کو سلا دیا۔پھر مہمان کے سامنے کھانا رکھ کر چراغ کو بتی ٹھیک کرنے کے بہانے بجھا دیا اور میاں بیوی دونوں مہمان کے سامنے بیٹھ گئے۔ مہمان تسلی سے کھانا کھاتا رہا۔ یہ دونوں ویسے ہی منہ ہلاتے رہے۔مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا۔اندھیرے میں اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ گھر والے بھوکے رہ گئے ہیں۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۲۵)

یہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کہ خود بھوکے رہے بچوں کو بھوکا رکھا لیکن مہمان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔اسے پتہ ہی نہیں چلنے دیا کہ گھر والے تو بھوکے ہیں۔ مسلمان عورتوں کو بی بی ام سلیم کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔صبر اور شکر سے زندگی گزارنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سچا ہے تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے

ایک صحابی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں۔ بہت کمزور ہو گیا ہے۔ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رہی۔کوئی علاج بتا دیں۔ جب بھی صحابہ کرام کو

کوئی تکلیف ہوتی ہے تو حضور کی بارگاہ میں آتے ہیں۔ حضور تو شفا خانہ کائنات ہیں۔ حضور علاج بتائیں۔ حضور پرنور شافع یوم النشور نے فرمایا "اسقه عسلاً" اس کو شہد پلاؤ۔ مریض کو شہد پلایا گیا۔ مگر شہد پیتے ہی اور زیادہ دست آنے لگ گئے۔ مریض کا بھائی سرکار کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اب تو پہلے سے بھی زیادہ دست آرہے ہیں۔ سرکار مدینہ نے پھر فرمایا "اسقه عسلاً" اس کو شہد پلاؤ۔ جب دوسری بار شہد پلایا تو دستوں کی شکایت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ تکلیف میں اضافہ ہو گیا۔ مریض کا بھائی پھر عرض کرتا ہے۔ یا رسول اللہ اب تو بہت دست آنے لگ گئے ہیں۔ سرکار مدینہ نے فرمایا۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ ۔ اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ "اسقه عسلاً" اس کو شہد پلاؤ۔ چنانچہ تیسری مرتبہ مریض کو جو شہد پلایا دست بالکل بند ہو گئے پیٹ ٹھیک ہو گیا۔ بیمار تندرست ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے شفا عطا کر دی۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۴۸)

مسلمان کو چاہئے بیماروں کی عیادت کرے اگر کسی مرض کی دوا معلوم ہو تو فوراً مریض کو بتائے تاکہ وہ علاج کر سکے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے' فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اللہ کے لیے مسجد بنائے گا' اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

(مسلم' بخاری) (مشکوٰۃ' باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ ص ۶۸)

یعنی مسجد بنانے والوں کے لیے جنت میں ایسا گھر بنایا جائے گا جو وہاں دوسرے مکانوں سے ایسا افضل ہوگا جیسے مسجد دنیا کے دوسرے گھروں سے۔ ورنہ جنت کے گھروں کو یہاں کی عمارات سے کیا نسبت۔ خیال رہے کہ پوری مسجد بنانا اور تعمیر مسجد میں چندہ دینا دونوں کے لیے یہی بشارت ہے' بشرطیکہ ریاء کے لیے نہ ہو' اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ اسی لیے علماء مسجد پر اپنا نام لکھنے کو منع کرتے ہیں کہ اس میں ریاء کا شائبہ ہے۔ ہاں اگر طلب دعا کے لیے ہو تو حرج نہیں۔ اسی حدیث کی بناء پر صحابہ کرام اور اسلامی بادشاہوں نے اپنی یادگاروں میں مسجدیں چھوڑیں' مسجد بڑی ہو یا چھوٹی' کچی ہو یا پکی ثواب بقدر اخلاص ہے۔

پانچواں خطبہ

آمدِ رمضان المبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ . وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ .

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط

(پ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۳)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات محبت ذوق اور شوق کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اس لئے آج میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے رمضان شریف کے فضائل بیان کروں۔

ایک مرتبہ میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان

شریف کی آمد سے پہلے، شعبان کی آخری تاریخ میں صحابہ کے سامنے نہایت ہی عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں رمضان شریف کی فضیلت اور اہمیت بیان فرمائی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آج حضور کا وہ خطبہ بیان کروں گا اور رمضان کی اہمیت بیان کروں گا۔ قرآن کریم کی جو آیت تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ٥ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ گنتی کے دن ہیں۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ایمان، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، روزے کے سوا جو اسلام کے ارکان ہیں۔ ان کا ذکر قرآن کریم میں کئی جگہ ہے لیکن روزے کا ذکر قرآن کریم میں ایک ہی جگہ ہے۔ اسی مقام پر روزے کا حکم بیان کیا گیا ہے اور اسی مقام پر حکمت بیان کی گئی ہے (جو مقام آپ کے سامنے تلاوت کیا گیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کیسے پیارے انداز سے ارشاد فرما رہا ہے۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں لیکن یہ صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے ان پر بھی فرض کئے گئے تھے ساتھ ہی روزوں کی حکمت بھی بیان کر دی گئی تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ تم متقی بن جاؤ۔ پھر فرمایا اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ چند گنتی کے دن ہیں۔ یہ پورے سال کے روزے نہیں ہیں چھ ماہ کے روزے نہیں ہیں۔ دو ماہ کے روزے نہیں ہیں بلکہ چند گنتی کے دن ہیں یعنی ایک ماہ میں تیس دن ہیں یا

اُنتیس دن ہیں۔

روزے کی تعریف

روزہ کے معنی لغت میں رکنے اور باز رہنے کے ہیں۔ اور شریعت اسلام میں طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے، اور جماع، ان تین کاموں سے بہ نیت روزہ رُکے رہنے کو روزہ کہتے ہیں۔

روزہ نبوت کے پندرھویں سال یعنی دس شوال ۲ ہجری میں فرض ہوا۔ اولاً صرف ایک روزہ یعنی عاشورہ کے دن کا فرض ہوا۔ پھر یہ منسوخ ہو کر ہر چاند کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں کے روزے فرض ہوئے۔ پھر یہ منسوخ ہو کر ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ مگر لوگوں کو اختیار تھا۔ چاہے روزہ رکھیں چاہے فدیہ ادا کر دیں۔ یعنی ہر روزے کے عوض آدھا صاع گندم یا ایک صاع جو، صدقہ کریں۔ پھر یہ اختیار منسوخ ہو کر روزے لازم ہوئے۔ مگر یہ پابندی رہی کہ رات کو سونے سے پہلے جو چاہو کھاؤ۔ سونے کے بعد کچھ نہیں کھا سکتے۔ پھر حضرت صرمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آنے پر صبح تک کھانے پینے کا اختیار دیا گیا۔ مگر اپنی عورتوں سے رمضان کی راتوں میں جماع پھر بھی حرام رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آنے پر رات میں یہ بھی حلال کر دیا گیا۔ (تفسیر نعیمی ج ۲، ص ۲۱۹)

استقبال رمضان

جب شعبان کا آخری دن آیا تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل رمضان پر مشتمل ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِنْ

شَعْبَانَ ۔ يَآاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطبہ دیا کہ اے لوگو! تحقیق تم پر ایک عظیم اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔

فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۔ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔اس سے مراد شب قدر ہے۔

جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلَتِهٖ تَطَوُّعًا ۔

یہ وہ مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے فرض کئے۔اور جس کی رات کا قیام نفل بنایا (مراد نماز تراویح ہے)

مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ ۔

جو اس ماہ میں نفل سے قرب الٰہی حاصل کرے گویا اس نے دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا اور جو اس میں ایک فرض ادا کرے تو ایسا ہوگا جیسے اس نے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کئے۔

وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ ۔

یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔یہ غمخواری کا مہینہ ہے۔یہ وہ مہینہ جس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ ۔

جو اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کے گناہوں کی بخشش ہو گی۔ جہنم سے آزادی ہو گی۔ اور اسے روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا۔ اس کے بغیر کہ روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم ہو۔

قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ ۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص وہ نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ یہ ثواب اسے دے گا۔ جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ، یا کھجور یا گھونٹ بھر پانی سے افطار کرائے۔

وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَّا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ ۔

اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے۔ اللہ اسے میرے حوض سے وہ پانی پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کا اوّل حصہ رحمت درمیانہ حصہ بخشش اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ اور جو اس مہینہ میں اپنے غلام سے تخفیف کرے تو اللہ اسے بخش دے گا۔ اور آگ سے آزاد کر دے گا۔

(مشکوٰۃ ص ۱۷۳ کتاب الصوم)

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا چاند نظر آنے سے پہلے ہی صحابہ کرام کو خطبہ دیا اور اس میں رمضان کے فضائل بیان کیے رمضان کی اہمیت کو بیان کیا رمضان کے اعمال کو بیان کیا تاکہ صحابہ کرام رمضان شریف میں پورے ذوق اور شوق کے ساتھ عبادت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ماہ مبارک میں جو نفل ادا کرے وہ ایسا ہے گویا کہ غیر رمضان میں اس نے فرض ادا کیا۔ اور جو اس مہینہ میں فرض ادا کرے وہ ایسا ہے گویا غیر رمضان میں اس نے ستر فرض ادا کیے۔ یعنی ثواب بڑھ جاتا ہے تو ہمیں چاہیے فرائض ادا کرنے کے بعد ہم نوافل بھی کثرت سے پڑھیں۔ نماز تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، نماز تراویح یہ تمام نمازیں ذوق وشوق سے پڑھیں۔ اس طرح نہ ہو کہ رمضان میں نمازیں قضا ہو جائیں۔

خصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کرانے کی طرف توجہ دلائی۔ جو روزہ دوسرے کا افطار کرائے اس کی بخشش ہوگی صحابہ کرام نے عرض کی ہم میں سے ہر شخص میں اتنی طاقت نہیں کہ ہم دوسرے کو روزہ افطار کرا سکیں حضور نے فرمایا یہ پیٹ بھر کر کھانا کھلانے پر موقوف نہیں ہے بلکہ جو شخص کسی کو صرف دودھ کے ایک گھونٹ کے ساتھ روزہ افطار کرا دے یا ایک کھجور کیساتھ یا پانی کے ایک گھونٹ کیساتھ یا شربت کے ایک گھونٹ کے ساتھ روزہ افطار کرا دے تو اللہ تعالیٰ یہ ثواب اسے بھی عطا کر دے گا۔ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

لہٰذا اس برکتوں، رحمتوں اور بخشش والے مہینہ میں زیادہ سے زیادہ سخاوت کرو اور روزے افطار کراؤ۔ میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبوں کا ہر موقع پر خیال رکھا ہے۔

افطاری کا موقع آیا تو فرمایا۔ روزہ افطار کراؤ۔

عیدالفطر کا موقع آیا تو فرمایا۔ غریب کو فطرانہ دو۔

عیدالاضحیٰ کا موقع آیا تو فرمایا غریب کو گوشت بھی دو کھال بھی دو۔

زکوٰۃ کا موقع آیا تو فرمایا غریب کو زکوٰۃ بھی دو۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں چار چیزوں کی طرف توجہ دلائی۔

وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَيْنِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا ۔فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۔ وَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ۔ وَتَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ وَمَنْ اَسْقٰى صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَّا يَظْمَاُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ ۔ (ابن خزیمہ، بیہقی)

اور چار چیزوں کی رمضان میں کثرت رکھا کرو۔ جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے لئے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے۔ اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میرے حوض کوثر سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے۔ جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت

حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتا جس کے ذریعے میں تجھے یاد کیا کروں اور تجھے پکارا کروں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرو۔ موسیٰ نے عرض کی یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے پڑھتے ہیں۔ مجھے کوئی خاص وظیفہ بتا کوئی خاص ذکر بتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور جو اس میں آباد ہیں میری ذات کے سوا اور ساتوں زمین ایک پلہ میں رکھے جائیں اور لا الٰہ الا اللہ دوسرے پلہ میں رکھا جائے۔ تو وہی پلہ جھک جائے گا جس میں کلمہ طیبہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کی دن اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے ایک شخص کو تمام مخلوق کے سامنے کھڑا کرے گا۔ اس کی سیاہ کاری کا یہ عالم ہوگا اس کے سامنے اس کے اعمال نامہ کے ننانوے دفتر کھول دیئے جائیں گے ہر دفتر حد نگاہ تک لمبا ہوگا۔ پھر اس سے ارشاد ہوگا۔ کہ اس میں کسی بات کا انکار کر سکتے ہو؟ میرے ان فرشتوں نے جو نیکی بدی لکھنے پر مقرر تھے تم پر کوئی زیادتی تو نہیں کی؟ وہ بندہ عرض کرے گا پروردگار نہ تو انکار کر سکتا ہوں۔ اور نہ تیرے فرشتوں نے کوئی زیادتی کی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا تو پھر تمہارے پاس ان گناہوں کا کوئی عذر ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اسی وقت ایک پرچہ نکالا جائے گا۔ جس پر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوگا۔ جو اس نے خلوص کے ساتھ دنیا میں پڑھا تھا اس پرچہ کو میزان میں رکھا جائے گا۔ وہ عرض کرے گا

یا اللہ میری ننانوے دفتر گناہوں کے مقابلہ میں اس کی کیا حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس پرچہ کو ضرور تولا جائے گا۔ چنانچہ اس کو تولا جائے گا تو وہ ان ننانوے دفتروں پر بھاری ہو جائے گا۔ (ترمذی ابن ماجہ مشکوۃ ص ۴۸۶ عربی)

حضور نے فرمایا جو شخص یہ کلمہ پڑھے گا اگر اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا وہ بھی دوزخ سے نکلے گا۔ (بخاری / مسلم)

استغفار کی فضیلت

استغفار کے معنی معافی چاہنے کے ہیں۔ استغفار کی بڑی فضیلت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ معافی چاہنے والے سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اور اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے (ترمذی، مشکوۃ)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص استغفار کا ورد رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے تمام تنگیوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور اس کو بے حساب رزق دیتا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے گا اس کی مغفرت فرمادے گا۔ (ترمذی، نسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں دن بھر میں اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ توبہ اور استغفار کرتا ہوں (طبرانی مشکوۃ ص ۲۵۲ باب الاستغفار)

حالانکہ آپ گناہوں سے پاک ہیں معصوم ہیں دوسری روایت میں ہے سو مرتبہ توبہ اور استغفار کرتا ہوں (طبرانی)

ایک اور روایت میں ہے کہ میں ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔ (بخاری، نسائی، ابن ماجہ)

استغفار کا طریقہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔

میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے اور میں اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

جنت کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنتی لوگ جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے۔ لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب پاخانہ کریں گے اور نہ ناک صاف کرنے کی ضرورت ہوگی۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا کھانے کا فضلہ کا کیا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا ڈکار کے ذریعہ خارج ہو جائے گا۔ اور پسینہ مشک کی مانند ہوگا۔ سبحان اللہ والحمد للہ یہ کلمے جنتیوں کے دل میں ڈال دیئے جائیں گے۔ جوان کی زبان پر سانس کی طرح جاری رہیں گے۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ خوش وخرم رہے گا۔ فکر وغم اس کے پاس نہ آئے گا نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے۔ نہ اس کی جوانی ختم ہوگی۔ (مسلم شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے اسی صفیں امت محمدیہ کی ہوں گی۔ اور چالیس دوسری امتوں کی۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۳۵)

دوزخ کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہاری دنیا کی آگ ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (عرض کیا گیا) یہ ایک حصہ ہی کافی گرم ہے تو آپ نے فرمایا

جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے اُنہتر حصہ زیادہ گرم ہے۔

(بخاری شریف ج ا ص ۴۶۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے جنت کو دیکھا تو اس میں اکثر فقراء اور غریب لوگ نظر آئے۔ اور دوزخ کو دیکھا تو اس میں اکثر عورتیں نظر آئیں۔ (بخاری شریف ج ا ص ۴۶۰)

رمضان المبارک کا مہینہ برکتوں والا اور رحمتوں والا ہے۔ بخشش والا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم کثرت کیساتھ اس میں نیک عمل کریں قرآن پاک کی تلاوت کریں، روزہ رکھیں، تراویح پڑھیں، نوافل پڑھیں اور گناہوں سے بچیں۔ تاکہ دوزخ سے بچ جائیں۔ اور جنت کے حقدار بن جائیں۔

روزہ اور قرآن کی شفاعت

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی شفارش قبول فرمائی جائے گی۔

(مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

رمضان شریف میں روزہ رکھنے والا اور نماز تراویح میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا قیامت کے دن شفاعت کا حق دار ہوگا۔ اور جنت میں داخل ہوگا۔ دونوں کی سفارش اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ بندے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کے دروازے کھول دے گا۔

امت محمدیہ کو پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں۔۔(۱) ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (۲) ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں۔ اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔ (۳) جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے دنیا کی مشقیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں۔ (۴) اس میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان شریف میں برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔ (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یہ شب مغفرت شب قدر ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔ (البیہقی)

آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابَ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَ فِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے

جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیتے ہیں ۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔رمضان شریف میں آسمانوں کے دروازے بھی کھلتے ہیں۔جس سے اللہ کی خاص رحمتیں زمین پر اترتی ہیں اور جنتوں کے دروازے بھی کھلتے ہیں جس کی وجہ سے جنت والے حور وغلمان کو خبر ہو جاتی ہے۔ کہ دنیا میں رمضان آ گیا ہے۔ اور روزہ داروں کے لئے دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ماہ رمضان میں دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ ابلیس مع اپنی اولاد کے قید کر دیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں جو گناہ کرتا ہے اپنے نفس امارہ کی شرارت سے کرتا ہے نہ کہ شیطان کی وجہ سے۔

باب الریان

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

(مشکوۃ ص ۱۷۳)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک باب الریان ہے۔ جس میں صرف روزے دار داخل ہوں گے۔

جنت کے آٹھ طبقے ہیں ہر طبقہ کا ایک دروازہ ہے۔ یا اس طرح کہ جنت کی پہلی ہی دیوار میں آٹھ دروازے ہیں تاکہ ہر قسم کے نیک لوگ اپنے اپنے الگ

دروازے سے داخل ہوں۔

ریان کا معنی تروتازگی، سیرابی، سبزی، چونکہ روزہ دار، روزوں میں بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔ بمقابلہ بھوک کے، پیاس کی زیادہ تکلیف اٹھاتے تھے اس لئے ان کے داخلے کے لئے وہ دروازہ منتخب ہوا جہاں پانی کہ نہریں بے حساب سبزہ، پھل، فروٹ اور سیرابی ہے۔ اس کا حسن آج نہ ہمارے وہم وگمان میں آسکتا ہے۔ نہ بیان میں ان شاء اللہ دیکھ کر ہی پتہ لگے گا۔

رمضان شریف کے نورانی پروگرام

رمضان شریف کا مہینہ بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ مقدس مہینہ ہے۔ رحمتوں کا مہینہ ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کا مہینہ ہے۔ بخشش کا مہینہ ہے۔ صبر کا مہینہ ہے۔ بھائی چارے کا مہینہ ہے۔ ہمدردی کا غمخواری کا مہینہ ہے۔ قرآن کریم کا مہینہ ہے۔ رمضان شریف میں صرف قرآن نازل نہیں ہوا بلکہ پہلی کتابیں بھی رمضان میں نازل ہوئیں تورات، انجیل، زبور، صحائف ابراہیمی۔ لیکن کسی کتاب نے رمضان کا ذکر نہیں کیا اگر کیا ہے تو صرف قرآن نے کیا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ)

رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

رمضان کا وہ برکتوں والا مہینہ ہے۔ جس کے اپنے نورانی وجدانی پروگرام ہیں علامہ عبد الرحمٰن صفوری شافعی نزہۃ المجالس میں ایک حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو رمضان کے بابرکت مہینہ میں روزہ رکھ کر کسی مجلس ذکر میں حاضری دیتا ہے۔ درس قرآن، درس حدیث سنتا ہے۔ تو اس کے ہر قدم پر ایک ایک سال کی عبادت اجر وثواب لکھا جاتا ہے۔ اور

قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہو گا۔ جو کوئی رمضان شریف میں نماز باجماعت پر مداومت کرتا ہے۔ یعنی ہر نماز ہی باجماعت پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہر ہر رکعت کے بدلے نور کا ایک ایک شہر عطا فرمائے گا۔ جو کوئی ماہ رمضان میں اپنے والدین کے ساتھ احسان اور بھلائی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نگاہ رحمت فرمائے گا۔ جو کوئی کسی مسلمان کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی دس لاکھ حاجتیں پوری کرتا ہے۔ جو اس مہینہ میں کسی بال بچے دار فقیر کو خیرات دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے۔ اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور دس لاکھ درجات بلند فرماتا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

کل قیامت والے دن پہلی امتوں کے بڑے بڑے عابدوں پر حضور کی امت کے گنہگار غالب آ جائیں گے۔ اُن کے نامہ اعمال میں بے حساب نیکیاں ہوں گی ان کو اجر بھی بے حساب ملیگا یہ سب صدقہ ہے حضور کی رحمت کا۔ اگر حضور اعلان رحمت نہ فرماتے ہمیں کیسے پتہ چلتا رمضان کے مہینہ کی عظمت اور شان کا۔ برکت کا اور رحمت کا اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ رمضان شریف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مہینہ نہیں ہے۔ رمضان شریف نورانی اور وجدانی پروگراموں کا مہینہ ہے۔ بڑا بدبخت ہے۔ بڑا بدنصیب ہے۔ جو رمضان کی برکتوں سے محروم رہ جائے۔

روزہ میرے لئے ہے اس کی جزا میں خود دوں گا

كُلُّ عَمَلَ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّهٗ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجَلِىْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ

اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کی ساری نیکیاں دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھائی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سوائے روزہ کے کہ روزہ تو میرا ہے۔اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا۔ وہ میرے لئے اپنی شہوت اور اپنا کھانا چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں۔ایک خوشی تو افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملتے وقت روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔

سرکار مدینہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ روزہ میرا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری عبادتوں میں ریا ہو سکتی ہے۔لیکن روزے میں ریا نہیں ہو سکتی۔نہ اس کی کوئی صورت ہے نہ اس میں کچھ کرنا ہے۔ دوسری عبادات کی شکل صورت ہوتی ہے کل قیامت کے دن دوسری عبادتیں اہل حقوق لے سکتے ہیں۔مگر روزہ کسی حق والے کو نہ دیا جائے گا۔رب تعالیٰ فرمائے گا روزہ تو میرا ہے یہ کسی کو نہ ملیگا۔

دو قراءتیں ہیں اَجْزِیْ معروف اور اُجْزیٰ مجہول۔یعنی روزے کا بدلہ خود دوں گا دوسری عبادات کا بدلہ فرشتوں سے دلواؤنگا لیکن روزے کا بدلہ خود دوں گا۔ اگر اُجْزیٰ ہو۔معنی یہ ہوگا روزے کا بدلہ میں خود ہوں۔یعنی روزہ دار کو خود خدا ملے گا۔نمازی کو جنت ملے گی، قاری کو جنت ملے گی۔سخی کو جنت ملے گی لیکن روزہ دار کو جنت والا ملے گا۔خود خدا ملے گا جسے خود خدا مل جائے اسے اور کیا چاہئے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ ۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کے وقت سخت پیاس کے بعد ٹھنڈا پانی پینے کے لئے ملتا ہے۔ دوسری نعمتیں ملتی ہیں تو خوشی ہوتی ہے۔ جسمانی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی۔ وفرحۃ عند لقاء ربہ ۔ دوسری خوشی قیامت کے دن جب رب سے ملاقات ہوگی۔ ایک ہوتی ہے زیارت ایک ہوتی ہے ملاقات زیارت دور سے بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن ملاقات دور سے نہیں نزدیک سے ہوتی ہے اس کا معنی یہ ہے کہ کل قیامت کے دن سب کو زیارت ہوگی لیکن روزہ دار کو زیارت بھی ہوگی ملاقات بھی ہوگی۔

ایک لاکھ رمضان کا ثواب

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جس نے مکہ مکرمہ میں رمضان کا مہینہ پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسر آیا قیام کیا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اور جگہ کے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا۔ اور روزانہ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کر دینے اور ہر دن میں نیکی اور ہر رات میں نیکی لکھے گا۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث شریف پر غور کریں کہ وہ مکہ جو سرکار مدینہ کی جائے ولادت ہے وہاں پر اگر کوئی رمضان کے روزے رکھے تو اسے دوسرے مقامات کے ایک لاکھ ماہِ رمضان کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ کتنا ثواب ہے۔ کاش ہمیں مکہ مکرمہ میں رمضان گزارنے کی سعادت مل جائے۔

جنت کی ہوا

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

ہیں کہ جب رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ تو عرش عظیم کے نیچے سے ''مثیرہ'' نامی ہوا چلتی ہے۔ جو جنت کے درختوں کے پتوں کو ہلاتی ہے۔ اس ہوا کے چلنے سے۔ ایسی دلکش آواز بلند ہوتی ہے کہ اس سے بہتر آواز آج تک کسی نے نہیں سنی۔ حوریں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتی ہیں یا اللہ اپنے بندوں میں ہمارے لئے شوہر مقرر فرما۔ پس رمضان کے روزداروں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جس کو ان حوروں میں سے حور نہ ملے۔ اُن حوروں کے واسطے سرخ یاقوت سے بنا ہوا۔ ایک تخت ہے۔ ہر تخت پر ستر فرش ہیں اور ستر نعمت کے خوان مختلف قسم کے کھانوں سے بھرے ہوئے۔ یہ سب نعمتیں روزہ داروں کے لئے ہوں گی۔ اور یہ ان نیکیوں کے علاوہ ہوں گی جو روزہ دار نے رمضان شریف میں کیں۔

(درۃ الناصحین)

رمضان کی تعظیم کی فضیلت

حدیث شریف میں ہے۔ جب رمضان شریف کا چاند نظر آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو فرماتا ہے۔ جنت کی حوروں کو زینت کا حکم دو۔ اور ندا کر دو کہ اے اہل آسمان اور اے اہل زمین ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ جو شخص اس کی تعظیم کرے گا بخشا جائے گا۔ اور شیطان کو قید کر دو تا کہ روزہ دار گناہ کرنے سے محفوظ رہیں۔ (انیس الواعظین)

رمضان شریف کی تعظیم ہمارے لئے ضروری ہے۔ لیکن آج کل بعض مسلمان رمضان کا احترام نہیں کرتے۔ سب کے سامنے سگریٹ پیتے ہیں۔ پان کھاتے ہیں چائے پیتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں۔ گویا کہ انہیں پتہ ہی نہیں کہ رمضان آیا ہے کہ نہیں۔ دفتروں میں بینکوں میں کام کرنے والے سب کے سامنے رمضان کا مذاق

اڑاتے ہیں۔

ایک مسئلہ سن لیں۔ ”جو شخص رمضان المبارک میں بغیر کسی مجبوری کے علی الاعلان جان بوجھ کر کھائے پیے اس کو قتل کر دیا جائے“۔ (ردالمختار)

آتش پرست کی بخشش ہو گئی

شہر بخارا میں ایک آگ کو پوجنے والا آتش پرست رہتا تھا اس نے اپنے بچے کو دیکھا کہ وہ رمضان کے مہینہ میں بازار میں کھڑے ہو کر کھا رہا ہے۔ آتش پرست کی آنکھ میں خون اتر آیا اور اپنے بچے کو تھپڑ مارا اور پکڑ کر اندر لے گیا اپنے بچے کو کہا تجھے پتہ نہیں مسلمانوں کا رمضان کا مہینہ ہے۔ تو بازار میں کھڑے ہو کر کھا رہا ہے جب اس آتش پرست کا انتقال ہو گیا۔ کسی نے خواب میں جنت میں اسے ٹہلتے ہوئے دیکھا تو اسے بڑا تعجب ہوا۔ ”پوچھا تو تو مجوسی تھا جنت میں کیسے آ گیا؟ کہنے لگا واقعی میں مجوسی تھا لیکن جب موت کا وقت آیا تو اللہ نے احترام رمضان کی برکت سے مجھے ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا اور مرنے کے بعد جنت عطا کی۔

(نزہۃ المجالس)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبات صمدانی

جلد سوم

خطبات ماہ رمضان المبارک

پہلا خطبہ	:	فضائل رمضان المبارک
دوسرا خطبہ	:	خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
تیسرا خطبہ	:	غزوہ بدر
چوتھا خطبہ	:	سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ
پانچواں خطبہ	:	جمعۃ الوداع

قصیدہ بردہ شریف

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ ......

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ ......

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ

لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٖ ۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ ......

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ

سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمٖ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ ......



حدیث شریف

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبُزَاقُ فِى الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

ترجمہ: روایت ہے حضرت انس سے' فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے' اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔ (مسلم' بخاری)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسجد کے پکے فرش اور وہاں کی چٹائیوں' مصلّوں پر ہرگز نہ تھوکے کیونکہ وہاں اسے دفن نہ کر سکے گا' یہ ان مسجدوں کے لیے حکم تھا جہاں کے فرش کچے تھے اور وہ بھی سخت ضرورت کے موقع پر جبکہ نماز میں کھنکار آ جائے اور باہر جانے کا موقع نہ ہو' بلا وجہ وہاں جبر و اکراہ تھوکنا منع ہے اور اہانت (توہین) کے لیے وہاں تھوکنا کفر ہے۔ (مشکوٰۃ' باب المساجد' ص ۶۹)

پہلا خطبہ

فضائل رمضان المبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (پ۲، سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۳)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۔

تمام حضرات محبت اور شوق کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج چونکہ رمضان المبارک کا پہلا جمعۃ المبارک ہے اس لئے آج فضائل رمضان اور روزہ دار کی شان بیان کروں گا۔

قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ○

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے: اے ایمان والو! صرف تم پر ہی روزے فرض نہیں کئے گئے بلکہ تم سے پہلے جو امتیں تھیں ان پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے۔ روزے کی حکمت بھی بیان کردی تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ پرہیزگار بن جاؤ۔ پہلی امتوں کے روزوں میں اور ہمارے روزوں میں سحری کا فرق ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے روزے میں سحری کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ کسی نبی نے اپنی امت کو سحری کے لئے نہیں اٹھایا۔

رحمۃ للعالمین کو اپنی امت پر اتنا رحم آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَكَةً ۔ (بخاری ج اول ص ۲۵۷) میرے غلامو! اٹھو سحری کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے۔ (مسلم، ترمذی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔ (طبرانی)

کسی نے اپنی امت کو کھانے کے لئے نہیں اٹھایا اگر اٹھایا ہے تو رحمۃ للعالمین نے اٹھایا ہے۔ سرکار مدینہ نہیں چاہتے کہ میرے امتی کمزور ہو جائیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہتے ہیں ہم تو رات کو ہی اتنا کھالیتے ہیں کہ سحری کو اٹھنے کی ضرورت ہی

پیش نہیں آتی۔ اس طرح روزہ تو ہو جائے گا۔ لیکن ثواب سے محروم ہو جاؤ گے۔ حدیث شریف پر غور کرو فرمایا۔ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَۃٌ ۔ سحری کا کھانا کھاؤ اس لئے کہ سحری کرنے میں برکت ہے۔ سرکار نہیں چاہتے میری امت سحری کی برکت سے محروم ہو جائے۔ بڑا خوش نصیب ہے جو حضور کے فرمان پر سحری کو اٹھتا ہے۔ جو سحری کے لئے اٹھتا ہے وہ خود نہیں اٹھتا اسے حضور اٹھاتے ہیں۔ ہم جب سحری کھاتے ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں۔ سحری میں دوسری حکمت یہ ہے کہ نماز تہجد کا وقت ہے۔ اُٹھے ہو تو نماز تہجد بھی پڑھ لو اگر رمضان میں نماز تہجد کی عادت پڑ گئی پورے سال کے لئے تہجد خواں ہو گیا۔ تو ہو سکتا ہے۔ تیرا نام ولیوں کی فہرست میں لکھ دیا جائے۔ رحمت خداوندی تیرے سر پر ولایت کا تاج سجادے۔ سرکار مدینہ چاہتے ہیں میرے غلام تہجد خواں ہو جائیں۔ ولی بن جائیں اس لئے جتنی توفیق ہو تہجد کے نفل پڑھ لو۔ آٹھ پڑھ لو۔ بارہ پڑھ لو۔

سحری کی اجازت کیسے ملی

اگلی شریعتوں میں افطار کے بعد سے عشاء تک کھانا پینا اور عورتوں سے جماع کرنا حلال تھا بعد نماز عشاء یہ سب چیزیں رات میں بھی حرام ہو جاتی تھیں۔ شروع اسلام میں بھی یہی حکم رہا۔ پھر حضرت صرمہ ابن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آ جانے پر صبح تک کھانا۔ پینا درست ہوا۔ پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے عشاء کی نماز کے بعد اپنی بیویوں سے جماع کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل کرنے کے بعد حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور رونے لگ گئے اور عرض کی میں نے اپنی بیوی سے عشاء کے بعد

جماع کرلیا ہے۔ اس پر دوسرے صحابہ بھی کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے ہم سے بھی یہ خطا ہوگئی ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ۔ روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا۔ (تفسیر نعیمی ج دوم ص ۲۵۰)

ایک اور حدیث شریف میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اور عرض کی آقا جان بوجھ کر میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے۔ "وَقَعْتُ عَلٰى اِمْرَاَتِيْ وَاَنَا صَائِمٌ" (بخاری ج اص ۲۵۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا ہے اب میں کیا کروں۔ کفارہ ادا کرو۔ "هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا" کیا تیرے پاس ایک غلام ہے جسے تو آزاد کرے۔ عرض کی نہیں۔ "هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا" کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے عرض کیا نہیں۔ فرمایا

فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

کیا تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ عرض کی نہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهَا تَمْرٌ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ ۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کھجور کے پتوں کا بنا ہوا ٹوکرہ جس میں کھجوریں تھی بطور ہدیہ لایا گیا۔ جب کھجوروں کا ٹوکرا آ گیا تو حضور نے فرمایا اَيْنَ السَّائِلُ ۔ سائل کہاں ہے عرض کی حضور میں حاضر ہوں۔ فرمایا یہ کھجوریں لے لو اور

فَتَصَدَّقْ بِهٖ ساٹھ مسکینوں کو صدقہ کردو۔ اس نے عرض کی۔ میرے اور میرے گھر والوں سے زیادہ مدینہ میں کوئی فقیر ہے ہی نہیں۔ میں تو سب سے زیادہ فقیر ہوں محتاج ہوں۔ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَتْ اَنْيَابُهٗ بس حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے حتیٰ کہ آپ کے سامنے کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ فرمایا اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ اپنے اہل وعیال کو کھلا دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

(بخاری شریف ج اول ص ۲۵۹)

اتنا رحیم وکریم آقا گناہ بھی کریں اور منہ بھی میٹھا ہو جائے۔

ہر جرم پہ کرم ہر خطا پہ عطا
رحمت مصطفےٰ اور کیا چاہئے
نعمتیں دو جہاں کی وہ دے کہ مجھے
پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہئے

کفارہ کی تین ہی صورتیں ہیں۔ غلام آزاد کرنا، دو ماہ کے روزے رکھنا، ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا، چوتھی صورت کوئی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ سرکار نے فرمایا جاؤ کھجوریں خود کھاؤ۔ اپنے اہل وعیال کو کھلا دو تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

رات میں سحری تک کھانے پینے کی اجازت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت صرمہ ابن قیس ایک مزدور صحابی تھے۔ ایک دن روزہ کی حالت میں دن بھر کام کیا۔ شام کو گھر آئے۔ بیوی سے کھانا مانگا۔ بیوی رفیقۂ حیات وفا شعار بیوی کھانا پکانے میں مشغول ہوگئی۔ صرمہ ابن قیس لیٹ گئے۔ تھکے تو تھے ہی۔ آنکھ لگ گئی۔ سو گئے جب بیوی نے کھانا تیار کر کے انہیں

بیدار کیا جگایا تو صرمہ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اب کھانا حرام ہو چکا تھا۔ اور اسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا۔ جس سے نہایت کمزور ہو گئے اور دو پہر کو غشی آ گئی۔ اس وقت قرآن کریم کی یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی اور سحری تک کھانے پینے کی اجازت مل گئی۔

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرہ)

اور کھاؤ اور پیئو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لئے سفیدی کا دوڑا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تین بد دعائیں کیں

کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا ''آمین'' جب دوسرے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا ''آمین'' جب تیسرے درجہ پر قدم مبارک رکھا فرمایا ''آمین'' جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے۔ جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا ''آمین'' پھر جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا۔ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا ''آمین''۔

جب میں تیسری درجے پر چڑھا تو انہوں نے کہا۔ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پادیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا ''آمین''۔

اس حدیث شریف میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تین بددعائیں کی ہیں اور حضور رحمۃ للعالمین نے ان تینوں پر آمین فرمائی ہے۔ ہر سال رمضان المبارک میں اس حدیث شریف کو پڑھتا بھی ہوں اور بیان بھی کرتا ہوں صحیح بات یہ ہے جس وقت میں حدیث پڑھتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسے فرشتے کی بددعا ہی کیا کم ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر آمین فرمانا آپ کی آمین نے بددعا جتنی سخت بنا دی ہے وہ ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تین چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ اور اپنے حبیب کے صدقے ہم پر اپنا فضل وکرم فرمائے۔ آمین۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہلاک ہو وہ جس نے رمضان پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ رمضان شریف کا برکتوں والا مہینہ آیا اور اسے پتہ نہیں کہ رمضان آیا ہے کہ نہیں اس کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا نہ رمضان کا روزہ رکھا نہ نماز تراویح پڑھی۔ نہ قرآن کریم کی تلاوت کی رمضان شریف میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے۔ گناہوں کی وجہ سے بدکاریوں کی وجہ سے بخشش سے اور مغفرت سے محروم رہا تو اس کی ہلاکت تباہی و بربادی میں کوئی شک نہیں اس کے لئے جبرائیل علیہ السلام نے بددعا کی ہے اور حضور نے اس پر آمین کہی ہے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منبر کے دوسرے درجہ پر قدم مبارک

رکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جو آپ کا نام نامی سنے اور آپ پر درود شریف نہ پڑھے۔

اہلسنت و جماعت بڑے خوش نصیب ہیں کہ اپنے آقا کا نام سنتے ہی فوراً درود شریف پڑھتے ہیں۔ انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر لگا کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔

درود شریف کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن ہر مقام اور ہر جگہ میں میرے نزدیک تم میں سے وہ ہوگا جس نے تم میں سے دنیا میں مجھ پر درود پاک زیادہ پڑھا ہوگا۔ (سعادۃ الدارین ص ۶۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔
(ترمذی ج ۱ ص ۶۴)

حضرت ابوطلحہ نے فرمایا کہ میں ایک دن حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے رحمت عالم کو اتنا خوش اور ہشاش بشاش دیکھا کہ میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے سبب پوچھا تو فرمایا میں کیوں نہ خوش ہوں کہ ابھی ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام یہ پیغام دے کر گئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر ایک بار درود پاک پڑھے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس رحمتیں بھیجیں اور میں اس کے دس گناہ مٹا دوں اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دوں اور جو ایک مرتبہ سلام پڑھے تو میں اس پر دس بار سلام

بھیجوں۔ (مشکوۃ ص ۸۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل وہ ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود پاک نہ پڑھا۔ (مشکوۃ ص ۸۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ (القول البدیع ص ۱۴۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے۔ اسی دن میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن میں ان کا وصال ہوا۔ اسی دن میں قیامت ہوگی۔ اسی دن میں مخلوق پر بے ہوشی وارد ہوگی۔ لہٰذا تم اس دن میں مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو کیونکہ تمہارا درود پاک میرے دربار میں پیش کیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے حضور کی دربار میں درود شریف پیش ہوگا۔ حالانکہ انسان قبر میں جا کر بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے اجسام مبارکہ کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (یعنی انبیاء کے جسم پاک صحیح وسلامت رہتے ہیں لہٰذا تمہارا درود پاک میرے وصال کے بعد بھی میرے دربار میں اسی طرح پیش کیا جائے گا۔ (سعادۃ الدارین ص ۸۷)

تیسری بددعا والدین کے نافرمان کے بارے میں ہے۔

والدین کا بیان

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۔ (پ ۱ ع ۱۰) اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کے بعد والدین کی فرمانبرداری کا مقام

ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ میں غزوہ میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور اس لئے آیا ہوں تاکہ مشورہ کر لوں فرمایا تیری ماں ہے۔ عرض کی کہ ہاں فرمایا کہ اس کی خدمت کو لازم رکھ کیونکہ اس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ (مشکوٰۃ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے عرض کی میری خدمت اور احسان کا زیادہ مستحق کون ہے ارشاد ہوا۔ تیری ماں۔ اس شخص نے عرض کی کہ اس کے بعد فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر عرض کی کہ اس کے بعد فرمایا تیری ماں۔ پھر عرض کی اس کے بعد؟ فرمایا: تیرا باپ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اس کی عمر بڑھائی جائے اور اس کے رزق میں زیادتی کی جائے۔ تو وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے اور صلہ رحمی کرے (مشکوٰۃ شریف' ص ۴۱۸ عربی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی کے (دونوں) ماں باپ یا ایک ان میں سے وفات پا جائے اور یہ ان کا نافرمان تھا (اب فرمانبردار بننے کا طریقہ یہ ہے) کہ ان کے لئے دعا کرے اور ان کے حق میں استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو فرمانبردار لکھ دے گا (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۱)۔

ان احادیث سے معلوم ہوا والدین کا بے حد احترام کرنا چاہئے۔ لیکن آج کل نوجوان بالکل احترام نہیں کرتے۔ گالیاں دیتے ہیں۔ بے عزتی کرتی ہیں۔ نافرمانی کرتے ہیں۔ ماں باپ اپنی ساری قوتیں اور توانائیاں اولاد کی پرورش پر لگا دیتے ہیں۔ لیکن بیٹا جب جوان ہو جاتا ہے اس کی گردن میں سریا آ جاتا ہے اور ماں باپ کی کوئی بات ماننے کے لئے عزت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ سرکار مدینہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں سرکار مدینہ نے حلیمہ کے لئے اپنی چادر مبارک بچھادی۔ بہت دیر تک سرگوشی فرماتے رہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے قحط سالی کی شکایت کی۔ ہمارے علاقے کی قحط کی وجہ سے بری حالت ہے۔اور میں آپ کی مدد چاہتی ہوں۔جب حلیمہ رضی اللہ عنہا واپس جانے لگیں تو حضور نے حلیمہ رضی اللہ عنہا کو چالیس بکریاں دیں اور ایک اونٹ سامان کا بھر کر دیا۔اور بہت دور تک چھوڑنے کے لئے گئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ خوش نصیب مائی کون تھی فرمایا تم جانتے نہیں یہ میری رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ تھی۔ پھر بعثت کے بعد حاضر ہوئیں۔ ایمان لے آئیں خاوند حارث بھی ایمان لے آیا۔دونوں نے حضور کی بیعت کی۔ اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوگئے۔

(ضیاء النبی ج ۲ ص ۴۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رضاعی والدہ ہے اگر حقیقی والدہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتنا احترام کرتے۔

حضرت بایزید بسطامی کی والدہ

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں مجھے جو مرتبہ اور مقام ملا ہے یہ صدقہ ہے میری ماں کی دعاؤں کا۔آپ فرماتے ہیں ایک رات عشاء کی نماز کے بعد میری والدہ سوگئیں اور میں بھی سو گیا۔تھوڑی دیر کے بعد میری والدہ نے کہا پانی لاؤ پیاس لگی ہے۔ میں فوراً اٹھا پانی تلاش کیا لیکن اتفاقاً اس وقت گھر میں پانی نہیں تھا۔ میں پانی لینے کے لئے باہر گیا پانی لے کر جب واپس پہنچا تو والدہ سو چکی تھی۔ میں پانی لے کر کھڑا ہو گیا کہ جب والدہ بیدار ہوگی تو پانی پیش کر دوں گا۔ والدہ تہجد گزار تھی

تہجد کے وقت اٹھی۔ بایزید نے پانی پیش کیا۔ کہا کب سے کھڑے ہو۔ عرض کی ساری رات گزر گئی ہے انتظار میں۔ میں نے سوچا جب والدہ بیدار ہو گی پانی پیش کر دوں گا۔ ماں تھی دل میں رحم آیا کہا بیٹا لاؤ پانی اب اس پانی سے پیاس نہیں بجھاؤں گی بلکہ نماز تہجد کا وضو کروں گی۔ والدہ نے وضو کیا مصلیٰ بچھایا نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھ کر دعا کی یا اللہ بایزید کو جس طرح تو نے میرا فرمانبردار بنایا ہے اسی طرح اپنا بھی فرمانبردار بنا لے۔ بایزید فرماتے یہ جو مقام ملا ہے یہ صدقہ ہے میری ماں کی دعاؤں کا۔ اگر دنیا میں کوئی مرتبہ اور مقام چاہتے ہو تو ماں کی خدمت کرو۔

(تذکرۃ الاولیاء ص ۹۰)

حضرت اویس قرنی کا والدہ کی خدمت کرنا

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی یمن کی طرف اپنا چہرہ مبارک کر کے فرماتے تھے مجھے یمن سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ صحابہ نے عرض کی حضور وہاں کون ہے۔ فرمایا وہاں اویس قرنی ہے۔ جو میرے ساتھ بے پناہ محبت کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کیا وہ کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ لیکن چشم ظاہری کے بجائے چشم باطنی سے ان کو میرے دیدار کی سعادت حاصل ہے۔

اویس قرنی دو وجہ سے میرے پاس نہیں آسکے ایک وجہ غلبہ حال ہے۔ دوسری وجہ تعظیم شریعت ہے۔ فرمایا اویس کی والدہ مومنہ ہے۔ ضعیف ہے اور نابینا ہے۔ اس کی خدمت کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ اویس انکی خدمت کرتے ہیں اس وجہ سے میرے پاس زیارت کے لئے نہیں آسکے۔ صحابہ نے عرض کی حضور ہم ان کی زیارت کر سکیں گے۔ فرمایا نہیں۔ البتہ عمر اور علی ان کی زیارت کریں گے۔ ان کی پہچان اور شناخت اور نشانی یہ ہے کہ پورے جسم پر بال ہیں۔ اور ہتھیلی کے بائیں

طرف ایک درہم کے برابر سفید رنگ کا داغ ہے۔ لیکن وہ برص کا داغ نہیں ہے۔ جب ان سے ملاقات ہو تو میرا اسلام کہنا میری امت کے لئے دعا کرنے کا پیغام بھی دینا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

حضرت اویس قرنی نے ماں کی خدمت کی وجہ سے صحابیت کا درجہ حاصل نہیں کیا اور تابعی بن گئے۔ (تذکرۃ الاولیا، ص ۱۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مر جائے اور وہ ان کی زندگی میں نافرمانی کرتا تھا۔ تو اگر وہ ان کے لئے ہمیشہ دعائے مغفرت کرتا رہے۔ تو وہ شخص فرمانبرداروں میں شمار ہو گا۔ (مشکوۃ)

حضرت جنید بغدادی کا مرید

حضرت جنید بغدادی کا ایک مرید تھا اس کا ایک دم رنگ تبدیل ہو گیا۔ حضرت جنید نے رنگ تبدیل ہونے کی وجہ پوچھی۔ اس نے بتایا کہ میں اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں اسے بطور مکاشفہ معلوم ہو گیا تھا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لاکھ پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف کبھی پڑھا تھا۔ اپنے مرید کی والدہ کو بخش دیا۔ اور مرید کو خبر نہ دی۔ مگر حضرت جنید بغدادی نے دیکھا کہ وہ تو جوان مرید ہشاش بشاش ہے۔ بہت خوش ہے۔ چہرے پر مسکراہٹ ہے۔ حضرت جنید بغدادی نے پھر وجہ پوچھی کہ تو خوش کیوں ہے۔ اس نے عرض کی میں خوش اس لئے ہوں کہ اب میں اپنی والدہ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ سو اس پر آپ نے فرمایا کہ اس جوان

کے مکاشفہ کا درست ہونا حدیث سے معلوم ہوا۔ اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔ (تحذیر الناس)

بات لمبی ہوگئی۔ اب فضائل رمضان کی طرف آتا ہوں۔

تین آدمیوں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حَتّٰی یُفْطِرَ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَیُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَیَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ ۔

(ترمذی ترغیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی افطار کے وقت۔ دوسرے عادل بادشاہ کی دعا۔ تیسرے مظلوم کی جس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔ اگر کبھی دعا کی قبولیت میں کچھ دیر ہو جائے تو دعا چھوڑنی نہیں چاہئے۔ سرکار مدینہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا کوئی پیارا دعا کرتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔ الٰہی تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ حکم ہوتا ہی ٹھہر و ابھی کچھ نہ دو تا کہ پھر مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز پسند ہے۔ اور جب کوئی کافر یا فاسق دعا کرتا ہے۔ تو

فرماتا ہے اس کا کام جلدی کر دو تا کہ پھر نہ مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز نا پسند ہے۔ (بیہقی)

جب قبولیت کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ تو روزہ دار کو افطار کے وقت ضرور دعا کرنی چاہئے۔ دعا کی قبولیت میں دیر ہو جائے تو دعا چھوڑنی نہیں چاہئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے لئے دعا کی کہ ایمان نہیں لاتا برباد ہو جائے۔ دعا قبول ہوگئی لیکن چالیس سال لگ گئے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے حضور کے لئے دعا کی تو دعا قبول ہوگئی لیکن تین ہزار سال کے بعد تین ہزار سال لگ گئے سرکار دنیا میں تشریف لائے اور دنیا کو توحید کی دعوت دی۔

دعا کی قبولیت میں اگر دیر ہو جائے تو دعا کرتے رہیں دعا چھوڑ نہ دیں۔

دعا کی قبولیت کا معنیٰ سمجھ لیں

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب مسلمان دعا کرتا ہے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دعا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عنایت کرتا ہے۔ یا وہی چیز ملتی جس کی دعا کی۔ یا اس کے بدلے میں کوئی مصیبت دور کر دی جاتی ہے یا آخرت میں ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ تو اس لئے روزہ دار کو افطار کے وقت ضرور دعا کرنی چاہئے۔ ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ ایک بندے کو بلائے گا اور ارشاد فرمائے گا۔ اے میرے بندے میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی۔ بندہ عرض کرے گا مانگی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے کوئی ایسی دعا کی کہ میں نے قبول نہ کی ہو۔

تو نے فلاں دعا مانگی تھی میں نے فلاں تکلیف دور کر دی تھی۔ میں نے اس کو دنیا میں پورا کر دیا تھا اور فلاں غم کے دور ہونے کی دعا کی تھی مگر اس کا کچھ اثر تجھے معلوم نہیں۔ میں نے اس کے بدلے میں فلاں اجر وثواب تیرے لئے مقرر کیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ اس کو ہر دعا یاد کروائی جائے گی۔ اس کا دنیا میں پورا ہونا یا آخرت میں اس کا بدلہ بتایا جائے گا۔ اس اجر اور ثواب کی کثرت کو دیکھ کر وہ اس کی تمنا کرے گا۔ کاش دنیا میں اس کی کوئی بھی دعا پوری نہ ہوئی ہوتی۔ کہ یہاں اس قدر اجر وثواب ملتا۔ دعا کی قبولیت میں دیر ہو جائے تو بددل نہیں ہونا چاہئے بلکہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت یحیٰی بن سعید بن قطان نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا عرض کیا اے اللہ میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا۔ حکم ہوا اے یحیٰی میں تیری آواز پسند کرتا ہوں۔ اس لئے تیری دعا کی قبولیت میں تاخیر کرتا ہوں۔

(احسن الوعا)

افطار کے وقت اپنے لئے اپنے بیوی بچوں کے لئے ملک پاکستان کے لئے ملت اسلامیہ کے لئے دعا کریں انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔

روزہ ڈھال ہے

اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مَّالَمْ يُخَرِّقْهَا ۔(نسائی۔ابن ماجہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے۔ جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔ ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آدمی ڈھال سے میدان جنگ میں دشمن سے اپنی حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح روزہ

ایمان کے دشمن شیطان سے حفاظت کرتا ہے۔

روزہ دار کا گناہوں سے پرہیز کرنا

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ۔(رواہ البخاری کتاب الصوم ج ۱ ص ۲۵۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو آدمی جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ہی نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رُبَّ صَائِمٍ لَّيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَّيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهْرُ ۔(رواہ ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ نے ارشاد فرمایا بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے ثمرات میں سوائے بھوکا رہنے کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے کی مشقت کے سوا کچھ بھی نہ ملا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ امْرُءٌ صَائِمٌ ۔(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۵)

جب تم میں سے کسی ایک کا روزہ ہو تو وہ فحش باتیں نہ کرے۔ بیہودہ بات نہ کہے۔ شور نہ کرے۔ نہ چلائے۔ اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ روزے کی حقیقت ''رکنا ہے'' اور رکے رہنے کی بہت سی شرائط ہیں۔ مثلاً معدے کو کھانے پینے سے روکے رکھنا۔ آنکھ کو شہوانی نظر سے روکے رکھنا۔ کان کو غیبت سننے۔ زبان کو بے ہودہ اور فتنہ والی باتیں کرنے سے روکے رکھنا۔ اور جسم کو حکم الٰہی کی مخالفت سے روکے رکھنا روزہ ہے۔ جب روزہ دار ان شرائط کی مکمل پیروی کرے گا۔ تب وہ روزہ دار ہوگا۔ لیکن آج کل روزے کے آداب کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا۔

(کشف المحجوب ص ۵۱۷)

روزہ دار کو چاہئے کہ جہاں روزے میں اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے وہاں وہ جھوٹ، فریب، بدکاری، لڑائی، جھگڑا سب چھوڑ دے کیونکہ آنکھ کا روزہ ہے۔ زبان کا، کان کا، ہاتھ کا، پاؤں کا بھی روزہ ہے۔

آنکھ کا روزہ، کہ آنکھ جب بھی اٹھے صرف جائز کام ہی کی طرف اٹھے۔ ڈرامے نہ دیکھے، غیر محرم کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

نگاہ شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو اس سے بچ جائے گا اللہ کے ڈر کی وجہ سے وہ اپنے اندر نور ایمان کی حلاوت پائے گا۔

علامہ اقبال بھی فرماتے ہیں

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
حق نے دل کو کیا ہے نگاہ کا پیرو

کان کی حفاظت کریں۔ غیبت نہ سنیں۔ گانا نہ سنیں۔ کوئی خلاف شرع بات نہ

سنیں۔ حدیث میں ہے غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہیں۔

زبان کی حفاظت کریں۔ جائز باتوں کے لئے حرکت میں آئے۔ زبان سے غیبت فضول باتیں منع ہیں۔ غیبت سے روزہ ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ زبان کا چٹخارہ ہے ہم اس سے باز نہیں آتے۔ ہماری مجلسیں غیبت سے گرم ہوتی ہیں۔ ہم غیبت کر کے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

غیبت کسے کہتے ہیں؟

حضور پرنور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ غیبت کسے کہتے ہیں حضور نے فرمایا کہ کسی کی پس پشت (پیٹھ کے پیچھے) ایسی بات کرنی جو اسے ناگوار ہو۔ سائل نے پوچھا کہ اگر اس میں واقعتاً وہ بات موجود ہو جو کہی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی تو غیبت ہے اگر واقعتاً موجود نہ ہو تب تو بہتان ہے۔

اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْغِيْبَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ اَنْ يَّسْمَعَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ كَانَ حَقًّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذَالِكَ الْبُهْتَانَ ۔

(مسلم شریف)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ غیبت کس کو کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کسی شخص کا حال ایسے بیان کرے کہ اگر وہ سنے تو اس کو برا معلوم ہو اس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ بات سچ ہو۔ تو آپ نے فرمایا اگر وہ بات جھوٹ ہو تو وہ بہتان ہے۔

یعنی جو بات کسی کے سامنے نہ کہہ سکیں۔

اور اس کے پیچھے کہیں تو وہ غیبت کہلاتی ہے۔ خواہ وہ بات سچی ہی کیوں نہ ہو۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کچھ لوگوں کو اپنے ناخنوں سے چہرے کا گوشت نوچتے ہوئے دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ غیبت کرنے والے ہیں۔

غیبت کرنے والی عورتیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ ان کو روزہ کی حالت میں سخت بھوک لگی اور سخت پیاس لگی یہاں تک کہ ناقابل برداشت ہوگئی۔ جان نکلنے کو ہوگئی۔ برا حال ہوگیا۔

صحابہ کرام نے ان عورتوں کا حال حضور سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا پیالہ لے جاؤ اور ان کو کہو اس میں قے کریں۔ ان عورتوں نے جب قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ خون نکلا لوگ دیکھ کر حیران ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال روزی سے روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا۔ یعنی یہ دونوں ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر غیبت کرتی ہیں۔ (احمد)

یہ بھی معلوم ہوتا ہے غیبت کی وجہ سے روزہ زیادہ لگتا ہے۔ جو لوگ پرہیز گار ہیں انہیں روزہ نہیں لگتا۔ روزہ رکھنے کے بعد زبان کی حفاظت کریں۔ ہاتھ کی حفاظت کریں۔ یعنی ہاتھوں کو ناجائز چیز پکڑنے سے روکنا چاہئے۔ پاؤں کی حفاظت کریں۔ پاؤں کو ناجائز کام کی طرف جانے سے روکنا چاہئے۔

خصوصاً پیٹ کی حفاظت کریں

شام کو روزہ افطار کرنے کے وقت حرام مال سے روزہ افطار نہ کریں رشوت، غبن، چوری کے مال سے روزہ افطار نہ کریں۔ حرام مال سے روزہ افطار کر کے روزہ برباد نہ کریں۔ رزق حلال سے روزہ افطار کریں۔ اور دل اللہ سے ہی لگائیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کی دعا کریں ہوسکتا ہے کوئی ایسی غلطی ہوگئی ہو جس کا پتہ ہی نہ ہو اور روزہ منہ پر ماردیا جائے اس لئے اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کی دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے روزوں کو قبول فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



حدیث شریف

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ ۔

(رواہ الترمذی)

ترجمہ: روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو تلاشِ علم میں نکلا وہ واپسی تک اللہ کی راہ میں ہے۔ (مشکوۃ، کتاب العلم، ص ۳۴)

یعنی جو کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے اپنے گھر سے یا علم کی جستجو میں اپنے وطن سے علماء کے پاس گیا، وہ بھی مجاہد فی سبیل اللہ ہے، غازی کی طرح گھر لوٹنے تک اس کا سارا وقت اور ہر حرکت عبادت ہوگی، گھر آ جانے کے بعد یہ ثواب ختم ہو جائے گا اور پھر عمل اور تبلیغ کرنے کا ثواب شروع ہوگا۔

دوسرا خطبہ

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا o (پ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۳۳) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم اور معزز دوستو! آج خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو نذرانہ عقیدت پیش کروں گا۔ آپ کے سامنے جو آیت تلاوت کی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے۔ اے نبی کے گھر والوں تم سے ہر ناپاکی

دور فرمادے۔اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی بیٹی اور چہیتی بیٹی ہیں۔کون فاطمہ جس کا باپ سید الانبیاء ہے کون فاطمہ جس کا شوہر سید الاولیاء ہے کون فاطمہ جس کا بیٹا سید الشھداء ہے،کون فاطمہ جو خود سیدۃ النساء ہے،کون فاطمہ جس کی تصویر تصویر مصطفےٰ ہے۔کون فاطمہ جس کی تاثیر تاثیر مصطفےٰ ہے۔آج مختصر وقت میں تصویر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوگا۔حضور کی سب سے چھوٹی بیٹی کا ذکر ہوگا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیٹی کا ذکر ہوگا۔آپ کی ولادت نبوت کے پہلے سال ہوئی (مدارج النبوت)۔حضرت فاطمہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔آپ کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔آپ کا نام فاطمہ ہے فاطمہ بنا ہے فطم سے بمعنی دور ہونا۔چونکہ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ اوران کی اولاد اوران سے محبت کرنے والوں کو دوزخ کی آگ سے دور کیا ہے اس لئے آپ کا نام فاطمہ ہے۔لقب بتول ہے۔بتول بمعنی کٹ جانا۔منقطع ہونا۔چونکہ آپ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ تھیں لہٰذا بتول لقب ہوا۔زہرہ بمعنی کلی۔آپ جنت کی کلی تھیں۔آپ کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی تھی۔جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونگھا کرتے تھے۔اس لئے آپ کا لقب زہرا ہے۔(مرقات)

حضرت فاطمہ سر سے لے کر پاؤں تک ہم شکل مصطفےٰ تھیں۔آپ کی چال ڈھال وضع قطع حضور کے مشابہ تھی۔اللہ تعالیٰ نے حضور کی جیتی جاگتی تصویر بنایا تھا۔علامہ محمد اقبال شاعر مشرق فرماتے ہیں۔

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز

از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

حضرت مریم عیسیٰ کی نسبت سے بلند مرتبہ ہیں۔لیکن حضرت فاطمہ تین نسبتوں

سے عزیز ہیں۔

نور چشم رحمۃ للعالمین
آں امام اولین و آخرین

حضرت فاطمہ حضور کی آنکھوں کا نور ہیں

بانوئے آں تاجدار ھل اتی
مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

حضرت فاطمہ کے شوہر شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔

مادرآں مرکز پر کار عشق
مادرآں قافلہ سالار عشق

حضرت فاطمہ حضرت امام حسین کی والدہ ہیں جو عشق کی پر کار کا مرکز ہیں۔

رشتہ آئینِ حق زنجیر پاست
پاس فرمان جناب مصطفٰے است
ورنہ گردے تُر بتش گر دیدمے
سجدہ ھا بر خاک او پاشیدمے

اگر قرآن کا رشتہ میرے پاؤں کی زنجیر اور حضور کے فرمان میں ممانعت نہ ہوتی۔ تو میں فاطمہ کی قبر کا طواف کرتا اور ان کی قبر کے ذروں پر سجدے لٹاتا۔

(اسرار ورموز)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ چھ ماہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول رہا کہ جب نماز فجر کے لئے گھر سے نکلتے اور حضرت فاطمہ کے دروازے

کے قریب سے گزرتے تو فرماتے اے اہل بیت نماز قائم کرو۔ (اور پھر یہ آیت پڑھتے) اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا ○ اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والوں تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے۔ اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (الدرة البیضانی مناقب فاطمۃ الزہرا)

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیت تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ فاطمہ میری جان کا حصہ ہے پس جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (مشکوۃ باب مناقب اہل بیت)

حضور کا استقبال فرمانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہستیوں کا کھڑے ہو کر استقبال کیا ہے اور وہ دونوں عورتیں ہیں۔ ایک فاطمہ اور دوسری حضرت حلیمہ سعدیہ۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کتنی شفقت اور محبت فرماتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور جب سیدہ فاطمہ کو آتے ہوئے دیکھتے۔ تو خوش آمدید کہتے۔ پھر ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ انہیں بوسہ دیتے۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر لاتے۔ اور انہیں اپنی نشست پر بٹھاتے۔ اور جب سید فاطمہ آپ کو اپنی طرف تشریف لاتے ہوئے دیکھتیں تو خوش آمدید کہتیں۔ پھر کھڑی ہو کر استقبال کرتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کو بوسہ دیتی۔ (نسائی رقم الحدیث ۹۲۳۶)

اللہ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل وعیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو فرما کر سفر پر روانہ ہوتے وہ حضرت فاطمہ ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہ ہوتیں۔

سبحان اللہ کیا شان ہے حضرت فاطمہ کی اور کیا محبت کا انداز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ایک محبت کا انداز ہے کہ آپ سفر پر جاتے ہوئے سب سے آخر میں حضرت فاطمہ سے ملتے۔ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے خاتون جنت سے ملتے۔

سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ　　جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

ام المومنین حضرت عائشہ سے پوچھا گیا رسول اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا قَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ پھر پوچھا گیا مردوں سے قَالَتْ زَوْجُھَا ان کے شوہر علی۔ (مشکوۃ مناقب اہل بیت)

یہ حضرت عائشہ کی حق گوئی ہے کہ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ حضور کو سب سے زیادہ پیاری میں تھی۔ اور میرے بعد میرے والد۔ جو آپ کے علم میں حق تھا وہ صاف صاف بیان کر دیا۔ اگر یہی سوال حضرت فاطمہ سے ہوتا۔ تو آپ فرماتیں کہ حضور کو سب سے زیادہ پیاری عائشہ تھیں۔ پھر ان کے والد ابوبکر صدیق۔ ان کے دل بالکل صاف تھے۔ ان لوگوں پر افسوس ہے جو انہیں دشمن کہتے ہیں۔ (اشعۃ)

اولاد میں سب سے زیادہ پیاری فاطمہ ہیں' بھائیوں میں زیادہ پیارے علی ہیں' ازواج میں زیادہ پیاری عائشہ ہیں۔ یہ محبت کا ایک سلسلہ ہے۔ ام المومنین حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضور کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو چلنے پھرنے، اٹھنے، بیٹھنے، حسن اخلاق اور گفتگو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ نہیں دیکھا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۲۷)

کیونکہ خاتون جنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کا ٹکڑا ہیں۔ جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۶۸)

ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کے پاس موجود تھیں۔ جناب فاطمہ آئیں۔ آپ کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے بالکل مختلف نہ تھی۔ تو جب انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا خوش آمدید۔ اے میری بچی پھر انہیں بٹھا لیا۔ پھر ان سے سرگوشی کی۔ آپ بہت سخت روئیں۔ جب ان کا رنج ملاحظہ فرمایا۔ تو ان سے دوبارہ سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں۔ پھر جب رسول اللہ تشریف لے گئے۔ تو میں نے ان سے سرگوشی کے متعلق پوچھا۔ آپ بولیں۔ کہ میں رسول اللہ کا راز فاش نہیں کرسکتی۔ پھر جب حضور کی وفات ہوگئی تو میں نے کہا میں تم کو اس کی وجہ سے جو میرا تم پر حق ہے قسم دیتی ہوں کہ تم مجھے بتاؤ آپ بولیں لیکن اب تو ہاں ضرور۔ جس وقت حضور نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال مجھ پر قرآن مجید ایک بار پیش کیا کرتے تھے اور انہوں نے اس سال مجھ پر دو بار پیش کیا۔ میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ میری وفات قریب ہے۔ تم اللہ سے ڈرتی رہنا۔ اور صبر کرنا۔ میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں تو میں رونے لگی۔ جب حضور نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویوں یا مومنوں کی بیویوں کی سردار ہو۔ ایک روایت میں ہے

کہ مجھ سے حضور نے سرگوشی کی کہ اس بیماری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گی تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی مجھے خبر دی کہ میں ان کے گھر والوں میں پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی۔ (مشکوٰۃ مناقب اہل بیت)

اس حدیث شریف میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ حضور کی وفات کے بالکل قریب ہی واقعہ ہے۔ اس وقت گھر میں تمام ازواج موجود تھیں لیکن یہ راز کی بات صرف حضرت فاطمہ سے فرمائی۔ حضرت عائشہ نے پوچھا سرگوشی کے متعلق تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتی۔ جب حضور کا وصال ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں تمہاری ماں ہوں اور تم میری بیٹی ہو۔ ماں کا بیٹی پر حق ہوتا ہے۔ اس حق کا واسطہ دیکر کہتی ہوں کہ اب تم مجھ کو بتاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا سرگوشی کی تھی۔ حضرت فاطمہ نے بتایا کہ پہلی مرتبہ جو سرگوشی کی تو فرمایا میری وفات قریب ہے۔ میں رونے لگ گئی دوسری مرتبہ جو سرگوشی کی تو فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو۔ میں ہنس پڑی۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وصال کا علم تھا۔ جو کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے وہ خود ہی کچھ نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ جانتے ہیں۔ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا کی شان کا بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ وہ صبر کرنے والی ہیں وہ عفت وعصمت کی شہزادی ہیں۔

سیدہ فاطمہ کی شادی

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذی الحجہ ۲ھ میں کر دیا۔ اس وقت سیدہ

فاطمہ کی عمر مبارک پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی تمہارے پاس حق مہر کے لئے کچھ ہے۔ حضرت علی نے عرض کی میرے پاس ایک تلوار، ایک گھوڑا، اور ایک زرہ ہے۔ حضور نے فرمایا تلوار اور گھوڑا جہاد کے لئے ہیں البتہ زرہ فروخت کر دو۔ اور اس کی قیمت لے آؤ۔ زرہ بیچنے کے لئے حضرت علی جا رہے تھے راستے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مل گئے۔ پوچھا علی کہاں جا رہے ہو کہا زرہ بیچنے۔ حضرت عثمان نے کہا کتنے کی ہے؟ علی نے کہا چار سو اسی درہم کی ہے۔ چار سو اسی درہم کی زرہ خرید لی۔ حضرت علی نے رقم وصول کر لی اور زرہ عثمان کے سپرد کر دی۔ حضرت علی جب واپس جانے لگے۔ حضرت عثمان نے بلایا اور فرمایا یہ زرہ بھی میری طرف سے آپ لے لیں۔ زرہ میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔ حضرت علی نے عثمان کے اس سلوک کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت علی زرہ اور درہم لے کر حضور کے پاس پہنچے اور سارا واقعہ سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اس رقم سے ایک مٹھی بھر کے درہم ابوبکر کو دیئے اور فرمایا شادی کے لئے ضروری چیزیں بازار سے خرید لاؤ ساتھ حضرت بلال کو بھیجا اور حضرت سلمان فارسی کو بھیجا تاکہ آسانی سے سامان اٹھا کر لے آئیں۔ مسجد نبوی میں صحابہ کی موجودگی میں نکاح ہوا۔ اور بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اللہ تم کو برکت دے اور نیک پاک اولاد عطا فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد حضرت علی کے گھر تشریف لے گئے۔ معوذتین پڑھ کر پانی پر دم کیا اور دونوں پر چھڑکا جب حضور جانے لگے تو حضرت فاطمہ رو پڑیں۔ بیٹی کیوں روتی ہو۔ نہ رو۔ میں نے تمہارا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم سے علی المرتضیٰ سے کیا ہے۔ (مدارج جلد دوم)

غور کریں مسجد نبوی میں نکاح سرکار مدینہ نے پڑھایا گواہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں۔ اگر گواہوں کو صحیح نہ مانا جائے تو نکاح صحیح نہیں ہوتا اس طرح اہل بیت پر حرف آتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نکاح کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شادی کا اور ولیمہ کا بازار سے سامان لے کر آئے یہ آپس میں محبت اور پیار کی باتیں ہیں یا دشمنی کی باتیں ہیں۔ جو لڑاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

سیدہ فاطمہ کو لونڈی نہیں ملی

ایک جنگ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ تو بہت سا مال غنیمت آیا اس میں غلام بھی آئے لونڈیاں بھی آئیں۔ شہزادی کونین حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی میں گھر کا سارا کام خود کرتی ہوں۔ کپڑے خود دھوتی ہوں۔ برتن خود دھوتی ہوں روٹیاں خود پکاتی ہوں۔ سالن خود پکاتی ہوں۔ آٹا خود پیستی ہوں مجھے ایک لونڈی عطا کر دیں۔ تاکہ گھر کا کام کر دیا کرے۔ حضور نے فرمایا بیٹی میں تجھے لونڈی سے اچھی چیز عطا نہ کر دوں۔ ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ لونڈی سے ہزار درجے بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کو یہ جواب دے کر ملت اسلامیہ کی بیٹیوں کو درس دیا ہے کہ مسلمان بیٹی وہ ہے۔ جو گھر کا کام خود کرے اولاد کی پرورش خود کرے اگر فرصت مل جائے تو بازار کی زینت نہ بنے۔ بلکہ گھر میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے۔ قرآن کی تلاوت کرے۔ تسبیح کرے۔ دوسرا اشارہ یہ تھا ان بچوں کی پرورش کے لئے لونڈی کی ضرورت نہیں ہے۔ فاطمہ کی ضرورت ہے۔ فاطمہ نے اس شان سے

پرورش کی ہے کہ آٹا گوندھتی ہیں۔ تو قرآن پڑھتی ہیں۔ روٹیاں پکاتی ہیں تو قرآن پڑھتی ہیں۔ حسنین کو سلاتی ہیں تو قرآن پڑھتی ہیں۔

حضرت امام حسین کربلا میں تن تنہا رہ گئے۔ ہزاروں کی تعداد میں یزیدی لشکر سامنے ہے۔ لیکن پھر بھی پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ یہ صدقہ ہے۔ خاتون جنت کی پرورش کا۔ (ابوداؤد جلد دوم ص ۲۴۰ کتاب الخراج) (مشکوٰۃ)

خاتون جنت کا کام فرشتے کرتے تھے

خاتون جنت جنتی عورتوں کی سردار ہیں لونڈیاں آپ کے شایان شان نہیں۔ جنت کی حوریں اور فرشتے آپ کے گھر کا کام کرتے ہیں حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں۔

رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ دوپہر کا وقت تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمن کو فرمایا۔ فاطمہ کے گھر جاؤ کوئی کام وغیرہ ہو تو کر دینا۔ اُم ایمن آئیں دوپہر کا وقت تھا دروازہ بند ہے۔ دستک دی لیکن دروازہ نہ کھلا۔ دروازے کے سوراخ سے جھانکا تو کیا دیکھا سیدہ فاطمہ سو رہی ہیں۔ آرام کر رہی ہیں۔ اور چکی خود بخود چل رہی ہے اور آٹا پس رہا ہے۔ اور امام حسن کا اور امام حسین کا جھولا بھی خود بخود ہل رہا ہے۔ نہ چکی چلانے والا نظر آتا ہے۔ نہ جھولا جھلانے والا نظر آتا ہے۔ حضرت فاطمہ روزہ رکھ کر لیٹی ہوئی ہیں۔ حضرت ام ایمن دروازے کی دراڑ سے یہ سارا منظر دیکھ کر واپس آ گئیں اور حضور کی خدمت اقدس میں یہ سب باتیں آ کر عرض کر دیں۔ آپ نے فرمایا میری بیٹی اللہ کی بندی ہے۔ وہ اللہ کی عبادت گزار اور شکر گزار ہے۔ روزہ رکھا ہوا ہے۔ گرمی کے دن ہیں اللہ نے میری بیٹی پر نیند غالب کر دی ہے۔ تا کہ وہ دو گھڑی آرام کر لے۔ اور اس کے کام

کرنے کے لئے اللہ نے فرشتوں کو بھیج دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام ایمن جو چکی تو نے چلتی ہوئی دیکھی ہے وہ فرشتہ چلا رہا تھا۔ حسنین کا جھولا بھی فرشتہ جھلا رہا تھا۔

سیدہ فاطمہ نے حضور کی دعوت فرمائی

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نبی مکرم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ کی میرے گھر دعوت ہے۔ سرکار مدینہ نے قبول فرمالیا۔ اور اپنے صحابہ کرام سمیت حضرت عثمان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضور آگے آگے ہیں عثمان پیچھے پیچھے۔ عثمان کی نظر حضور کے قدموں پر ہے۔ اور قدم گن رہے ہیں۔ سرکار مدینہ نے فرمایا اے عثمان میرے قدم کیوں گن رہے ہو۔ حضرت عثمان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ میں نے منت مانی تھی اگر سرکار میرے گھر تشریف لائیں گے تو میں ہر قدم پر غلام آزاد کروں گا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرت عثمان غنی کے گھر تک جتنے قدم بنے اتنے غلام حضرت عثمان نے آزاد کئے۔ جب دعوت ختم ہوگئی تو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ شیر خدا اپنے گھر تشریف لے گئے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ آپ بڑے پریشان ہیں۔ خاتون جنت نے پوچھا۔ آپ پریشان کیوں ہیں۔ فرمایا فاطمہ آج حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی ہے۔ ایک ایک قدم کے بدلے ایک ایک غلام بھی آزاد کیا ہے۔ اے کاش ہم بھی حضور کی اسی قسم کی دعوت کر سکتے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ اور آپ جائیں اور حضور کو دعوت دے آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس قدر بڑا انتظام اور ہر قدم پر غلام آزاد یہ سب کچھ کیسے ہوگا۔ فرمایا ان شاء اللہ انتظام ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گئے۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دعوت عرض کر دی۔ سرکار مدینہ نے دعوت قبول فرمالی۔ اور اپنے صحابہ کرام سمیت حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہ مہمانوں کو بٹھا کر خود تنہائی میں جا کر سجدے میں گر گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔ اے اللہ تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب اور صحابہ کی دعوت کی ہے۔ فاطمہ کا تجھی پر بھروسہ ہے۔ الٰہی میری لاج رکھ لے۔ اس دعوت کے کھانے کا انتظام فرما دے۔ یہ دعا مانگ کر حضرت فاطمہ نے برتن کو چولہے پر رکھا۔ اور رو رو کر پھر اپنے اللہ سے دعا کی۔ اے اللہ فاطمہ کو شرمندہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم کا دریا رحمت کا دریا جوش میں آیا اور اس نے برتن کو جنت کے کھانے سے بھر دیا۔ خاتون جنت نے۔ سب کو کھانا بھیجا۔ حضور نے اور آپ کے صحابہ نے کھانا کھایا۔ لیکن کھانے میں سے کچھ کم نہ ہوا۔ کھانا جتنا تھا اتنا ہی باقی رہا۔ سرکار مدینہ نے صحابہ سے فرمایا تم جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ نہیں۔ فرمایا یہ کھانا اللہ نے ہمارے لئے جنت سے بھیجا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

حضرت فاطمہ پھر تنہائی میں تشریف لے گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی سجدے میں گر کر۔ یا اللہ عثمان نے تیرے محبوب کے ایک ایک قدم پر۔ ایک ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میرے اندر اتنی طاقت نہیں ہے یا اللہ جہاں تو نے میری عزت رکھ لی ہے۔ جنت سے مہمانوں کے لئے کھانا بھیج دیا ہے۔ وہاں تو

میری خاطر حضور کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں۔ محبوب کی امت کے گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دے۔ حضرت فاطمہ جب اس دعا سے فارغ ہوئیں تو جناب جبرائیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی نے مجھے بشارت دیکر بھیجا ہے۔

خاتون جنت کی دعا کی وجہ سے۔ ہم نے آپ کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ (جامع المعجزات)

سیدہ فاطمہ کے لئے غیبی رزق

ایک روز اللہ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے حضرت فاطمہ کو تین دن کے فاقے سے دیکھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے اللہ تو رزق نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اہل بیت پر جیسے تو نے نازل کیا رزق مریم بنت عمران پر۔ اس کے بعد فرمایا بیٹی اندر جاؤ۔ اور جو کچھ ہو وہ لے آؤ۔ آپ جب اندر گئیں تو وہاں پر ایک طباق جو جواہرات سے بھرا ہوا تھا اور ثرید سے بھرا ہوا تھا اور بھنا ہوا گوشت جو اس پر رکھا ہوا تھا۔ اور خوشبو آ رہی تھی۔ سیدہ نے وہ طباق اٹھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئیں آپ نے فرمایا بیٹی کھاؤ۔ اللہ تعالی کا نام لے کر۔ پھر خود حضور نے تناول فرمایا حضرت علی اور فاطمہ حسن وحسین نے بھی تناول فرمایا۔

غریبوں کی مدد

ایک مرتبہ ایک وقت کے بعد سب کو کھانا ملا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسنین نے کھانا کھالیا۔ اور حضرت فاطمہ نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ دروازے پر ایک

سائل نے آ کر کہا اے نبی کی بیٹی دو وقت کا بھوکا ہوں اگر کچھ کھانے کے لئے ہے تو مجھے دو۔ حضرت فاطمہ نے کہا اے حسن جاؤ میرا کھانا فقیر کو دیدو۔ عرض کی امی جان آپ کیا کھائیں گی۔ فرمایا بیٹا میں نے تو ایک وقت کا کھانا نہیں کھایا اور فقیر نے دو وقت کا نہیں کھایا میں اپنا گزر تو کرلوں گی۔ اس سائل کو دو جو دو وقت کا بھوکا ہے۔

بھوکے رہتے تھے خود اوروں کو کھلا دیتے تھے
کیسے صبر والے تھے محمد کے گھرانے والے

سیدہ فاطمہ اور غزوہ احد

ہجری تین میں سات شوال کو مدینہ طیبہ کے شمال مشرق میں احد پہاڑ کے دامن میں۔ معرکہ احد ہوا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید زخمی ہو گئے۔ یہ خبر جب مدینہ پہنچی تو حضرت فاطمہ بے چین ہوگئیں۔ اور بے قرار ہوگئیں۔ باپردہ چند ہمراہیوں کے ساتھ احد کی طرف روانہ ہوئیں میدان جنگ میں پہنچ کر اس مقام کی طرف گئیں۔ جہاں پر حضور تشریف فرما تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ کو غمگین دیکھ کر تسلی دی۔ زخموں کی شدت سے حضور کو ضعف ہو گیا تھا۔ ابھی تک آپ کے زخموں سے خون جاری تھا۔ حضرت فاطمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہیں اور حضرت علی پانی لینے کے لئے گئے۔ پانی لے کر آئے تو زخموں پر پانی ڈالنا شروع کیا۔ حضرت فاطمہ زخموں کو دھوتی جاتی تھیں مگر خون بند نہ ہوتا تھا آخر حضرت فاطمہ نے کپڑے کا ایک ٹکڑا جلایا اور زخم میں بھرا جس سے خون بند ہو گیا۔ اور اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ افاقہ ہوا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت ہر لحاظ سے مسلمان خواتین کے لئے اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ آپ کی حیات طیبہ سے صبر و شکر اور رب تعالیٰ کی رضا پر راضی

رہنے کا درس ملتا ہے۔ حضور نے حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان گھر کا کام تقسیم فرمادیا تھا۔ گھر کے اندر جس قدر کام تھے۔ چکی پیسنا کھانا پکانا۔ گھر کو صاف ستھرا رکھنا وہ فاطمہ کے ذمے تھے۔ اور گھر کے باہر کے کام بازار سے سودا سلف لانا۔ اونٹ کو پانی پلانا۔ وغیرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمے تھے۔ آج کل مسلمان خواتین کو خاتون جنت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شرم وحیا۔ صبر وشکر کے ساتھ زندگی گزارنی چاہئے۔ بے حیائی بے پردگی اور بے صبری سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عبادتِ الٰہی اور سیّدہ فاطمہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ کو قرآن کریم کی تلاوت سے خاص شغف تھا۔ اللہ کی عبادت کے وقت خوف باری تعالیٰ کے باعث آپ کا نورانی چہرہ اقدس زعفرانی ہو جاتا تھا۔ عبادت الٰہی کے وقت جسم مبارک تھر تھر کانپنے لگتا تھا۔ خشوع وخضوع کی وجہ سے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔ آنسوؤں کے گرنے کی وجہ سے مصلیٰ بھیگ جاتا تھا۔ کبھی نماز نہیں چھوڑی کبھی قرآن کی تلاوت نہیں چھوڑی، کبھی وظائف ذکر واذکار نہیں چھوڑے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں والدہ صاحبہ عشاء کی نماز کے بعد مصلےٰ پر بیٹھتیں تو ذکر الٰہی کرتے کرتے صبح ہو جاتی۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ روٹی پکارہی ہیں اور نہایت خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت بھی کر رہی ہیں۔

حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت فاطمہ کے گھر گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ حسنین سورہے ہیں اور

فاطمہ ان کو پنکھا کر رہی ہیں۔ اور زبان سے قرآن کی تلاوت جاری ہے۔ یہ دیکھ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ خدا کے حضور گریہ زاری بہت کرتی تھیں۔ اور میں نے اکثر دیکھا کہ اپنی دعائیں حضور کے حق میں فرمایا کرتی تھیں۔ (مستدرک حاکم)

اہل محشر نگاہیں جھکالیں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو کہا جائے گا۔ اے اہل محشر۔ اپنی نگاہیں جھکا لو تا کہ اللہ کے رسول کی بیٹی فاطمۃ الزہرا گزر جائیں۔ پس وہ دو سبز چادروں میں لپٹی ہوئی گزر جائیں گی۔ (مستدرک حاکم)

سیدہ کا وصال مبارک

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا بہت غم تھا۔ سرکار مدینہ نے اپنے وصال سے پہلے ہی فاطمہ کو خبر دے دی تھی کہ میرے خاندان میں سے سب سے پہلے تم ہی مجھ سے آملو گی۔ حضور کی یہ پیش گوئی پوری ہوگئی چھ ماہ کے بعد رمضان المبارک میں ۱۱ ہجری میں بروز منگل حضرت فاطمہ کا وصال ہوگیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۹ برس تھی۔

حضرت فاطمہ کے مزاج میں انتہائی شرم و حیا تھی۔ انہوں نے اپنے وصال سے پہلے حضرت ابو بکر کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کھلے جنازے میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے۔ جس کو میں پسند نہیں کرتی اس پر حضرت اسماء بنت عمیس نے کہا اے فاطمہ میں نے حبشہ میں ایک طریقہ دیکھا ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اس کو آپ کے سامنے پیش کروں۔ یہ کہنے کے بعد اسماء

نے کھجور کی چند شاخیں منگوائیں اور ان پر کپڑا تانا جس سے پردہ کی بہترین صورت بن گئی۔ حضرت اسماء نے کہا کھجور کی شاخیں جنازے کی چارپائی کے ساتھ باندھ کر اوپر چادر ڈال دینگے۔ حضرت فاطمہ بہت خوش ہوئیں کہ یہ طریقہ بہت اچھا ہے اسی طرح میرا جنازہ تیار کرنا۔ اس طرح غیر محرم کی نگاہ سے بھی حفاظت ہو جائے گی۔ مغرب و عشاء کے درمیان وصال ہوا۔ تجہیز و تکفین کا انتظام حضرت ابوبکر کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس نے کیا۔ روضۃ الاحباب کی روایت سے پتہ چلتا ہے۔ جنازہ کی نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ اور مسئلہ فدک

آخر میں مسئلہ فدک کی مختصر وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ سے باغ فدک چھین لیا تھا۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا تھا۔ فدک کیا ہے اسکی شرعی حیثیت کیا ہے۔ مسلمانوں کو جو اموال واملاک کفار سے حاصل ہوتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) غنیمت، (۲) فئی۔ غنیمت اس کو کہتے ہیں جو لڑائی اور لشکر کشی کے بعد حاصل ہو۔ اور مال فئی اس کو کہتے ہیں جو لشکر کشی کے بغیر حاصل ہو۔ مال غنیمت اور مال فئی کی یہ تعریف متفقہ ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور دونوں قسم کے اموال کا شرعی حکم قرآن پاک میں وضاحت سے مذکور ہے۔ دسویں پارے کی پہلی آیت میں مال غنیمت کے احکام بیان کر دیے گئے ہیں۔ مال فئی کے احکام سورۃ حشر کی آیت نمبر ۷ میں بیان کیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ مَا اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ۔ جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے تاکہ تمہارے دولتمندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے۔ بات واضح ہوگئی کہ جو اموال فئی ہوں۔ ان میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حصہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کا، امت کے یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا۔ اموال فئی میں ان تمام لوگوں کو حصہ دار بنانے کی حکمت یہ ہے کہ مال چند اغنیاء میں ہی گردش نہ کرتا رہے۔ اور سمٹ کر چند افراد کے ہاتھوں میں جمع نہ ہو جائے۔ بلکہ اس کی گردش کا دائرہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہو تاکہ دولت کی تقسیم سے ملت کے زیادہ سے زیادہ افراد مستفید ہوتے رہیں۔

اہل سنت و جماعت کہتے ہیں چونکہ اموال فئی کے حق دار بہت سے اقسام کے لوگ ہیں ان کو متعین کرنا مشکل ہے۔ آج ایک لڑکا یتیم ہے۔ کل وہ بالغ ہو کر خوشحال ہو جاتا ہے۔ آج ایک مسکین ہے کل وہ دولت مند ہو جاتا ہے۔ جب تک پہلا یتیم تھا اور دوسرا مسکین تھا۔ وہ ان اموال میں حصہ دار تھے۔ آج ان کی جگہ دوسرے لوگ جو یتیم اور غریب ہیں۔ وہ حصہ دار بن جائیں گے۔ یہی مال ذوالقربیٰ کا ہے یہی حکم ابن سبیل کا ہے۔ جب صورت حال ایسی ہو۔ تو وہ اموال وقف کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اور ان اموال و املاک کے نظم و نسق خود حاکم وقت یا اس کی طرف سے مقرر کردہ شخص کیا کرتا ہے۔ یہ بات سب تسلیم کرتے ہیں کہ فدک

جنگ اور لشکر کشی سے نہیں بلکہ صلح سے مسلمانوں کو ملا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو باغ فدک اور دوسری اراضی آپ کے سپرد ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور حضور کی سنت کے مطابق باغ فدک اور دوسری اراضی کی آمدنی حقداروں پر خرچ کرتے رہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے۔ بعد میں آنے والے خلفاء راشدین بھی اسی طرح خرچ کرتے ہیں۔ شیعہ حضرات یہ کہتے ہیں فدک یہ حضور کی ذاتی ملکیت تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فدک فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا اس طرح انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ظلم کیا ہے۔ اگر ایک لمحہ کے لئے یہ بات مان لی جائے۔ کہ فدک حضور کی ملکیت تھا۔ اور وصال کے بعد ان املاک کی حیثیت ایسی تھی جو وارثوں میں تقسیم کر دی جائے۔ تو پھر وراثت کا حق صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کو کیسے پہنچتا ہے۔ اس میں تو سارے وارث حصہ دار ہوں گے۔ حضرت عباس امہات المومنین۔ اور دیگر ورثا بھی شریک ہوں گے۔ صرف حضرت فاطمہ کو وارث تسلیم کرنا اور باقی ورثا کو محروم کر دینا قرآنی آیات کی خلاف ورزی ہے۔

شیعہ پھر کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی فدک کی وسیع و عریض املاک اپنی بیٹی کو ہبہ کر دی تھیں۔ اور انہوں نے اسے قبول کر لیا تھا۔ اس لئے فدک کی واحد حقدار حضرت فاطمہ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے دوسرے ورثاء کو محروم کر دیا۔ آج کل بھی اگر کوئی ایسا کرے کہ ساری جائیداد ایک وارث کے نام کرا دے باقی وارثوں کو محروم کر دے تو اس کے اس عمل کو برا سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح خاندان کا امن تباہ ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عدل قائم

کرنے کے لئے آئے ہیں۔

حقیقت حال

اصل حقیقت حال کیا ہے غور کریں۔ حضرت فاطمہ نے کسی آدمی کے ذریعہ اپنے اس مطالبہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچایا۔ بخاری شریف میں یہ روایت ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر کے پاس آدمی بھیجا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا مطالبہ کیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سیّدہ کا پیغام پہنچا۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ (بخاری ج ۱، ص ۵۲۶، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ)

ہماری مالی وارثت نہیں ہوتی۔ جو مال ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے کھا سکتی ہے۔ ابوبکر نے کہا:

بخدا میں حضور کے صدقات میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا۔ جس طرح وہ عہد نبوت میں تھے۔ ایسے ہی رہیں گے۔ اور میں ان میں ایسا ہی کروں گا جس طرح ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ سیّدنا علی نے اس بات کی تصدیق کی اور فرمایا اے ابوبکر ہم آپ کی فضیلت و بزرگی کو جانتے ہیں۔ پھر آپ نے اس رشتہ داری کا ذکر کیا جو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اور ان کے حق کا ذکر کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی سے کہیں یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کروں۔

غور کریں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس جواب میں کوئی اعتراض والی بات ہے۔ بے ادبی کا ادنیٰ شائبہ ہے۔ کیا اس سے اہل بیت کی حق تلفی کا گمان ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کی اولاد سے محبت تھی اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی اور ان کی اولاد سے بھی محبت تھی آج بھی حضور کے ساتھ مزار میں اکٹھے ہیں کل قیامت کی دن بھی اکٹھے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

سبز گنبد دے اندر جو بچ دی سی تھاں
کملی والے دے یاراں دے کم آ گئی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حدیث شریف

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِىَ بِهِ الْعُلَمَآءَ اَوْلِيُمَارِىَ بِهِ السُّفَهَآءَ اَوْ يُصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ ۔

(رواہ الترمذی)

ترجمہ: روایت ہے حضرت کعب ابن مالک سے' فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس لیے علم طلب کرے تاکہ علماء کا مقابلہ کرے یا جہلاء سے جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرے تو اسے اللہ آگ میں داخل کرے گا۔

یعنی جو دینی علم دین کے لیے نہ سیکھے' بلکہ عزت یا مال حاصل کرنے یا دین میں فساد پھیلانے کے لیے سیکھے تو اوّل درجہ کا جہنمی ہے' یہاں مقابلہ کی برائی بیان کی گئی ہے نہ کہ مناظرہ کی' مناظرہ میں تحقیق مقصود ہوتی ہے' مقابلہ میں بڑائی کا اظہار ہوتا ہے۔ واللہ اعلم! (مشکوٰۃ' کتاب العلم' ص ۳۴)

تیسرا خطبہ

غزوہ بدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ○ (آل عمران آیت ۱۲۳) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۔

تمام حضرات محبت کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن کریم کی جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ○

اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد فرمائی میدان بدر میں حالانکہ تم بے سرو سامان تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔

اس آیت مقدسہ میں غزوہ بدر کا بیان ہے۔ غزوہ بدر رمضان شریف کی سترہ تاریخ کو ۲ھ میں ہوا تھا۔ اور یہ حق و باطل کا پہلا معرکہ تھا۔ جس نے دنیائے کفر کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ مشرکین مکہ کو اس قدر عبرتناک شکست ہوئی کہ پھر کبھی ان کے قدم جم نہ سکے۔ برباد ہو گئے۔ ذلیل وخوار ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ عظیم دن بھی آ گیا کہ سرکار مدینہ فاتحانہ انداز سے پوری شان وشوکت سے صحابہ کرام کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور اسلام کا پرچم اس انداز سے لہرایا کہ آج تک لہرا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک لہراتا رہیگا۔ برادران ملت! جب مکہ کے مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو طرح طرح کی تکلیفیں دینی شروع کر دیں۔ ظلم وتشدد کرنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کو حکم دیا۔ کہ مکہ سے ہجرت کر جاؤ۔ مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آ گئے اور سکون سے رہنے لگے۔

لیکن قریش مکہ کو یہ بات برداشت نہ ہوئی۔ مدینہ میں بھی مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ قریش مکہ نے سوچا۔ مسلمانوں کے مدینہ میں ابھی قدم نہیں جمے مسلمانوں کو مٹانا آسان ہے۔ ابو جہل نے مشرکین مکہ کو کہا کہ تیار ہو جاؤ۔ ابو جہل نے تقریباً ایک ہزار کا لشکر تیار کیا۔ لشکر میں نوجوان تجربہ کار آدمی تھے۔ اسلحہ تلواریں، تیر، نیزے بھالے اور کھانے پینے کا ساز وسامان وافر مقدار میں موجود تھا۔ گانے بجانے والی عورتوں کی خدمات بھی حاصل کی گئیں تاکہ نوجوانوں میں جوش پیدا کریں۔

ولولہ پیدا کریں۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

ابو جہل اپنا لشکر لے کر میدان بدر کی طرف روانہ ہو گیا۔

ادھر امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ تحیۃ والثناء کو پتہ چلا کہ ابو جہل لشکر لے کر جنگ کے لئے آ رہا ہے۔ تو حضور نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے۔ مہاجرین کی ترجمانی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے کی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جان، مال، اولاد حاضر ہیں۔ مگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ انصار میں سے کوئی اپنے جذبات کا اظہار کرے۔

انصار کی ترجمانی: حضرت مقداد بن اسود کی تقریر

فَقَالَ لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ

(بخاری ج دوم ص ۵۶۴)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا رب جہاد کریں۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے لڑیں گے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا حضرت مقداد کی تقریر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور مسرت سے چمک اٹھا۔

حضرت سعد بن معاذ کی تقریر

یا رسول اللہ قسم ہی اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے۔ اگر آپ ہم کو سمندر میں چھلانگیں لگانے کا حکم دیں گے تو ہم اسی وقت کود پڑیں گے اور ہم میں سے کوئی شخص بھی پیچھے نہیں رہیگا۔ (زرقانی ج ۱)

حضرت مقداد بن اسود نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرف اشارہ اس لئے کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو قوم عمالقہ سے جنگ کا حکم دیا تو بنی اسرائیل نے انکار کر دیا اور کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ (پ ۶) تو جا اور تیرا رب جائے دونوں جنگ کرو ہم یہاں بیٹھتے ہیں۔ من وسلویٰ کھانے والی قوم نے انکار کر دیا۔ لیکن صحابہ نے کہا ہم قربانیاں دیں گے۔ یہ سن کر اللہ کے محبوب بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

تعالیٰ اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرت والی ماؤں کا
نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کر دیں نعرہ اللہ اکبر میں
ہمیں ہرگز نہیں ہے قوم موسیٰ سے نسبت
بحمد اللہ کہ ہم ہیں صاحب لولاک کی امت
ہمارا سر ہے حاضر خواہ یہ کٹ جائے یا رہ جائے
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر جان مال اولاد سے پیارا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جان نثار صحابہ کرام کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا۔ تین سو تیرہ صحابہ کرام کا لشکر تیار ہوا۔

حضرت معاذ اور معوذ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم لشکر تیار فرما رہے ہیں دو بچے آ گئے۔ حضور نے فرمایا تم کدھر آئے ہو۔ عرض کیا جہاد کے لئے جانے کی اجازت دیں۔ جنگ بدر میں شامل ہو جانا چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری عمریں چھوٹی ہیں۔ آئندہ کبھی موقع آیا تو تمہیں ساتھ لے چلیں گے۔ ان بچوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عرض کی آقا جب ہم گھر گئے تو ہماری والدہ رو رہی تھی۔ ہم نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا اگر آج تمہارا والد زندہ ہوتا تو میں اسے جہاد کے لئے بھیجتی۔ اگر بھائی زندہ ہوتا تو اسے جہاد کے لئے بھیجتی آج کوئی بھی نہیں ہے۔ میں تم سے تب خوش ہوں گی۔ کہ تم بھی حضور کے ساتھ جا کر مشرکوں سے جہاد کرو۔ ماں کا جذبہ کتنا پاک ہے اگر پاکستانی ماں ہوتی کہتی ابھی تمہاری عمریں فلمیں دیکھنے کی ہیں جہاد کی کیا ضرورت ہے ان ماؤں میں اور ان ماؤں میں فرق اتنا ہے کہ یہ سینما کا ٹکٹ لے کر دیتی ہیں وہ جنت کا ٹکٹ لے کر دیتی تھیں۔

آ تجھ کو بتاؤں تقدیر اُمَم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

حضور ہم ماں کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے آپ ہمیں اجازت دیں اگر ہم واپس چلے گئے تو ماں کا کلیجہ منہ کو آئے گا۔ وہ افسردہ ہو جائے گی۔ پریشان ہو جائے گی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں میدان جنگ میں جانے کی اجازت دیں۔ خون شہادت میں لیٹنے اور گردن کٹانے کی اجازت دیں۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے جب ان کا جذبہ شہادت دیکھا تو فرمایا بڑے بھائی کو اجازت ہے۔ چھوٹے بھائی معوذ کو کہا تم چھوٹے ہو۔ واپس جاؤ والدہ کی خدمت میں ہی جہاد کا ثواب مل جائے گا۔

چھوٹے بھائی کی آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ بڑی لجاجت سے عرض کیا آقا میں بڑے بھائی سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ آپ میری کشتی کرا کے دیکھ لیں اگر میں گرالوں تو مجھے بھی ساتھ لے لیں ورنہ آپ کی مرضی۔ حضور مسکرائے اور فرمایا دونو کشتی کرو۔ کشتی شروع ہوگئی۔ فیصلہ حضور نے کرنا ہے۔ دیکھنے والے ابوبکر ہیں۔ فاروق اعظم ہیں۔ دیکھنے والے علی المرتضیٰ ہیں۔ حضرت امیر حمزہ ہیں میں کہتا ہوں جس کشتی کا فیصلہ حضور نے کرنا ہو اور دیکھنے والے جلیل القدر صحابہ کرام ہوں اس کشتیکی شان کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ کیا منظر ہوگا۔ کشتی کرنے والے سب سے چھوٹے اور دیکھنے والے سب سے بڑے۔

یہ کشتی اقتدار کے لئے نہیں تھی۔ وقار کے لئے نہیں تھی دولت کے لئے نہیں تھی۔ بلکہ اس لئے تھی کہ ناموس رسالت پر قربان ہونے کا موقع مل جائے۔ خدا ورسول کے دشمنوں کو مٹانے کا موقع مل جائے۔ لات وعزیٰ کو پوجنے والوں کو ختم کرنے کا موقع مل جائے۔ اور ہر طرف اسلام کو پھیلانے کا موقع مل جائے۔

کشتی کرتے ہوئے۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کے کان میں کہا بھائی جان تمہیں تو جہاد میں جانے کی اجازت مل گئی ہے۔ اگر تمہارے گرنے سے مجھے بھی اجازت مل جائے تو اکٹھے جنت میں جائیں گے۔ بڑا بھائی مان گیا اور نیچے گر گیا۔ چھوٹا بھائی سینے پر بیٹھ گیا۔ حضور دیکھ کر مسکرائے فرمایا۔ تمہیں بھی اجازت ہے۔ معوذ

کو بھی اجازت مل گئی۔ دونوں خوش ہو گئے اندازہ کریں کیسا پاکیزہ جذبہ ہے۔ کتنا عظیم جذبہ ہے۔

آ تجھ کو بتاؤں کہ تقدیر اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل' طاؤس و رباب آخر

لشکر اسلام تیار ہوا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا تمہارے پاس جتنا بھی اسلحہ ہے لے آؤ۔ جب اسلحہ جمع ہوا تو آٹھ تلواریں تھیں جو کہ زنگ آلودہ تھیں۔ چھ نیزے تھے اور دو گھوڑے تھے۔ حفیظ جالندھری فرماتے ہیں۔

یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا
نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا تو اک سادی سی کالی کملی والے پر'
تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے وہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

ایسا لشکر آج تک نہ ہوا ہے نہ ہو گا۔ سامان جنگ نہ ہونے کے برابر بعض کے جسم پر قمیص نہیں ہے۔ لیکن سکون اتنا، اطمینان اتنا کہ سب کچھ ہے۔ پاؤں میں جوتی نہیں ہے، کھانے پینے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ایک کھجور دو دو صحابہ میں تقسیم ہو رہی ہے۔ حفیظ جالندھری فرماتے ہیں۔

نہتے ہیں مگر تسکین و اطمینان رکھتے ہیں
کہ سامان پر نہیں اللہ پر ایمان رکھتے ہیں

لشکر اسلام میدان بدر میں پہنچ گیا

لشکر اسلام کے بدر میں پہنچنے سے پہلے ہی مشرکین مکہ پہنچ چکے تھے۔ پختہ زمین پر اور پانی پر قبضہ کر لیا تھا۔ ریت والا حصہ اور پہاڑ مسلمانوں کے حصہ میں آیا تھا۔ جب حضور کے غلام چلتے تو پاؤں ریت میں دھنس جاتے۔ ریت تپ رہی تھی۔ گرمی کا موسم تھا۔ ہوا سخت گرم تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے غلاموں پر کرم کیا۔ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۞ اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تاکہ پاک کر دے تمہیں اس سے اور دور کر دے تم سے شیطان کی نجاست اور مضبوط کرے تمہارے دلوں کو اور جما دے اس سے تمہارے قدموں کو۔

(پ ۹ الانفال آیت ۱۱)

میدان بدر میں جب بارش برسی، زمین ٹھنڈی ہو گئی۔ بلکہ پختہ ہو گئی۔ ریت جم گئی۔ چلنا پھرنا آسان ہو گیا۔ گڑھوں میں صحابہ نے پانی جمع کر لیا خود بھی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ مشکیزے بھی بھر لئے۔ غسل بھی کر لیا پیاس بھی بجھائی۔ ہوا بھی ہر طرف ٹھنڈی چلنے لگی۔ مسلمانوں کی مشکلات آسان ہو گئیں کافروں کا برا حال ہو گیا ہر طرف کیچڑ ہو گیا۔ پھسلنے لگ گئے۔

عریش

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آپ کے لئے اونچے ٹیلے پر چھپر بنا لیا جائے۔ تاکہ آپ اس میں تشریف رکھیں۔ ایک چھپر بنا دیا گیا اس میں حضور نے رات گزاری اس مقام پر آج بھی مسجد عریش موجود ہے وہاں جانے والے مسجد کی

زیارت کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق بھی آپ کے ساتھ رہے۔ حضرت سعد بن معاذ پہرا دیتے رہے۔ صحابہ کرام کو حکم دیا کہ تم سو جاؤ صحابہ کرام عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد سو گئے۔ سرکار دو عالم رحمۃ اللعالمین محبوب خدا بیدار رہے۔

وہ سویا نہیں کرتے جو آتے ہیں جگانے کے لئے

اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی عاجزی کے ساتھ دعا کرتے رہے سر سجدہ ہو کر ریش مبارک آنسوؤں سے تر تھی۔ بدر کی زمین بھی قسمت پر ناز کر رہی تھی کہ محبوب خدا کے آنسو آج مجھ پر گر رہے ہیں۔

بدر میں دعا

اے اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کو پورا فرما دے۔ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر روئے زمین پر تیری پوجا کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔

اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا

قیامت تک نہیں پھر کوئی تجھ کو پوجنے والا

یہ مٹھی بھر مسلمان اکٹھے کر کے لایا ہوں اگر یہ بھی ختم ہو گئے۔ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ پھر روئے زمین پر تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہو گا۔ اگر ابو بکر و عمر ختم ہو گئے۔ تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ کافر ہوں گے ہر طرف سکھ ہوں گے۔ مندر ہوں گے۔ یا اللہ اگر تو یہ چاہتا ہے ہر طرف مسجدیں ہوں۔ قرآن کی تلاوت ہو۔ اذانیں ہوں۔ ان کی مدد فرما۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے محبوب خدا بس کریں۔ اتنی ہی دعا کافی ہے۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۹۳ اردو)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم عریش سے باہر تشریف لائے تو فرما رہے تھے سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۔ عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست کھا

جائے گی اور پشت پھیر کر بھاگے گی۔

دعا قبول ہوگئی

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور مدد کے لئے فرشتوں کو بھیج دیا۔

فرشتوں کی آمد

اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ ۝ یہ کہ تمہاری مدد فرمائے تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اتارے گئے ہیں۔

(پ۴ آل عمران آیت ۱۲۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۱۲۵)

پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں ایک آواز ہم سنتے تھے اقدم حیزوم اقدم حیزوم۔ حیزوم آگے بڑھو۔ حیزوم آگے بڑھو۔ لیکن آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا حیزوم جبرائیل کے گھوڑے کا نام ہے۔ اور وہ اس سے کہہ رہے ہیں آگے بڑھو۔ فرشتے مدد کے لئے آئے ہوئے تھے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ تحیہ والثناء نے میدان بدر میں نشان لگائے۔ اور فرمایا هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَّیَضَعُ یَدَهٗ عَلَی الْاَرْضِ هٰهُنَا قَالَ وَمَا مَاتَ

اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے۔ اور ہاتھ زمین پر رکھا اس جگہ اور یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے راوی نے کہا پھر جہاں آپ نے ہاتھ رکھا تھا اس سے ذرا بھی فرق نہ ہوا اور ہر ایک کافر اسی جگہ گرا۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۰۲ باب غزوہ بدر)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے آپ کو کافروں کے مرنے کا علم تھا تب ہی تو ایک دن پہلے نشان لگائے۔ باقی دنیاوی اسباب پورے کرنے ہوتے ہیں وہ سب پورے کیے۔

بعض لوگ قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں۔ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۔ کسی کو نہیں پتہ کون کس جگہ مرے گا۔ آیت صحیح ہے لیکن مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے کے بغیر کسی کو پتہ نہیں۔ اور جسے اللہ تعالیٰ بتا دے یقیناً اسے پتہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی کو بتانے سے علم ہے۔ حضرت ملک الموت شعبان کی پندرویں رات سے لے کر آئندہ شعبان کی پندرویں تک لاکھوں کروڑوں کے متعلق جانتے ہیں کس نے کس جگہ مرنا ہے۔ یہ علم ملک الموت کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ یہ اس کا ذاتی علم نہیں ہے عطائی علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تو علم غیب کے خزانے عطا کیے ہیں۔

مشرکین مکہ کے سردار بدر میں مارے گئے

جب جنگ شروع ہوئی۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت امیر حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حارث نکلے۔

کفار کی طرف سے عتبہ، ولید اور شیبہ نکلے امیر حمزہ نے عتبہ کو علی نے ولید کو قتل

کر دیا لیکن عبیدہ اپنے مدمقابل شیبہ سے زخمی ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حمزہ نے اپنے مدمقابل سے فارغ ہو کر شیبہ کو بھی واصل جہنم کر دیا۔

کافروں کی صفوں میں افراتفری پھیل گئی۔ کافروں نے مسلمانوں کے لشکر پر یکبارگی حملہ کرنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے مٹھی بھر ریت اٹھائی اور شاہت الوجوہ (چہرے سیاہ ہو جائیں) پڑھتے ہوئے کافروں کی طرف پھینکی۔ جس جس کو ریت کا ذرہ لگا ایٹم بم بن کر لگا۔ ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ محبوب یہ ریت آپ نے نہیں پھینکی جب کہ آپ نے پھینکی یہ تو خود خدا نے پھینکی ہے۔ محبوب کی ادا کو اللہ تعالیٰ نے اپنا عمل قرار دیا ہے۔ حضور کی ہر ادا بے مثل اور بے مثال ہے۔

غزوہ بدر کی چند جھلکیاں

معاذ اور معوذ نے ابوجہل کو قتل کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف فرماتے ہیں میں میدان بدر میں کھڑا تھا جنگ کا نقشہ دیکھ رہا تھا کہ اچانک دونوں بھائی معاذ اور معوذ میرے پاس آئے اور پوچھا چچا جان ابوجہل کہاں ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں میں نے پوچھا بیٹا تم نے ابوجہل کو کیا کہنا ہے۔ دونوں بولے۔

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باریٰ کو

ہم نے سنا ہے وہ ہمارے آقا کی شان میں زبان درازی کرتا ہے۔ گستاخی کرتا ہے۔ ہم نے قسمیں کھائی ہیں ہم اسے قتل کر کے رہیں گے۔ دیکھو بیٹا' ابوجہل وہ سامنے کھڑا ہے۔ لشکر کو ہدایات دے رہا ہے۔

حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ

بچوں نے کہا چچا جان

یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اشارہ کیا وہ سامنے کھڑا ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں حیران رہ گیا کہ میرا اشارہ پہلی ہوا ہے کہ بچے ابوجہل کے قریب پہلے پہنچے ہیں۔ دونوں شیر کی طرح حملہ آور ہوئے اور ابوجہل کو واصل جہنم کر دیا۔ ابوجہل اپنے زمانے کا فرعون تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دو بچوں کے ہاتھوں اسے تباہ و برباد کر دیا۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ خدا چاہے تو بچوں سے ابوجہل کو مروا دے۔ خدا چاہے تو مچھروں سے نمرود کو برباد کرا دے۔ خدا چاہے تو مکڑی سے غار پر جالا بنوا دے۔ خدا چاہے تو ابابیلوں سے ابرہہ اور اس کے ہاتھیوں کو مروا دے۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ عکرمہ نے حضرت معاذ پر تلوار سے وار کیا اور بازو کاٹ دیا مگر تھوڑا سا چمڑا و بازو کے ساتھ رہ گیا مگر آپ کے جوش اور جذبے میں فرق نہ آیا بازو جہاد میں رکاوٹ بن رہا تھا اس لئے بازو کو پاؤں کے نیچے لے کر جھٹکا دیا اور تن سے جدا کر دیا۔ دوسرے ہاتھ میں تلوار لے کر جوانمردی کے وہ جوہر دکھائے کہ لوگ حیران رہ گئے۔

آ تجھ کو بتاؤں تقدیر امم کیا ہے

شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

فضائے بدر پیدا کر کہ فرشتے تیری نصرت کو

اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ابو جہل کی لاش تلاش کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود اپنے آقا کے حکم کی تعمیل میں ابو جہل کی لاش تلاش کرنے نکلے۔ ایک جگہ ابو جہل کو زمین پر گرا ہوا پایا۔ جسم میں آخری رمق باقی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودن نے پہچان لیا۔ اور ابو جہل کے سینے پر بیٹھ گئے۔ ابو جہل نے دیکھا کر کہا اے بکریاں چرانے والے تو بہت اونچی جگہ پر بیٹھا ہے پھر کہا بتاؤ فتح کس کی ہوئی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو فتح عطا فرمائی ہے۔ اور کفار کو شکست دی ہے۔ ان کو ذلیل و رسوا کیا ہے۔

جب عبداللہ ابن مسعود نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو ابو جہل نیکہا میرا سر کندھوں کے قریب سے کاٹنا تاکہ جب دوسرے سروں میں رکھا جائے تو بڑا معلوم ہو اور لوگ کہیں یہ سردار کا سر ہے۔ عبداللہ ابن مسعون نے سر کاٹ لیا اور حضور کی نعلین پاک کے نیچے پھینک دیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور آپ نے فرمایا یہ میری امت کا فرعون تھا۔ (مدارج النبوت ص ۱۰۷)

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کے لئے دعا کی اے اللہ یہ پاپیادہ ہیں ان کو سوار کر دے۔ یہ ننگے ہیں ان کو لباس پہنا یہ بھوکے ہیں ان کو سیر کر یہ نادار ہیں ان کو غنی کر۔ دعا قبول ہو گئی۔ فرمایا محبوب ابو جہل کا لشکر سامان اسلحہ اونٹ گھوڑے لے کر آ رہا ہے۔ وہ سب آپ کے غلاموں کے کام آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد پر درس دیتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ ۔ (ریاض الصالحین ج ۲، کتاب الجہاد)

جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ صحابہ کرام جذبہ جہاد سے سرشار ہو گئے۔ اپنے سامنے جنت کو دیکھنے لگے۔

کھجور کی چھڑی تلاش کر کے لے آؤ

ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا میرے پاس تلوار نہیں ہے لیکن میرا جی یہ چاہتا ہے کہ میں جنگ کے شعلوں میں کود جاؤں۔ حضور نے فرمایا جاؤ کوئی کھجور کی چھڑی ہی تلاش کر کے لے آؤ۔ میں لے آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے وہ چھڑی مجھے دیدی اور فرمایا تلواریں وہ کام نہیں کرینگی جو کام یہ چھڑی کرے گی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ صحابی واپس آ گئے۔ وہ عرض کرتے ہیں جب میں یہ چھڑی کافر کو مارنے کے لئے اٹھاتا تھا۔ ساتھ لگنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ گردن پہلی ہی اڑ جاتی تھی۔ حضور نے فرمایا:

چھڑی تو اٹھاتا تھا گردن جبرائیل اڑاتا تھا۔

(مدارج النبوت ج اص ۳۶۹)

عکاشہ بن محصن کی تلوار

حضرت عکاشہ الاسدی رضی اللہ عنہ کفار سے جہاد میں مصروف تھے انکی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی میری تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ حضور کے پاس ایک لکڑی پڑی تھی وہی اٹھا کر دے دی اور فرمایا: اے عکاشہ! اس سے دشمن کے ساتھ جنگ کرو۔ جب عکاشہ نے اسے پکڑ کر لہرایا وہ ٹہنی تلوار بن گئی۔ جس کا لوہا بڑا سخت تھا۔ اس کی رنگت سفید تھی۔ عکاشہ اس کے ساتھ لڑتے رہے۔ اور کفار کو موت کے گھاٹ اتارتے رہے۔ یہاں تک کہ فتح ہوگئی۔ یہ تلوار العون کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کے بعد تمام غزوات میں عکاشہ اسی تلوار سے جنگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ فتنہ انکار ختم نبوت کو ختم کرنے کے لئے جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا اس میں بھی عکاشہ پیش پیش رہتے یہاں تک کہ ایک جھوٹے مدعی نبوت

طلیحہ اسدی نے انہیں شہید کر دیا۔ یہ عکاشہ وہی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری سنائی کہ میری امت کے ستر ہزار آدمیوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ تو انہوں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ دعا فرمائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان خوش نصیبوں میں کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنْھُمْ اے اللہ اسے توان میں کر دے۔ (ضیاء النبی ج ۳ ص ۳۶۰)

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پروا نہیں کرتے

لشکر اسلام کا ہر سپاہی پورے جوش و خروش سے لڑ رہا تھا۔ گھسان کی جنگ جاری تھی دونوں لشکر ایک دوسرے سے گتھم گتھا تھے۔ جمعہ کے دن صبح کے وقت لڑائی شروع ہوئی زوال آفتاب تک جاری رہی جب سورج ڈھلنے لگا تو کفار کے قدم اکھڑ گئے اور راہ فرار اختیار کی۔ پس اب نقشہ ہی بدل گیا۔ صحابہ کرام کے اللہ تعالیٰ نے حوصلے بلند کر دیئے۔ کفار میں افراتفری پھیل گئی۔ بے یقینی کی فضا پیدا ہو گئی۔ مشرکین مکہ شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگنے لگے۔ پیچھے مڑ کر کسی کی طرف دیکھتے ہی نہیں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام شیروں کی طرح ان پر پے در پے حملے کر رہے تھے۔ اور رسیوں سے باندھ کر قیدی بنا رہے تھے۔ کفار کے ستر قتل ہوئے اور ستر قیدی بنائے گئے۔ (مسلم ج ۵ ص ۳۲ اردو) فیصلہ یہ ہوا کہ قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ ان قیدیوں میں حضور کے چچا حضرت عباس بھی تھے۔

حضرت عباس نے فدیہ ادا کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو فرمایا اگر آپ بھی آزاد ہونا چاہتے ہیں تو چار سو درہم فدیہ ادا کر دیں اور آزاد ہو جائیں۔ حضرت عباس نے فرمایا

میرے پاس اتنا مال نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا چچا جان وہ مال کدھر گیا جو آپ نے میری چچی ام الفضل کے ساتھ مل کر زمین میں دفن کر دیا تھا۔ اور میری چچی سے کہا تھا اگر میں میدان جنگ میں مارا جاؤں۔ تو یہ مال میرے بچوں فضل، عبد اللہ، اور قُثم کے حوالے کر دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر عباس کی آنکھیں کھل گئیں اور کہا آپ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں۔ کیونکہ اس بات کا علم میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو نہ تھا۔ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

یہ سن کر حضرت عباس پر رعشہ ہوا طاری
کہ پیغمبر تو رکھتا ہے دلوں کی بھی خبر داری

جب نوفل کو قید کیا گیا تو حضور نے اسے فرمایا۔ کہ جدہ میں تمہارے جو نیزے رکھے ہیں۔ وہ فدیہ کے طور پر دیدو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔ نوفل یہ سن کر ہکا بکا ہو گیا۔ کہنے لگا اس بات کا علم میرے بغیر کسی کو نہ تھا۔ اگر آپ کو اس راز کا علم ہے تو میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ جدہ میں ان کے ایک ہزار نیزے تھے وہ سب انہوں نے بطور فدیہ دے دیئے۔

(ضیاء النبی ج ۳ ص ۳۶۶)

ابوالعاص کا آزاد ہونا

اسیران بدر میں حضور کا داماد ابوالعاص بھی تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب کا شوہر تھا۔ حضرت زینب نے اپنے شوہر کو آزاد کرانے کے لئے وہ ہار بھیجا جو ان کی والدہ حضرت خدیجہ نے ان کو رخصتی کے وقت پہنایا تھا۔ حضور نے اس ہار کو دیکھا پہچان لیا۔ حضور کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ شدید رقت طاری ہو گئی۔ صحابہ کو فرمایا اگر مناسب سمجھو تو زینب کا ہار واپس کر دو اور ابوالعاص کو آزاد کر

دو۔ صحابہ کرام نے ابوالعاص کو آزاد کر دیا اور ہار بھی واپس کر دیا۔ (معارج ص ۸۲)

کفار کی لاشوں کو کنویں میں ڈال دیا گیا

جب جنگ ختم ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بدر کے کنویں میں کفار کی لاشیں ڈال کر مٹی سے بند کر دو۔ لاشیں کنویں میں ڈال دی گئیں۔ حضور کی یہ عادت تھی جب دشمن پر غلبہ پاتے تو تین دن تک وہاں اقامت فرماتے۔ میدان بدر میں بھی تین دن اقامت فرمائی۔ تیسرے دن سواری پر سوار ہو کر اس کنویں پر تشریف لائے جہاں لاشیں ڈالی گئی تھیں۔ ان کو ندا فرمائی کہ اے فلاں ابن فلاں۔ اے فلاں ابن فلاں کیا تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ حق پایا بے شک میں نے اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا پایا ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں روح نہیں ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ جو بات میں ان کو کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں (یعنی تم سے یہ زیادہ سنتے ہیں) مگر جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (مدارج النبوت ص ۱۳۱)

مرنے کے بعد اگر کافر سن سکتے ہیں تو مومن کیوں نہیں سن سکتے مومن بطریق اولیٰ سنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی اور کفار کو شکست عطا فرمائی اور کفار ذلیل و رسوا ہو گئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف ۵

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلْمَةَ اَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ بَلَغَنِىْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ يَا بَنِىْ سَلْمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) .

ترجمہ: روایت ہے حضرت جابرؓ سے' فرماتے ہیں: مسجد کے اردگرد کچھ مکانات خالی ہوئے تو بنوسلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آ کر بسیں' یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب آن بسنا چاہتے ہو' وہ بولے: ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے یہ ارادہ تو کیا ہے۔ فرمایا: اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں ہی رہو' تمہارے نقش قدم لکھے جا رہے ہیں۔ (مسلم)

یعنی تمہارے ہر قدم پر تمہیں ثواب ملے گا' ایک نیکی لکھی جائے گی' جتنے قدم اُٹھاؤ گے مسجد کی طرف' اتنی ہی نیکیاں نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔

(مشکوٰۃ' باب المساجد' ص ۶۸)

چوتھا خطبہ

سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ . وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ (پ۲۹، سورۃ الدھر)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

تمام حضرات محبت اور شوق کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نذرانہ عقیدت پیش کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کا اسم گرامی علی ہے۔ کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے۔ لقب اسد اللہ

ہے۔ ماں باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو خاص نسبت تھی۔ آپ کے والد کا نام عمران ہے کنیت ابوطالب ہے۔ والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اس وقت حضور کی عمر تیس سال تھی۔ جب حضرت علی پیدا ہوئے تو ان کو حضور کی بارگاہ میں لایا گیا۔ حضور نے اپنے لعاب دہن کی علی کو گڑتی دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب آنکھیں کھولیں تو پہلی نظر جمال مصطفےٰ پر پڑی۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں عبد اللہ اور ابوطالب دونوں سگے بھائی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر چھ سال تھی جب حضور نے علی کی کفالت اپنے ذمے لی۔ بچپن سے لے کر جوانی تک حضور کی آغوش رحمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تربیت حاصل کی۔ حضور کے داماد ہونے کا بھی آپ کو شرف حاصل ہے۔ حضور کی اولاد آپ ہی سے چلی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔ آپ پنجتن پاک میں بھی داخل ہیں۔ آپ امام الاولیاء بھی ہیں۔ خلفاء راشدین میں بھی داخل ہیں۔ آپ ولایت کے مرکز ہیں اور شریعت کے دریا ناپیدا کنار ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایمان

آپ کی عمر دس سال تھی جب سرکار مدینہ نے اعلان نبوت فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو آپ نے عرض کیا۔ ابوطالب سے پوچھ لوں۔ چنانچہ دوسرے دن آپ نے اپنے اسلام اور ایمان کا اعلان فرما دیا۔ اس طرح بچوں میں سب سے پہلے ایمان کی سعادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی۔

ہجرت حضرت علی رضی اللہ عنہ

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمانا زندگی کا ایک دشوار مرحلہ تھا۔ ہجرت کی شب کفار آپ کے قتل کے ناپاک ارادے سے جمع ہو گئے تھے۔ مشرکین مکہ نے حضور کو ختم کرنے کا معاذ اللہ فیصلہ کر لیا تھا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ کے ارادوں سے اور ناپاک منصوبوں سے باخبر کر دیا تھا۔ مشرکین نے رات کو آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت علی ان دشوار گھڑیوں میں حضور کے ساتھ مکان کے اندر موجود تھے۔ حضور کے جو دشمن تھے وہ بھی اپنی امانتیں حضور کے پاس رکھتے تھے ان کو یقین تھا کہ ان کا مال اگر کسی کے ہاں محفوظ رہ سکتا ہے تو وہ حضور ہی کی ذات ہے۔ چنانچہ پورے مکے کے لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس جمع تھیں۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ علی تم رات میرے بستر پر گزارو۔ صبح کو مکہ والوں کی امانتیں واپس کر کے پھر ہجرت کرنا۔ سرکار کا حکم پا کر بستر رسول پر سو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہجرت کی رات جیسا مزہ حضور کے بستر پر سونے میں آیا ہے کبھی نہیں آیا۔ میں کہتا ہوں مزہ کیسے نہ آتا جبکہ سُلانے والے خود حضور تھے۔

چنانچہ حضور پرنور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب دشمنوں کے دروازے پر ہونے کے باوجود ان کے پاس سے ہو کر چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ (یٰسین آیت ۹)

جب صبح ہو گئی تو حضرت علی بیدار ہوئے۔ کافروں نے پوچھا رسول اللہ کہاں

ہیں۔ فرمایا پہرا تم دے رہے ہو۔ پوچھتے مجھ سے ہو۔ کفار گھروں کو واپس لوٹ گئے۔ حضرت علی اس امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد ہجرت کر کے آپ مدینہ میں حضور کے پاس پہنچ گئے۔

تیری مثال عیسیٰ کی طرح ہے

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْکَ مَثَلٌ مِنْ عِیْسٰی اَبْغَضَتْہُ الْیَھُوْدُ حَتّٰی بَھَتُوْا اُمَّہٗ وَاَحَبَّتْہُ النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْہُ بِالْمَنْزِلَۃِ الَّتِیْ لَیْسَتْ لَہٗ ثُمَّ قَالَ یَھْلِکُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ یَحْمِلُہٗ شَنَاٰنِیْ عَلٰی اَنْ یَبْھَتَنِیْ۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ مناقب علی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں حضرت عیسیٰ کی مثال ہے۔ جن سے یہود نے بغض رکھا حتیٰ کہ ان کی ماں کو تہمت لگائی۔ اور ان سے عیسائیوں نے محبت کی حتیٰ کہ انہیں اس درجہ میں پہنچا دیا جو ان کا نہ تھا۔ پھر فرمایا میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ محبت میں افراط کرنے والے مجھے ان صفات سے بڑھائیں گے جو مجھ میں نہیں۔ اور بغض کرنے والے جن کا بغض اس پر ابھارے گا مجھے بہتان لگائیں گے۔

شیعہ رافضی حضرت علی کی محبت میں حد سے آگے نکل گئے۔

خارجی بغض علی میں حد سے آگے نکل گئے۔

یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و عظمت کا انکار کیا یہاں تک کہ حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی۔ عیسائیوں نے آپ کو خدا کہہ دیا۔ بعض شیعہ

رافضی ایسے ہیں کہ حضرت علی کو حضور سے افضل کہتے ہیں۔ شعر سے اندازہ لگائیں۔

علی کو مصطفیٰ سے میں تو افضل کہہ نہیں سکتا
مگر اپنے سے بہتر دیکھ کر داماد کرتے ہیں

بعض رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہتے ہیں۔

دکھا دو یا علی جلوہ نصیری کے خدا تم ہو
یہ آنکھیں طالب دیدار ہیں حاجت روا تم ہو
لوگ بے وجہ نصیری کو برا کہتے ہیں
کچھ تو دیکھا ہے علی میں جو خدا کہتے ہیں

یہ افراط اور تفریط جائز نہیں ہے۔ اہل سنت و جماعت کا بیڑا پار ہے۔ کیونکہ حضرت علی سے دل و جان سے محبت کرتے ہیں۔ ان کے فضائل ومناقب کو دل و جان سے مانتے ہیں۔ اہل بیت کی کشتی میں ہم سوار ہیں اور صحابہ کرام سے ہدایت لے رہے ہیں جو امت کے لئے ہدایت کے ستارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط و تفریط سے محفوظ رکھے۔

حضرت علی کی شان

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي (مشکوٰۃ مناقب علی) جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کا مولیٰ ہے۔ مولیٰ یعنی مددگار بمعنی دوست، بمعنی خلیفہ کہیں نہیں آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد فرمایا۔

مجھ سے محبت نہ کرے گا۔ مگر مومن اور مجھ سے بغض نہ رکھے گا مگر منافق۔
(مشکوٰۃ مناقب علی)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خُم تالاب پر اترے (حج سے واپسی پر) تو حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں۔ سب نے کہا ہاں، فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مسلمان کا والی ہوں اس کی جان سے زیادہ لوگ بولے ہاں۔ تو فرمایا الٰہی جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔ (دوست) الٰہی جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن رہ۔ حضرت علی نے اس کے بعد حضرت عمر ملے، بولے اے ابوطالب کے فرزند مبارک ہو کہ تم نے صبح سویرا پایا اس طرح کہ تم ہر مومن مرد و عورت کے مولیٰ ہو۔ (مشکوٰۃ مناقب علی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ علی کا چہرہ دیکھنا عبادۃ ہے۔ ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں۔
(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۲)

مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا، تو علی آئے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں عرض کیا کہ آپ نے اپنے صحابہ میں بھائی چارہ کرا دیا مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دین و دنیا میں میرے بھائی ہو۔ (مشکوٰۃ مناقب علی ابن ابی طالب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چہیتی بیٹی کا نکاح حضرت علی سے کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اگر کسی عورت سے نکاح کیا ہے یا اپنی کسی بیٹی کا رشتہ کیا ہے وہ سب خدا کے حکم سے کیا ہیں۔ حضرت علی کے بے پناہ

فضائل ہیں اور بے پناہ خوبیاں ہیں قرآن کریم کی تین سو آیتیں اور احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ آپ کی شان میں موجود ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور بہت سے اعزاز حاصل ہیں وہیں پر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ جو کہ حضور کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں اور چہیتی بیٹی ہیں ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا۔ فاطمہ سے نکاح آپ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا جب تک میری بیٹی فاطمہ زندہ ہے۔ تم دوسری شادی نہیں کر سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا۔ جب تک خاتون جنت زندہ رہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی نہیں کی۔ حضور کے وصال کے چھ مہینے بعد حضرت فاطمہ کا بھی وصال ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت علی نے دوسری شادی کی ہے۔ (مراۃ ج ۸ ص ۲۷۷)

حضرت علی نے نذر مانی

شروع خطبہ میں جو میں نے آیت مقدسہ تلاوت کی تھی اب آپ کے سامنے اس کا شانِ نزول بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۔

اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

شانِ نزول یہ ہے

کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا کے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین بیمار ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نذر مانی اگر صحت یاب ہو گئے تین روزے رکھوں گا۔ جب حسنین کریمین تندرست ہو گئے آپ

نے روزہ رکھا۔ جب افطاری کا وقت آیا۔ دستر خوان پر روٹیاں اور سالن رکھ دیا گیا۔

دروازے پر کسی نے دستک دی میں مسکین ہوں۔ مجھے کھانا کھلاؤ۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آواز سنی فرمایا میری روٹیاں مسکین کو دیدو پتہ نہیں کب سے بھوکا ہے۔ خاتون جنت نے بھی فرمایا میری روٹیاں بھی دیدو۔ حسنین نے بھی کہا ہماری روٹیاں بھی مسکین کو دیدو۔ خود پانی سے روزہ افطار کرلیا۔

دوسرا دن ہوا جب افطاری کا وقت ہوا پھر کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں یتیم ہوں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یتیم کی آواز سن کر بے چین ہوگئے۔ بے قرار ہوگئے۔ فرمایا روٹیاں یتیم کو دیدو۔ دوسرے دن بھی پانی سے روزہ افطار کرلیا اور روٹیاں یتیم کو دے دیں۔ تیسرے دن پھر روزہ رکھا۔ افطاری کا وقت آیا کسی نے دروازے پر دستک دی میں اسیر ہوں کئی دن سے بھوکا ہوں نبی کے گھر والو مجھے کھانا کھلاؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری روٹیاں اسیر کو دیدو۔ حسنین اور خاتون جنت نے بھی کہا ہماری روٹیاں بھی قیدی کو دیدو۔ روٹیاں اسیر کو دے دیں۔ خود پانی سے روزہ افطار کرلیا۔

صبح کو ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لئے گئے ادھر قرآن کی آیت نازل ہوئی۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۔ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ تعالیٰ خوشنودی کے لئے ہے قرآن اس پر گواہی دے رہا ہے۔

فقیری میں شہنشاہی

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کعبہ میں عبادت کر رہے تھے۔ ادھر بڑے بڑے کافر بیٹھے تھے۔ ایک سائل آیا اور اس نے ان کافروں سے کچھ سوال کیا مانگا مجھے کچھ دو۔ مدد کر دو انہوں نے تمسخر کے طور پر کہہ دیا تم علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں کچھ دیں گے۔ سائل جب حضرت شیر خدا کے پاس آیا اور اس نے کہا لِلّٰہ۔ مجھے کچھ دیں۔ تنگدست ہوں۔ مفلس ہوں۔ آپ کے پاس اس وقت کوئی چیز نہ تھی جو آپ سائل کو دیتے۔ لیکن فراست سے جان گئے کہ کافروں نے تمسخر کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے دس بار درود پاک پڑھ کر سائل کی ہتھیلی پر پھونک مار کر فرمایا ہتھیلی بند کر لو۔ اور وہاں جا کر ان کے سامنے کھولنا۔ جب سائل کافروں کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا تجھے کیا ملا ہے؟ اس نے مٹھی کھولی تو سونے کے دیناروں سے بھری ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر کئی کافر مسلمان ہو گئے۔

(راحت القلوب بابا فرید الدین گنج شکر ص ۶۱)

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا خواب اور کھجوریں

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ شیر خدا اپنے خواب کا واقعہ سناتے ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم کی خلافت کا زمانہ ہے۔ آپ رات کو سو رہے ہیں۔ خواب میں دیکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی۔ سارے صحابہ پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز سے فراغت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ صحابہ کرام بھی بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد ایک بوڑھی عورت کھجوروں کا ٹوکرہ لائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی یہ صحابہ کرام میں تقسیم کر دو۔ میں نے ایک ایک کھجور ہر ایک کو دیدی۔ باقی جو بچیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ

دیں۔ حضور نے ایک کھجور مجھے دیدی اور فرمایا باقی کھجوریں ازواج مطہرات کے حجروں میں بھیج دو اتنے میں اذان کی آواز آئی میں نماز کے لئے گیا۔ نماز پڑھی۔ حضرت علی فرماتے ہیں جس طرح میں نے رات کو خواب میں دیکھا تھا۔ اسی طرح سارا منظراب بیداری میں دیکھ رہا ہوں صحابہ کرام موجود ہیں۔ نماز ہو رہی ہے۔ صرف فرق اتنا ہے۔ رات کو حضور کو نماز پڑھاتے دیکھا تھا۔ اب بیداری میں حضور کی جگہ فاروق اعظم کو دیکھ رہا ہوں۔ میں نے فاروق اعظم کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد فاروق اعظم منبر سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ جس طرح میں نے خواب میں حضور کو دیکھا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت کھجوروں کا ٹوکرا لے کر آئی۔ فاروق اعظم نے مجھے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ ایک ایک کھجور سب میں تقسیم کر دی۔ باقی فاروق اعظم کے سامنے لاکر رکھ دیں۔ فاروق نے ایک کھجور مجھے دیدی اور فرمایا باقی ازواج مطہرات کے حجروں میں بھیج دو۔ حضرت علی نے کہا اے فاروق اعظم مجھے ایک کھجور اور دیدو۔

فاروق اعظم نے کہا اگر رات کو حضور نے تمہیں کھجوریں دو دیں ہیں تو مجھ سے بھی دو لے لو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور ایک دی ہے تو میں دو کیسے دے سکتا ہوں۔ جب غلاموں کی شان یہ ہے تو آقا کا مقام کیا ہوگا۔ (نزہت المجالس ج ۲ ص ۱۸۸)

حضرت علی اور رومی پہلوان

ہو صحبت یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ایک رومی پہلوان مقابلے کے لئے آیا۔ حضرت علی نے نیچے گرا دیا۔ رومی پہلوان نے دیکھا اب مجھے نہیں چھوڑے گا۔ قتل کر دے گا۔ اس نے منہ پر تھوک

دیا۔ ہمارے چہرے پر اگر کوئی تھوکے ہم پورا خاندان ختم کردینگے۔ علی نے اسے قتل کرنے کے لئے تلوار بے نیام کی۔ جس وقت تھوکا علی سینے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پوچھا مجھے قتل کیوں نہیں کیا۔ علی نے کہا تو نے چہرے پر تھوکا تھا۔ وہ حیران تھا کہ میں اسے سزا سمجھو یا جزا سمجھو۔ حضرت علی نے کہا پہلے تجھے ذبحہ رب کی رضا کے لئے کر رہا تھا۔ جس وقت تو نے میرے چہرے پر تھوکا مجھے غصہ آ گیا۔ اب اگر ذبحہ کرتا ہوں تو رب کی رضا کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنی ذات کے لئے۔ میرا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ اس لئے چھوڑ دیا ہے۔ ''کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا''۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی رضا کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیر خاک میں ہے شرر اگر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

میں علم کا دروازہ ہوں

حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا دوسری روایت میں الفاظ اس طرح ہیں۔ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا ۔ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بیشمار امتحان آئے ہیں اور آپ ہر امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ غزوہ خیبر سے حضور تشریف لائے مقام صہبا پر حضور نے صحابہ کرام سمیت نماز عصر ادا فرمائی ہے۔ حضرت علی پچھلے مجاہدوں کے ساتھ ہیں۔ آپ کی نماز عصر باقی ہے۔ حضرت علی تشریف لائے۔ حضور فرماتے ہیں علی میں نے تھوڑا سا آرام کرنا ہے۔ ایک طرف آرام ہے حضور کا۔

دوسری طرف فرض نماز ہے یہ حضرت علی کا امتحان ہے۔ تاکہ قیامت تک امتیوں کو خبر دار کر دیا جائے۔ اور مقام مصطفیٰ کا پتہ چل جائے۔ کہ مقام مصطفیٰ کیا ہے۔ عظمت مصطفیٰ کیا ہے۔ حضرت علی بارگاہ نبوت کے مزاج سے پورے واقف ہیں۔ آپ نے ایمان کی نگاہ سے دیکھا اگر نماز پڑھتا ہوں تو سرکار کے آرام میں فرق آتا ہے۔ اگر نماز نہیں پڑھتا تو علاج ہو جائے گا۔ نیند میں فرق آ گیا تو علاج نہیں ہوگا۔

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

جب حضور نے فرمایا آرام کرنا ہے حضرت علی مؤدب ہو کر بیٹھ گئے۔ حضور نے سر اقدس گود میں رکھا آرام فرمانے لگے۔ سورج غروب ہو رہا ہے۔ علی کی نماز قضا ہو رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

مولا علی نے واری تیری نیند پہ نماز
وہ بھی عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے

جب نماز عصر کا وقت گزر گیا امتحان مکمل ہو گیا۔ تو سرکار بیدار ہوئے دیکھا علی غمگین ہیں۔ فرمایا کیا بات ہے۔ عرض کیا نماز قضا ہو گئی۔ سرکار مدینہ نے ڈوبے ہوئے سورج کو اشارہ کیا سورج واپس لوٹ آیا۔ اور حضرت علی نے عصر کی نماز ادا کر لی۔ پھر سورج غروب ہو گیا۔ (زرقانی للمواہب ص ۱۱۶ ج ۵)

فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

خیبر یہودیوں کا بہت بڑا قلعہ تھا۔ کئی دن محاصرہ جاری رہا۔ مگر خیبر کے فتح

ہونے کی نوبت نہیں آ رہی تھی۔

حضور نے سیدنا ابوبکر صدیق کو لشکر دیکر بھیجا سخت جنگ ہونے کے باوجود کامیابی نہ ہوئی۔ پھر حضور نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو لشکر دیکر بھیجا لڑائی سخت ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ خیبر فتح نہ ہوا۔ تیسرے روز میرے آقا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَّجُلًا یَّفْتَحِ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔

(بخاری، مشکوۃ مناقب علی ص ۵۶۳)

کہ کل کو یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ لوگ تمام رات اس بات کا تذکرہ کرتے رہے کہ کل جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی ہر مسلمان یہ چاہتا تھا یہ جھنڈا مجھے ملے۔ مگر اللہ کے محبوب نے فرمایا اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آدمی بلانے گیا۔ حضرت علی حاضر ہوئے۔ حضرت علی کا سر گود میں رکھ کر آنکھوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن لگایا۔ حضرت علی فرماتے ہیں میں اسی وقت صحت یاب ہوگیا۔ گویا مجھے کبھی آنکھوں کی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔ یہ لعاب دہن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر لگا درد دور ہوگئی۔ کنویں میں پڑا تو پانی میٹھا ہوگیا۔ جابر کی ہنڈیا میں پڑا تو کھانے میں اضافہ ہوگیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پرچم عطا فرمایا۔ پرچم لے کر قلعہ کے سامنے تشریف لے گئے اور پرچم کو گاڑ دیا۔ مرحب سامنے آیا جو خیبر کا طاقت ور پہلوان تھا۔ اس نے حیدر کرار کو للکارا۔ اور کہا خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں۔ ہتھیار اٹھانے والا۔ تجربہ کار بہادر ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی للکار کا جواب دیا۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرًا ۔ کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرِ
اُوْفِیْھِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ ۔

میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر رکھا ہے۔

جنگل کے شیروں کی طرح میں بڑا خوفناک ہوں۔ میں ان کو ایک صاع کے بدلے بہت بڑے پیالے سے ماپ کر دوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی شمشیر کا وار مرحب کے سر پر کیا۔ سر دو ٹکڑے ہو گیا اور خیبر فتح ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دروازہ خیبر اکھاڑا اور مسلمانوں کو اس پر سے اتار دیا۔ خیبر فتح ہو گیا بعد میں چالیس آدمیوں نے اسے اٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے۔ حضرت علی گرم کپڑے گرمیوں میں اور ٹھنڈے کپڑے سردی میں پہنتے تھے۔ اس کی وجہ پوچھی گئی آپ نے فرمایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ میں اپنا لعاب دھن لگایا تو یہ میرے لئے دعا بھی فرمائی کہ الٰہی علی سے ٹھنڈک اور گرمی دور کر دے۔ اس دن سے مجھے نہ سردی لگتی ہے اور نہ گرمی۔ (مرقات)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا مدینہ میں امیر بن کر رہے

امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء جب غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا کو مدینہ کا امیر مقرر فرما دیا۔ آپ نے جسم پر ہتھیار سجائے اور جرف کے مقام پر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ نے مجھے بچوں اور عورتوں پر امیر بنایا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے تا کہ میں حضور کے ساتھ جا کر جانبازی کے جوہر دکھاؤں۔ حضور نے فرمایا میں نے تمہیں اس لئے وہاں چھوڑا ہے تا کہ خاندان نبوت کی حفاظت کر سکو۔ اور جو ضعیف کمزور

مسلمان پیچھے رہ گئے ہیں۔ ان کی حفاظت کرسکو۔

اَفَلَا تَرْضٰی یَا عَلِیُّ اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۰۰)

فرمایا: اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے اس طرح ہو جاؤ جس طرح ہارون موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

یہ فرمان سننے کے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے گئے۔ مدینہ کا امیر بننا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے ہوئے۔ اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں اپنا نائب بنا گئے تھے اسی طرح غزوہ تبوک کے لئے جاتے ہوئے میں نے مدینہ میں تمہیں اپنا نائب بنایا ہے۔ تمہیں میرے ساتھ وہی نسبت ہے۔ جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی مگر ایک فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ شک ہوسکتا تھا کہ ہارون تو نبی تھے تو حضرت علی بھی نبی ہوں گے اس شک کو دور کردیا اور فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بتوں کا توڑنا

فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف میں تشریف لائے۔ اس وقت خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ ان کی پوجا ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ارشاد فرمایا۔ میرے گھر کو بتوں سے پاک صاف کرو۔ سرکار مدینہ نے ایک چھڑی لی اور بتوں کو توڑنا شروع کردیا۔ اور زبان پر جاری تھا وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا ۝ (پ ۱۵ بنی اسرائیل) اور فرماؤ

کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ جو بت نزدیک تھے وہ آپ نے توڑ دیئے۔ لیکن کچھ بت اونچے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک وہاں تک نہیں پہنچتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہاں ہیں۔ صدائے نبوت سن کر شیر خدا حاضر ہوئے۔ عرض کی آقا کیا حکم ہے فرمایا ان بتوں کو توڑ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ اگر ہاتھ نہیں پہنچتا تو آپ میرے کندھوں پر چڑھ کر توڑ دیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا علی رضی اللہ عنہ تم بار نبوت کو نہیں اٹھا سکتے۔ میں بیٹھتا ہوں تم میرے کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو توڑ دو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور کے مبارک کندھوں پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس وقت تم کیا محسوس کر رہے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور اس وقت میرا ہاتھ عرش کے پائے تک پہنچ رہا ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو میں عرش کے پائے کو پکڑ کر کھینچ لاؤں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بتوں کو توڑ کر نیچے اترے۔ تو مسکرانے لگے۔ حضور نے پوچھا علی مسکراتے کیوں ہو۔ عرض کی آقا میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی ہے۔ لیکن مجھے چوٹ نہیں لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں چوٹ کیسے لگ سکتی ہے۔ جبکہ تمہیں اٹھانے والا میں تھا اور اتارنے والا جبرائیل تھا۔ (مدارج النبوت ج ۲)

شہادت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا کی شہادت رمضان المبارک میں ہوئی۔ جنگ صفین کے بعد ایک نیا فرقہ خوارج کا پیدا ہو گیا تھا۔ ان کا نعرہ تھا اِنِ الْحُکْمُ اِلاَّ لِلّٰہِ۔ حکم صرف اللہ کا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے۔ کوفہ اور دمشق دونوں حکومتوں کے خلاف تھے۔ یہ خارجیوں کا گروہ مسلمانوں کے خلاف

سازشوں میں مصروف ہو گیا۔ مکہ میں خارجیوں نے منصوبہ بنایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو ابن عاص ان تینوں آدمیوں کو قتل کر دیا جائے۔

عبدالرحمٰن ابن ملجم المرادی نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کروں گا۔ برک بن عبداللہ تمیمی نے کہا میں امیر معاویہ کو قتل کروں گا۔ عمرو بن بکر تمیمی نے کہا میں حاکم مصر عمرو بن عاص کو قتل کروں گا۔ رمضان المبارک کی ۱۷ تاریک مقرر ہوئی۔

یہ منصوبہ بنا کر تینوں بدبخت انہیں شہروں کی طرف جہاں ان کے مقتولین موجود تھے روانہ ہو گئے۔ دو شخص اپنی اس مہم میں ناکام ہوئے اور عبدالرحمٰن ابن ملجم المرادی کامیاب ہوا۔ یہ کوفہ پہنچا۔ یہاں پر خوارج کی ایک بہت بڑی جماعت رہتی تھی۔ عبد الرحمٰن نے ان سے میل ملاقات شروع کر دی۔ اور ان کے سامنے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں نے حضرت علی کو شہید کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ ان خارجیوں میں ایک عورت تھی جس کا نام قطام بنت شجنہ تھا بڑی حسین وجمیل تھی۔ اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا۔ اس عورت نے کہا کیا چاہتا ہے عبدالرحمٰن نے کہا تیرے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں عورت نے کہا میرے ساتھ نکاح بڑا مہنگا پڑیگا کہا وہ کیسے کہا تمہیں میرا حق مہر ادا کرنا ہوگا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ تیرا حق مہر کیا ہے قطام نے کہا تین ہزار درھم اور علی کا سر۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ تو علی کا قتل کیوں چاہتی ہے۔ قطام نے کہا جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے رشتہ داروں کو قتل کروایا تھا۔ عبدالرحمٰن نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اس نے پختہ ارادہ کر لیا۔

عورت کا عشق قتل کرا دیتا ہے، عورت کا عشق خون بہاتا ہے

بدکار عورت بہت بڑا فتنہ ہے، بدکار عورت خاندان تباہ کر دیتی ہے

بدکار عورت محلہ تباہ کر دیتی ہے، بے حیا عورت ملک تباہ کر دیتی ہے 19

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○ عورتوں کا مکر بہت بڑا ہے۔

عورت نیک ہو تو خدا کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ عبدالرحمٰن کی نگاہ جب قطام پر پڑی پلید ہوگئی۔ انسان تھا درندہ بن گیا۔

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ حق نے دل کو کیا ہے نگاہ کا پیرو

مسلمان تیری نگاہ ناپاک ہو جائے تو تیرا دل بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اس نگاہ کی حفاظت کر۔ حدیث پاک میں آتا ہے نگاہ شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو اللہ کے خوف کی وجہ سے بچ جائے گا۔ دل میں ایمان کی حلاوت پائے گا۔

رمضان کا مہینہ ہے۔ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ نماز فجر کا وقت ہے۔

حضرت امام حسن حاضر ہوئے فرمایا بیٹے میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت سے میں نے بڑی تکلیف اٹھائی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ میں نے دعا کی یا اللہ مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں بدل دے۔ ان کو بدتر لوگوں سے سابقہ ڈال۔ اسی وقت موذن ابن البناح حاضر ہوا اور پکارا الصلوٰۃ۔ یعنی نماز کو چلئے۔ آپ تیار ہوئے۔ اور الصلوٰۃ، الصلوٰۃ کہتے ہو لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے ہوئے مسجد کی طرف جا رہے ہیں۔ عبدالرحمٰن چھپا ہوا تھا موقع پا کر اس نے تلوار کا وار کیا۔ تلوار پیشانی پر پڑی دماغ میں اتر گئی۔ چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا۔

(تاریخ الخلفاء)

خون بہنے لگ گیا، خون کے فوارے جاری ہو گئے، خون میں لت پت ہو گئے۔

نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال و دولت نہ کشور کشائی

آپ نے فرمایا: فزت برب الکعبہ ۔ فزت برب الکعبہ ۔ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

چاروں طرف سے لوگ دوڑ کر آئے اور عبد الرحمٰن کو گرفتار کر لیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا فاتح خیبر۔ باب مدینۃ العلم کی خدمت میں غلاموں نے شربت پیش کیا۔ فرمایا پہلے میرے قاتل کو پلاؤ اس نے انکار کر دیا فرمایا اگر تو پی لیتا قیامت کے دن حوض کوثر پہلے تجھے پلاتا بعد میں خود پیتا۔

رمضان المبارک کی اکیس تاریخ کو فاتح خیبر آفتاب شجاعت، آفتاب ولایت، آفتاب امامت غروب ہو گیا۔ لیکن اس آفتاب کی کرنیں قیامت تک کائنات کو منور کرتی رہیں گی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ ۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے' فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے میری اُمت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوط تھاما تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

کیونکہ شہید تو ایک بار تلوار کا زخم کھا کر ختم ہو جاتا ہے' مگر یہ اللہ کا بندہ ساری عمر لوگوں کے طعنے سنتا ہے' اللہ اور رسول کی خاطر سب کچھ برداشت کرتا ہے۔ سنت پر عمل کرنے والا جہادِ اکبر کرتا ہے' جیسے اس زمانے میں داڑھی رکھنا' سود سے بچنا وغیرہ۔ (مشکوٰۃ' باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ' ص ۳۰)

پانچواں خطبہ

جمعۃ الوداع

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ۔
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○(پ۲۸، سورۃ الجمعۃ)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَ عَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

قران کریم کی جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے ایمان والو! جب (تمہیں) بلایا جائے نماز کی طرف جمعہ کے دن تو دوڑ کر جاؤ اللہ کے ذکر کی طرف اور (فوراً) چھوڑ دو خرید و فروخت یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم

(حقیقت) کو جانتے ہو۔

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج رمضان شریف کا آخری جمعہ۔ جمعۃ الوداع ہے۔ وداع کا معنیٰ ہے جدا ہونا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ رمضان شریف کا برکتوں والا مہینہ رحمتوں والا مہینہ ہم سے جدا ہو رہا ہے۔ جمعہ جمع سے بنا ہے بمعنی اکٹھا ہونا۔ قرآن کریم میں ایک سورۃ کا نام ہی سورۃ جمعۃ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ مسلمانوں کے لئے عید ہے۔ جمعۃ الوداع کا دن بڑا مبارک دن ہے۔ پتہ نہیں اگلے سال جمعۃ الوداع کی برکتیں ہم پائیں گے۔ یا نہیں۔ کتنے نمازی ہیں جو پچھلے سال ہمارے ساتھ تھے۔ مگر آج اپنی قبروں میں آرام فرما رہے ہیں۔ اسی طرح اگلے سال پتہ نہیں ہم ان مبارک گھڑیوں کو پا سکیں گے یا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تو چند روز قبا میں قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ اور جمعۃ کے روز وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بنی سالم بن عوف کی وادی میں پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہو گیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں ٹھہر گئے۔ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ یہ پہلا جمعہ ہے۔ جو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا۔ نمازیں مکہ میں فرض ہوئیں اور جمعہ مدینہ میں فرض ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ سو جمعے پڑھے ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۲)

فضائل جمعۃ

حدیث شریف میں موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن وفات پائی۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ مجھ پر کثرت سے درود

پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے بعد حضور پر کیسے پیش کیا جائے گا۔ جبکہ آپ خاک میں مل چکے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی)

حدیث پاک میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو۔ کیونکہ اس دن کثرت سے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب بھی کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے فارغ ہونے سے پہلے وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کی وفات کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجساد کو حرام کر دیا ہے۔ بس اللہ کا نبی (اپنے مزار میں) زندہ ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

قبر کے فتنہ سے محفوظ

حدیث شریف میں ہے جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوتا ہے قبر کے فتنے سے اللہ اسے محفوظ رکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

جمعہ کے روز قبولیت کی ساعت

جمعہ کے دن ایک ساعت آتی ہے اس میں جو دعا مانگی جائے اللہ اس دعا کو قبول کرتا ہے رحمت دو عالم نے فرمایا جمعہ میں ایک گھڑی ہے جسے بندہ مومن نہیں پاتا کہ اس میں اللہ سے خیر مانگے مگر اللہ اسے ضرور دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب الجمعہ) یہ قبولیت کی گھڑی دو خطبوں کے درمیان ہے یا مغرب سے کچھ پہلے۔ (مراۃ ج ۲ ص ۳۱۱)

جمعہ کے لئے جلدی آنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے۔ تو فرشتے مسجد کے

دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ پہلے آنے والے کو پھر پہلے آنے والے کو لکھتے رہتے ہیں۔ سویرے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے اونٹ کی قربانی کی ہو پھر مثل اس شخص کی جس نے گائے کی قربانی کی ہو۔ پھر مینڈھے کی پھر مرغی کی پھر انڈے کی جس وقت امام نکلتا ہے۔ تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں۔ اور خطبہ سنتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

کہ اگر جمعہ کے دن تو اپنے ساتھی سے کہے کہ چپ رہو جبکہ امام خطبہ پڑھتا ہو تب بھی تم نے بے ہودہ کام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کے متعلق فرمایا جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتی ہے کہ میں چاہتا ہوں کسی شخص کو حکم دوں۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان لوگوں پر جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔ (مشکوٰۃ باب الجمعہ)

نُوْدِیَ سے مراد جمعہ کی اذان ہے۔ اور احناف کے نزدیک یہ پہلی اذان ہے۔ جو خطبہ سے کچھ دیر پہلے دی جاتی ہے۔ (ضیاء القرآن سورۃ الجمعہ)

جمعۃ المبارک کی چھٹی

اسلام میں چھٹی کرنیکا کوئی حکم نہیں ہے۔ لیکن جب ملک میں ایک دن چھٹی کرنی ہے۔ تو اس دن کرنی چاہئے جو مقدس دن ہے۔ وہ ہے جمعہ کا دن۔ عیسائی اپنے مقدس دن اتوار کے دن چھٹی کرتے ہیں۔ یہودی اپنے مقدس دن ہفتہ کے دن چھٹی کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں جمعہ کے دن چھٹی کرنی چاہئے۔ باقی تمام اسلامی ملکوں میں جمعہ کے دن چھٹی ہوتی ہے۔ تو ہمیں ان کی موافقت کرتے ہوئے جمعہ کے دن چھٹی کرنی چاہئے۔ پہلے پاکستان میں جمعہ کے دن سرکاری چھٹی ہوتی

تھی اب اتوار کے دن ہوتی ہے۔

جمعہ مسلمانوں کے لئے بڑا مبارک دن ہے۔ عبادت کرنے کا دن ہے۔ یہودیوں کے لئے ہفتے کا دن مبارک تھا۔ عیسائیوں کے لئے اتوار کا دن مبارک تھا۔ حضور کی امت کے لئے جمعہ کا دن مبارک ہے۔

مچھلیوں کا شکار کرنے والے بندر بن گئے

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبور عطا فرمائی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام آپ کے بیٹے ہیں۔ آپ کے ہاتھوں میں لوہا موم ہو جاتا تھا۔ آپ لوہے سے زرہ بناتے تھے۔ لیکن لوہے کو آگ میں گرم نہیں کرتے تھے۔ جدھر چاہتے لوہا مڑ جاتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز اتنی خوبصورت تھی کہ جب آپ زبور کی تلاوت فرماتے پرندے ہواؤں میں ٹھہر جاتے تھے۔ آواز اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ قرآن کو اچھی آوازوں سے زینت دو۔ اچھی اور خوبصورت آواز سے پڑھو۔ ہاں تو میں عرض کر رہا تھا حضرت داؤد علیہ السلام ایلیا شہر میں تشریف لائے۔ دریا کے کنارے پر یہ شہر آباد تھا اور اس شہر میں یہودی قوم آباد تھی۔ ہفتے کے دن یہ مچھلیوں کا شکار کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا۔ ہفتے کا دن مبارک دن ہے عبادت کا دن ہے۔ اس میں صرف عبادت کیا کرو۔ مچھلیوں کا شکار اور خرید و فروخت کاروبار بند کر دو۔ اس دن میں مچھلیوں کا شکار کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا ہے۔ تم اللہ کی نافرمانی کر کے اس کے عذاب کو دعوت دے رہے ہو۔ قوم نے دیکھا کہ مچھلیاں اتوار سے لے کر جمعہ کی شام تک غیب رہتی ہیں۔ جب ہفتے کا دن آتا ہے۔ تو مچھلیاں پانی کے اوپر والی سطح پر آ جاتی ہیں۔ اچھلتی ہیں۔ کودتی ہیں۔

ہر طرف مچھلیاں ہی مچھلیاں نظر آتی ہیں۔ دیکھ کر یہودیوں کے منہ میں پانی آ گیا اور شکار شروع کر دیا۔ اپنے اپنے گھروں کے سامنے گڑھے بنائے۔ دریا سے نالیاں بنا کر گڑھوں تک لائے۔ ہفتہ کے دن نالیاں کھول دیتے پانی آتا ساتھ مچھلیاں بھی آتیں۔ پانی آگے نکل جاتا مچھلیاں گڑھوں میں جمع ہو جاتیں۔ یہودی بڑے خوش ہوتے۔ اتوار کی دن مچھلیاں نکالتے۔ بڑے وسیع پیمانے پر کاروبار کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم تم یہ کیا کر رہے ہو۔ ہفتہ کے دن تم شکار کرتے ہو۔ عرض کی حضور یہ خود بخود آ جاتی ہیں ہمارا کیا قصور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا کام تھا سمجھانا۔ اب تو ذرا ہٹ جا اب میں جانو اور یہ مچھلیوں کے شکاری جانیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نافرمانی کرنے والو۔ ہفتہ کے دن کی تعظیم نہ کرنے والو۔ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ○ تم بندر بن جاؤ۔ (سورۃ البقرہ) وہ سب بندر بن گئے۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۔ (بروج آیت ۱۲) تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ قوم تین حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک وہ جو سمجھاتے تھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی مت کرو۔ شکار کر کے اللہ کے عذاب کو دعوت مت دو۔ وہ محفوظ رہے۔ دوسری وہ تھے جو شکار تو نہیں کرتے تھے۔ لیکن شکار کرنے والوں کو منع بھی نہیں کرتے تھے۔ خاموش رہتے تھے۔ کہ کہیں کوئی ناراض نہ ہو جائے۔ یہ خنزیر بن گئے۔ تیسرے وہ نوجوان تھے جو شکار کرتے تھے اور کہتے تھے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ وہ بندر بن گئے۔

غور کریں آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو رمضان المبارک کا احترام نہیں کرتے سب کے سامنے کھاتے ہیں سگریٹ پیتے ہیں۔ جمعہ پڑھنے نہیں آتے۔ کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ انہیں پتہ ہی نہیں جمعہ کی اذان ہوئی ہے کہ نہیں۔

جمعہ کا احترام نہیں کرتے۔ فلم جمعہ کو دیکھتے ہیں۔ کرکٹ جمعہ کو کھیلتے ہیں۔ کھیل کود میں جمعہ ضائع کردیتے ہیں۔

وضع میں ہو تم نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

وہ باز آجائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ نافرمانی کرتے ہوئے اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدٌ تیرے رب کا عذاب بڑا سخت ہے۔ (بروج آیت ۱۲)

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آج اگر ہم محفوظ ہیں تو حضور کے صدقے محفوظ ہیں۔ پہلی قومیں نافرمانی کرتیں چہرے بدل جاتے۔ تختہ الٹ کر رکھ دیا جاتا۔ تباہ و برباد کردیئے جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔ (الانفال آیت ۳۳) اب ان پر عذاب نہیں آئے گا اس لئے کہ تو ان میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری بری حرکتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ اپنے محبوب کے دامن کرم کو دیکھتا ہے۔ اب عذات نہیں ہو گا اب عذاب آخرت میں ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ شیطان انسان کے خون میں دوڑتا ہے۔ بچنا بہت مشکل ہے۔ اگر بچنا ہے تو اپنا تعلق قرآن سے جوڑو۔ مسجد سے جوڑو۔ اللہ والوں سے جوڑو۔

حضرت معروف کرخی

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ تھے۔ ایک دن دریائے دجلہ میں کشتی پر سفر کر رہے تھے۔ سامنے ایک اور کشتی بھی تھی۔ جو کہیں جا رہی تھی۔

اس میں نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ جب نوجوان اکٹھے سفر کر رہے ہوں پھر ان کا اللہ ہی حافظ ہے۔ کشتی میں سفر کے دوران شغل میلہ لگائے ہوئے تھے۔ شراب بھی ان کے پاس تھی۔ وہ ایسی ایسی حرکتیں کر رہے تھے کہ دیکھنے والوں نے کہا حضرت ان کے لئے بددعا کریں۔ یہ دریا میں کیا کر رہے ہیں۔ حضرت معروف کرخی نے فرمایا اچھا ہاتھ اٹھاؤ۔ اور آمین کہو۔ عرض کی ٹھیک ہے۔ آمین کہتے ہیں۔

ہاتھ اٹھائے دعا فرمائی یا اللہ جیسے ان کی دنیا لذیذ بنائی ہے۔ ایسے ہی آخرت بھی لذیذ بنا دے۔ حضرت آپ نے تو دعا فرما دی۔ فرمایا تمہیں تو مقصود چاہیے۔ دیکھو ہوتا کیا ہے۔ ابھی آپ نے چہرے پر ہاتھ پھیرے ہی تھے۔ کہ اللہ نے ان کے دل بدل دیئے۔ سب کچھ توڑ پھوڑ دیا۔ آ کر آپ کے قدموں میں گر گئے اور کلمہ پڑھنا شروع کر دیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ یہ ہیں اللہ والے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

منصور بن عمار کی چار دعائیں

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ ایک دن وعظ فرما رہے تھے۔ محفل سجی ہوئی تھی۔ وعظ و نصیحت کر رہے تھے۔ حاضرین میں سے ایک سائل اٹھا اور چار درہموں کا سوال کیا تو منصور بن عمار نے فرمایا جو شخص اس سائل کو چار درہم دے گا۔ میں اس کے لئے چار دعائیں کروں گا۔

ایک یہودی کا مسلمان غلام مجلس میں حاضر تھا اٹھا اور چار درہم دیئے اور عرض کیا میرے حق میں چار دعائیں فرما دیں۔

اوّل یہ کہ میں غلام ہوں اللہ تعالیٰ مجھے آزاد کر دے۔ دوسری یہ کہ میں فقیر

ہوں اللہ تعالیٰ مجھے غنی کر دے۔ تیسری یہ کہ میرا مالک یہودی ہے اللہ تعالیٰ اسے اسلام کی نعمت سے مالا مال کر دے۔ چوتھی یہ کہ میں گناہ گار ہوں اللہ میری اور میرے مالک کی بخشش کر دے۔

حضرت منصور نے اس کے حق میں یہ چار دعائیں کیں۔ اور مجلس وعظ اختتام پذیر ہوگئی۔

جب غلام اپنے مالک کے پاس پہنچا تو اس نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی غلام نے بتایا۔ کہ آج میں حضرت منصور کی مجلس وعظ میں چلا گیا تھا۔ اور وہاں چار درہم اللہ کی راہ میں دیکر حضرت سے چار دعائیں کروائی ہیں۔ مالک نے پوچھا چار دعائیں کونسی تھیں۔ غلام نے بتایا کہ پہلی دعا یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے آزاد کر دے۔ مالک نے یہ سن کر کہا جاؤ اللہ کے لئے تجھے آزاد کر دیا۔ پھر غلام نے دوسری دعا بتائی۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے امیر بنادے۔ مالک نے چار ہزار درہم دے دیئے۔ غلام نے کہا تیسری دعا یہ تھی کہ میرے مالک کو اللہ تعالیٰ مسلمان کر دے۔ یہ سن کر یہودی مالک نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ غلام نے مالک کو چوتھی دعا بتائی وہ یہ تھی اللہ میرے اور میرے مالک کے گناہ بخش دے۔ مالک نے یہ سن کر کہا کہ گناہوں کی مغفرت میرے قبضہ میں نہیں۔ یہ اللہ کا کام ہے۔ اس کے بعد دونوں سو جاتے ہیں۔ مالک نے خواب میں دیکھا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اے غلام کے مالک جو تیری قدرت میں تھا وہ تو نے کر دکھایا اب جو میری قدرت میں ہے وہ میں کرتا ہوں۔ اچھا غلام کے مالک میں نے تجھ کو اور تیرے غلام کو وعظ کرنے والے کو اور وعظ سننے والوں کو بخش دیا۔ سب کو ہم نے جنت عطا کر دی اللہ والوں کی محفل میں بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا اس کی جھولی بھر جاتی ہے دونوں جہاں کی نعمتیں ملتی ہیں۔ یہ

ہے اللہ والوں سے تعلق جوڑنے کا فائدہ۔(نزہۃ المجالس ج اص ۱۹۱)

صدقۂ فطر

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں روزے زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کر دیا جائے۔ جو بھی صاحب نصاب ہے۔صاحب ثروت ہے۔جس کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا فرمائی ہے۔وہ اپنا اور اپنی نابالغ اولاد کا فطرانہ دے۔قریبی رشتہ داروں میں کوئی غریب ہے۔ محلے میں کوئی غریب ہو۔فوراً صدقۂ فطر لے کر اس کے دروازے پر پہنچو۔باقی دنوں میں غریب اور فقیر تیرے دروازے پر آتے ہیں۔لیکن رمضان شریف میں صدقۂ فطر لے کر خود غریب اور فقیر کے دروازے پر جاؤ۔تمہارے لئے رحمتوں کے دروازے کھل جائیں گے۔جنتوں کے دروازے کھل جائیں گے۔سرکار مدینہ نے فرمایا مکہ کے چوکوں میں کھڑے ہو کر اعلان کر دو صدقۂ فطر واجب ہے۔اللہ کے محبوب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقۂ فطر ادا کرو روزے میں جو لغویات ہو گئی ہے اس سے روزے کی طہارت ہو جائے گی۔دو کلو پچاس گرام گندم۔یا آٹا۔یا اس کی قیمت فی کس کے حساب سے ادا کرو۔اگر زیادہ ادا کرو زیادہ ثواب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۴) احسان جتا کر تکلیف پہنچا کر اپنے صدقات کو ضائع مت کرو۔دنیا میں سرکار مدینہ سے بڑھ کر غریبوں کا کوئی ہمدرد نہیں ہے۔حضور فرماتے ہیں اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا مجھے غریبی کی حالت میں زندہ رکھ۔وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا اور مجھے موت آئے تو غریبی کی حالت میں۔وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ اور کل قیامت کے دن مجھے

غریبوں میں اٹھا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
غریبوں کا ملجیٰ یتیموں کا ماویٰ
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب تم کسی غریب کو کسی محتاج کو صدقہ دیتے ہو۔ محتاج کے ہاتھ میں بعد میں جاتا ہے۔ خدا کے ہاتھ میں پہلے جاتا ہے۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں: میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا کل قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے اس طرح ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں۔ جیسے ان میں کوئی فاصلہ نہیں۔ اسی طرح میرے اور یتیم کی پرورش کرنے والے کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ اور صدقہ فطر

حدیث پاک میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر اکٹھا ہوا ہے۔ رات کو اس کا پہرا تم نے دینا ہے۔ رات کو ابوہریرہ نے پہرا دینا شروع کر دیا۔ جب آدھی رات کا وقت ہوا تو چور آ گیا اس نے بوریوں میں غلہ بھرنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوہریرہ نے پکڑ لیا۔ کہا تجھے شرم نہیں آتی فطرانے کا مال چوری کرتا ہے۔ چور نے کہا: ابوہریرہ! غریب ہوں میرے میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ بھوک سے مر رہے ہیں مجھ پر رحم کرو آئندہ نہیں آؤں گا۔ حضرت ابوہریرہ کو اس پر رحم آ گیا اور چھوڑ دیا۔ وہ چور چلا گیا۔ حضرت ابوہریرہ صبح سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضور نے دیکھتے ہی فرمایا رات والے

چور کا کیا بنایا۔ حضرت ابوہریرہ حیران ہو گئے۔ واقعہ تو میرے ساتھ پیش آیا ہے۔ بتا حضور رہے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ نے عرض کی آقا اس نے کہا میرے چھوٹے چھوٹے بچے میں غریب ہوں مجھے رحم آیا میں نے چھوڑ دیا۔

حضور نے ارشاد فرمایا آج وہ پھر آئے گا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا۔ میں پہرا دے رہا تھا۔ وہ چور پھر آ گیا۔ چوروں کا وقت ہی رات کو تھا اب تو چور اتنے نڈر ہو گئے ہیں۔ کہ دن دہاڑے ہی لوٹ لیتے ہیں۔ وہ چور پھر آ گیا اور اس نے بوریوں میں غلہ بھرنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوہریرہ نے پھر پکڑ لیا۔ فرمایا آج نہیں چھوڑوں گا۔ اور تجھے حضور کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔ اس نے پھر رونا شروع کر دیا۔ میں غریب ہوں میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ مجھے چھوڑ دو آئندہ نہیں آؤنگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پھر رحم آ گیا اور پھر اسے چھوڑ دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا ابوہریرہ وہ رات والے چور کا کیا بنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج وہ پھر آئے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا۔ وہ چور رات کو پھر آ گیا۔ اس نے غلہ بوریوں میں بھرنا شروع کر دیا۔ فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ نے پھر پکڑ لیا۔ رونا شروع کر دیا کہا ابوہریرہ غریب ہوں۔ میری بچوں کا کیا بنے گا۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا آج تیسرا دن ہو گیا ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی تو عادی مجرم معلوم ہوتا ہے تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ حضور کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ آج نہیں چھوڑیں گے۔ تو کہا ابوہریرہ آج میں تمہیں ایک وظیفہ بتاتا ہوں تم خوش ہو جاؤ گے۔ کہا بتاؤ سونے سے پہلے رات کو جو آیت الکرسی پڑھے گا اس کے نزدیک شیطان نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ شیطان سے اس کی

حفاظت فرماتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے۔ اور اسے چھوڑ دیا۔ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ رات والے چور کا کیا بنا عرض کی اس نے مجھے ایک وظیفہ بتایا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا رات کو سونے سے پہلے جو آیت الکرسی پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے شیطان اس کے نزدیک نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ بڑا جھوٹا لیکن اس نے یہ جو بات کی ہے یہ سچی ہے۔ حضرت ابوہریرہ تم جانتے ہو وہ کون تھا۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا شیطان تھا۔

آیت الکرسی پڑھی جائے تو چوروں ڈاکوؤں اور شیطان کے خطرے ختم ہو جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ آج جمعۃ الوداع ہے۔ آج الحمدللہ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے۔ باہر گلیوں میں بھی نمازی موجود ہیں۔ آج نمازی کسی دوسرے شہر سے تو نہیں آئے۔ اسی محلے کے نمازی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے اگر تمام نمازی جمعہ کے لئے آئیں تو ہمیں مسجد وسیع کرنا پڑے۔ لوگ آٹھویں دن جمعہ کے لئے بھی نہیں آتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سستی کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ (مشکوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں یعنی جمعہ نہیں پڑھتے۔ کہ تحقیق میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ ایک شخص کو حکم دوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اور میں ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ (مشکوۃ باب الجمعہ)

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص بغیر ضرورت کے جمعہ چھوڑ گیا تو اس کو ایسی کتاب میں منافق لکھا جائے گا۔ جو نہ مٹائی جاتی ہے، نہ بدلی جاتی ہے۔ (مشکوۃ، باب الجمعہ) اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو پابندی سے جمعہ ادا

کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے جمعہ کو قبول فرمائے۔ رمضان المبارک میں آپ نے نمازوں کی پابندی فرمائی ہے لیکن عید کی نماز کے بعد مسجدیں خالی ہو جاتی ہیں۔ چار نمازی ہوتے ہیں۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ہم نے شادی کرنی ہے تو جمعہ کے دن، ہم نے فلم دیکھنی ہے تو جمعہ کے دن، ہم نے آرام کرنا ہے تو جمعہ کے دن، افسوس ہمیں جمعہ سے نفرت ہے۔ ہم جمعہ کی قدر نہیں کرتے۔

فرشتوں کا تبالہ فجر اور عصر میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ رات اور دن کے ملائکہ نماز فجر اور عصر میں جمع ہوتے ہیں۔ جب وہ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرماتا ہے کہاں سے آئے ہو؟ حالانکہ وہ جانتا ہے۔ عرض کرتے ہیں۔ تیرے بندوں کے پاس سے۔ جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور انہیں نماز پڑھتا چھوڑ کر تیرے پاس حاضر ہوئے۔ (امام احمد) جب صبح گئے اس وقت بھی تیرا بندہ نماز ادا کر رہا تھا اور شام کو واپس ہوئے اس وقت بھی نماز ادا کر رہا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کے اور

پروردگار کے درمیان پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں۔ اور حوریں اس کا استقبال کرتی ہیں۔ جب تک نہ ناک سنکے نہ کھنکارے۔ (طبرانی)

نماز جنت کی کنجی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔ (مسلم شریف)

نمازی کے لئے تین کرامتیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نمازی کے لئے تین کرامتیں ہیں۔ نمازی جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو اس کے سر سے لے کر آسمان تک رحمت الٰہی کی گھٹا چھا جاتی ہے۔ اور نیکیاں بارش کی طرح برسائی جاتی ہیں۔ فرشتے نمازی کے قدموں سے لے کر آسمان تک اس کے چاروں طرف جمع ہوتے ہیں۔ ایک فرشتہ پکارتا ہے۔ اے نمازی! اگر تو دیکھ لے کہ تو کس سے باتیں کر رہا ہے تو تو کبھی نماز سے ہٹنا پسند ہی نہ کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

نماز نہ پڑھنے کی برائی

اللہ تعالیٰ سورۃ مدثر میں ارشاد فرماتا ہے:

مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ○ (سورۃ المدثر)

جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے۔ تو جنتی دوزخیوں کو دیکھ کر کہیں گے۔ تم کو دوزخ میں کس چیز نے ڈالا ہے۔ تو دوزخی بولیں گے۔ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ کرکٹ میچ دیکھا کرتے تھے، خطبہ ہوتا ہم آرام کرتے تھے، نماز ہوتی ہم کھانا کھاتے تھے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ معلوم ہوا جو نماز نہیں پڑھے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ اگر کوئی نماز فوت کر لے

پھر قضا بھی کرلے تب بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ویل فرمایا ہے۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ۝ (پ۳۰) ویل ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ وقت گزار کر نماز پڑھتے ہیں۔ ویل جہنم میں ایک وادی ہے جس کی سختی سے، جہنم بھی پناہ مانگتی ہے۔ اس کا نام ویل ہے۔ قصداً نماز قضا کرنے والے اس کے مستحق ہیں۔

بنی اسرائیل کی ایک عورت

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ آپ کی خدمت اقدس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت حاضر ہوئی۔ اور عرض کی اے موسیٰ علیہ السلام میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ اور میں توبہ کرتی ہوں۔ آپ اللہ کی بارگاہ میں میرے لئے بخشش کی دعا کریں۔ جناب موسیٰ کلیم اللہ نے فرمایا کہ گناہ کیا ہے۔ عورت نے کہا مجھ سے زنا ہو گیا تھا اس سے بچہ پیدا ہوا جس کو میں نے قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سن کر جلال میں آ گئے۔ اور عورت کو کہا اے بدکار عورت یہاں سے نکل جا۔ کہیں تیری وجہ سے ہم پر آسمان سے آگ نہ نازل ہو جو ہم کو جلا کر راکھ کر دے۔ عورت شرمندہ ہو کر چلی گئی۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تو نے ایک توبہ کرنے والی کو کیوں نکال دیا۔ کیا اس سے زیادہ برے شخص کو نہیں دیکھا۔ آپ نے پوچھا اس سے زیادہ برا کون ہے۔ فرمایا جو قصداً نماز چھوڑ دیتا ہے۔ (زواجر ج ۱، ص ۱۱۲)

ایک عجیب وغریب نمازی غلام

ایک شخص نے ایک غلام خریدا، غلام نے کہا۔ میری تین شرطیں ہیں:

(۱) نماز سے آپ مجھے منع نہیں کریں گے۔

(۲) دن کو جو چاہیں حکم دیں رات کو حکم نہیں کریں گے۔

(۳) ایک کمرہ رہائش کے لئے الگ دے دیں جس میں میرے سوا کوئی دوسرا داخل نہ ہو۔

آقا نے تینوں شرطیں قبول کر لیں۔ پھر غلام کے آقا نے کہا اپنی رہائش کے لئے کمرہ پسند کر لو۔ غلام نے سادہ سا کمرہ اپنے لئے پسند کر لیا۔ آقا نے کہا تم نے سادہ اور خراب کمرہ کیوں پسند کیا ہے۔ غلام نے کہا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے۔ اس کی یاد سے سادہ اور خراب کمرہ بھی باغ بہار بن جاتا ہے۔ وہ غلام دن کو اپنے آقا کی خدمت کرتا۔ اپنے آقا کے کام کرتا۔ اور جب رات کی سیاہی ہر طرف پھیل جاتی۔ لوگ نیند کے مزے لوٹنے لگ جاتے۔ غلام اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دیتا۔ مناجات کرتا روتا اور گڑگڑاتا۔ کچھ مدت کے بعد ایک رات کو اس کا آقا گھر میں چلتے چلتے غلام کے کمرے میں پہنچ گیا۔ عجیب منظر دیکھا۔ دیکھا کمرہ روشن ہے۔ غلام مصلے پر سر بسجود ہے۔ اس کے سر پر آسمان وزمین کے درمیان ایک روشن قندیل لٹک رہی ہے۔ اور غلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی عاجزی اور انکساری سے دعا کر رہا ہے۔ اے اللہ تو نے مجھ پر میرے آقا کا حق اور دن کو اس کی خدمت لازم کر دی اگر یہ مصروفیت نہ ہوتی تو میں دن رات صرف تیری ہی عبادت کرتا تیرا ہی ذکر کرتا تجھے ہی یاد کرتا۔ اس لئے میرے پاک پروردگار میرا عذر قبول فرمالے۔ آقا دیکھتا رہا اور اس کی مناجات سنتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ روشن قندیل واپس آسمان کی طرف چلی گئی۔ اور کمرے کی چھت مل گئی۔ یہ سارا منظر دیکھ آقا واپس آ گیا۔ یہ رات کا سارا واقعہ اپنی بیوی کے سامنے بیان کر دیا۔ دوسری رات اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کر غلام کے دروازے پر آ گیا۔ دیکھا کہ غلام سجدے میں پڑا ہے۔ اور

روشن قندیل اس کے سر پر ہے۔ یہ میاں بیوی منظر دیکھتے رہے۔ اور روتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا۔ تم اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہو۔ تا کہ تم جو عذر پیش کر رہے تھے۔ وہ دور ہو جائے۔ اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرسکو۔ غلام نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا۔

یَا صَاحِبَ السِّرِّ اِنَّ السِّرَّ قَدْ ظَهَرَ وَلَا اُرِيْدُ حَيَاتِيْ بَعْدَ مَا اشْتَهَرَ .

اے صاحب راز! راز تو کھل گیا اب راز کھلنے کے بعد میں زندگی نہیں چاہتا۔ پس اسی وقت وہ غلام گرا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (مکاشفۃ القلوب)

اللہ کی عبادت کا کتنا ذوق ہے کتنا شوق ہے۔ کسی کو پتہ بھی نہ چلے۔ اگر راز فاش ہو گیا تو دنیا میں رہنا پسند نہ کیا۔

حضرت ثابت بنانی اور نماز کا ذوق

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے۔ اور حافظ الحدیث تھے۔ نماز بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتے تھے۔ نماز سے اتنی محبت تھی کہ جس مسجد کے قریب سے گزرتے اس میں نماز ضرور پڑھتے تھے۔ حضرت ثابت بنانی صائم الدھر تھے۔ روزہ کبھی ناغہ نہ کرتے تھے۔ رات دن میں پورا قرآن ختم کر لیتے تھے۔ حضرت ثابت نماز میں اس کثرت سے روتے کہ لوگ تعجب کرتے تھے۔ کسی نے عرض کیا۔ کہ اس طرح تو آپ کی آنکھیں ضائع ہو جائیں گی۔ آپ نے فرمایا اگر ان آنکھوں سے رویا نہ جائے تو ان کا فائدہ ہی کیا ہے۔ حضرت ثابت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے۔ کہ اے اللہ اگر کسی شخص کو قبر میں نماز پڑھنے کی

اجازت ہو سکتی ہے تو مجھے بھی اس کی اجازت دے دی جائے۔

ابو سنان کا بیان ہے کہ بخدا میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے ثابت بنانی کو دفن کیا تھا۔ دفن کے دوران قبر کی ایک اینٹ گر گئی۔ میں اسے اٹھانے کے لئے جھکا تو دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے ساتھ والے کو کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے کہا خاموش رہو۔ جب تدفین ہو چکی۔ میں نے ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے پوچھا کہ ثابت کون کون سے عمل کرتے تھے۔ انہوں نے کہا آپ کیوں پوچھتے ہیں۔ میں نے واقعہ بیان کیا۔ حضرت ثابت کی بیٹی نے کہا۔ وہ پچاس سال سے شب بیداری کر رہے تھے۔ اور صبح کے وقت دعا کرتے تھے۔ کہ اے اللہ اگر قبر میں کسی کو نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے تو مجھے بھی عطا فرمانا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ میرے والد کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ ہمارے بزرگوں کو نماز کے ساتھ ایک والہانہ عشق تھا۔ محبت تھی وہ مرنے کے بعد بھی نماز سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ جیسے آج ہم جمعہ کی نماز کے لئے آئے ہیں اے اللہ اسی طرح ہمیں ہمیشہ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔

جنت کی راحت اور دوزخ کی شدت

سنو! حقیقی دولت ہمارے اعمالِ حسنہ ہیں' نیک اعمال ہی کل قیامت کے دن کام آئیں گے۔ حدیث پاک میں آتا ہے: قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ایک ایسے شخص کو بلائے گا جس نے ساری عمر تکلیفوں میں' مشقتوں میں' صدموں میں' بیماریوں میں گزاری ہوگی اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تمہاری زندگی کیسی گزری؟

وہ بندہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں نے زندگی میں بہت صدمے اُٹھائے' بہت تکلیفیں برداشت کیں' پریشانیاں اُٹھائیں' ساری عمر میں یاد نہیں کوئی خوشی بھی دیکھی ہو' میری ساری زندگی پریشانیوں میں ہی گزری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ارشاد فرمائے گا: اس کو ذرا جنت کی باہر سے ہوا لگا لاؤ۔

اس کو فرشتے لے جائیں گے اور جنت کے باہر سے ایک چکر لگا کر لے آئیں گے کہ جنت کی ہوا کا کوئی جھونکا لگ جائے گا' اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کہ اب بتا کیسی زندگی گزری؟ وہ کہے گا: میری زندگی تو اتنی عافیت میں گزری ہے کہ میں نے کسی غم اور تکلیف کی شکل دیکھی ہی نہیں ہے۔ میں تو ساری عمر مسرتوں اور خوشیوں میں' عیش وعشرت میں' بہاروں میں بسر کرتا رہا ہوں اور میں نے کوئی تکلیف پریشانی دیکھی ہی نہیں۔ وہ جو ذرا سی جنت کی ہوا لگ گئی' اس کی لذت' اس کی راحت' اس کا سکون' اس کا اطمینان دل میں اتنا پیارا ہوگا کہ ساری دنیا کی تکلیفوں کو بھول جائے گا' اللہ تعالیٰ پھر ارشاد فرمائے گا: میرے ایسے بندے کو بلاؤ

کہ جس نے دنیا کے اندر کسی غم کی شکل وصورت دیکھی ہی نہیں، کوئی صدمہ نہیں دیکھا، کوئی مشکل وقت نہیں دیکھا، بلکہ آرام میں عیش وعشرت میں ساری زندگی گزاری، اور اس سے پوچھا جائے گا: تمہاری زندگی کیسی گزری؟ وہ کہے گا: یا اللہ! میری زندگی تو آرام میں گزری، بڑے عیش وعشرت میں گزری ہے، کوئی صدمہ میں نے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس کو ذرا سی ہوا جہنم کی والاؤ۔ باہر ہی سے اندر نہیں لے جانا۔ فرشتے اس کو لے جائیں گے اور جہنم کے پاس اس طرح سے گزار کر لے آئیں گے کہ جہنم کی لپٹ کا ذرا سا جھونکا اس کو لگ جائے گا، اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا: اب بتاؤ: تمہاری زندگی کیسے گزری؟ وہ کہے گا: یا اللہ! میں ساری زندگی تکلیف میں رہا ہوں، ساری عمر صدمات میں رہا ہوں، خوشی کی کوئی شکل نہیں دیکھی، وہ چند لمحات کی جہنم کی ہوا، اس کی جو شدت ہے اور اس میں جو تختی ہے، وہ اتنی زیادہ ہے کہ اس کی وجہ سے ساری عمر کی خوشیاں، راحتیں، مسرتیں بالکل بھول جائیں گی۔ یہ جنت اور جہنم کی راحت اور شدت کا حال کہ اس کے مقابلے میں ہم دنیا کو بھول جائیں گے، ہم اس دنیا کے بے حقیقت مال ومتاع کے لیے آخرت کی زندگی کو درست کرنے کی کوئی فکر نہیں کر رہے۔ صبح سے شام تک دنیا کا مال جمع کرنے کی فکر ہے ؎

ایتھے کسے نہیں سجنا بہہ رہنا
آخر اس جہان تو جاونا ایں
اوتھے کسے نہ پچھنی ذات تیری
اوتھے کم اعمال نے آونا ایں

پرہیزگاروں کے لیے جنت ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝

تم فرماؤ: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں' پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری پاک بیویاں ہیں اور اللہ کی خوشنودی اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔

جو لوگ ایمان اور تقویٰ اختیار کریں گے' انہیں آخرت میں جنت میں گھنے عمدہ باغات ملیں گے' جن میں ساری نعمتیں جمع ہوں گی' دودھ' شہد' شرابا طہورا اور خالص پانی کی نہریں بہتی ہوں گی' نہ وہ باغ سوکھیں گے' نہ ان میں خزاں آئے گی۔

پھر کمال یہ ہے کہ جنتی ہمیشہ جنت میں رہیں گے نہ مریں گے' نہ کوئی جنت سے نکالے گا' جنت میں وہ بیویاں عطاء کی جائیں گی جو ہر ظاہری اور باطنی عیب سے پاک ہوں گی' نہ حیض آئے گا نہ نفاس' نہ پیشاب نہ پاخانہ' نہ وہ حسد کریں گی نہ کسی سے کینہ رکھیں گی' سب سے بڑی نعمت جنتیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی

رضامندی ہوگی۔ حدیث پاک میں آتا ہے: اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! کیا تم راضی ہو گئے! جنتی عرض کریں گے: یا اللہ! ہم کیوں نہ راضی ہوں' تو نے تو ہمیں وہ نعمتیں دیں جو کسی کو نہ دیں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہیں وہ نعمت دوں جو ان سب سے بڑھ کر ہے۔ جنتی عرض کریں گے: یا اللہ! اس سے بڑھ کر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تم سے راضی ہوں کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ (مسلم' بخاری)

رضائے الٰہی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے

دنیا فانی ہے' مقامِ عبرت ہے' انسان دنیا کی چیزوں میں ایسا پھنسا ہے کہ آخرت کے متعلق سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ گناہوں میں زندگی بسر کر رہا ہے' مال و دولت نے اندھا کر دیا ہے۔

دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ○ اللہ تعالیٰ کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے یعنی جنت۔

دوستو! ہمیں چاہیے کہ ہم آخرت کی فکر کریں' اس کی تیاری کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی دعوت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ○ (پ۴ ع۵)

اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جو ڑان میں سب زمین و آسمان آ جائیں' پرہیزگاروں کے لیے تیار کر رکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی بخشش اور جنت کی طرف دوڑ کر آنے کا حکم

دیا ہے۔ دوڑ وہی سکتا ہے جس کے پاس بوجھ نہ ہو اگر گناہوں کا بوجھ ہوگا تو جنت کی طرف دوڑ کر کیسے جا سکیں گے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کریں اور گناہوں سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کی وسعت کے بارے فرمایا: عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۔ جس کی چوڑان میں سب زمین و آسمان آ جائیں۔ یہ وسعت ہے کشادگی ہے جنت کی کہ سارے آسمان اور زمین اس کی چوڑان میں سما جائیں۔

صد افسوس!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی جنت کی طرف اور مغفرت کی طرف دعوت دی ہے مقامِ افسوس ہے اگر ہم دعوت قبول نہ کریں اس طرف توجہ ہی نہ کریں دنیا کی فانی نعمتوں میں ایسے منہمک ہو جائیں کہ آخرت کی نعمتیں یاد ہی نہ رہیں اور ان کے لیے کوشش ہی نہ کریں ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم گناہوں سے نافرمانی سے بچیں تاکہ آخرت بن جائے۔

جنت کی وسعت

قرآن کریم سے جنت کی وسعت ثابت ہے کہ اس کی چوڑائی میں زمین و آسمان سما جائیں جس کی چوڑائی اتنی ہے اس کی لمبائی کتنی ہوگی۔ زمین و آسمان کے طبقے ساتھ ساتھ جوڑ دیے جائیں اور سب کا ایک پرت بنا کر جنت کی چوڑان میں رکھا جائے تو یہ سارا پرت اس میں سما جائے۔ پھر جس کی چوڑان کا یہ عالم ہے تو اس لمبائی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سایہ میں سوار آدمی سو سال

تک بھی چلتا رہے تو اسے طے نہ کر سکے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۸۷)

اندازہ کریں وہ کتنا بڑا درخت ہوگا اور جس جنتی کے گھر میں وہ درخت ہوگا وہ گھر کتنا بڑا ہوگا۔

حدیث شریف میں آتا ہے: جنت میں سو درجے ہیں' ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے' جتنا زمین و آسمان کے درمیان اور سب سے اونچا درجہ جو ہے اس کا نام فردوس ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے: جنت میں سو درجے ہیں' اگر سارے عالموں والے' اس کے ایک درجے ہی میں جمع کر لیے جائیں تو اس میں سما جائیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۹) یعنی جنت کا صرف ایک درجہ ہی اتنا وسیع ہے کہ سارے عالموں والے اس میں سما جائیں۔

جنت کا دروازہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

جنت کا دروازہ جس سے میرے اُمتی جنت میں داخل ہوں گے اتنا وسیع ہو گا' اتنا چوڑا ہوگا کہ اس کی چوڑان تین سال کی مسافت کے برابر ہوگی' باوجود اس کے کہ جب میری اُمت اس سے گزرنے لگے گی تو وہ ان کی کثرت کی وجہ سے ان پر تنگ ہو جائے گا' اور بھیڑ کی وجہ سے ان کے کندھے ٹلنے کے قریب ہو جائیں گے۔

یعنی کندھے سے کندھا ٹکرائے گا' اس قدر ہجوم ہوگا کہ اتنا بڑا دروازہ ان کے لیے تنگ ہو جائے گا' جس جنت کا دروازہ اتنا وسیع ہے' وہ جنت کتنی وسیع ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی تیاری کی توفیق عطاء فرمائے!

ایتھے کسے نہیں بجنا بہہ رہنا آخر اس جہان تو جاونا ای
اوتھے کسے نہ پچھنی ذات تیری، اوتھے کم اعمال تے آونا ای

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر مل کر سلام پڑھنا

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لواءٔ آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

سیّدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

السلام اے سبز گنبد کے مکین
السلام اے رحمۃ للعٰلمین

دست بستہ ہیں کھڑے آقا حاضر
غلام پیش کرتے ہیں غلامانہ سلام

سلام کے بعد دعا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

یا اللہ! اپنے حبیب پاکؐ کے صدقے ہماری نماز کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما! یا اللہ! بیماروں کو صحت کامل عطاء فرما! یا اللہ! جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانیاں دور فرما! یا اللہ! جو بے روزگار ہیں انہیں روزگار عطاء فرما! یا اللہ! ہم سب کو بیت اللہ اور گنبد خضریٰ کی حاضری نصیب فرما! یا اللہ! پاکستان کی حفاظت فرما! یا اللہ! پاکستان کو دین اور دنیا کی ترقی عطاء فرما! پاکستان کو دہشت گردوں کی دہشت گردی سے محفوظ

فرما! پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت فرما! ہم سب کو اولیاء کا سچا پکا غلام بنا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرما!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمِ ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

